COMMENTARY ON FIRST THESSALONIANS

BY

REV. J. J. LUCAS

تھسلنیکیوں کو پولس رسول کے پہلے خط کی تفسیر

مصنف

پادری جے-جے لوکس صاحب

PUBLISHED BY

"THE MILTON STEWART EVANGELISTIC FUNDS"

AVAILABLE FROM

THE NORTH INDIA TRACT SOCIETY

18. CLIVE ROAD, ALLAHABAD

OR

REV. J. J. LUCAS, LANDOUR, MUSSOORIE

1928 پہلی بار

کل خط کا خلاصہ
تفسیر کی فہرست

نمبر		صفحہ
۱	تفسیر پہ سوالات	۱ ۔ ۲۰
۲	تفسیر کا دیباچہ	۲۱ ۔ ۳۳
۳	تھسلنیکی مسیحیوں کی سچی روحانی حالت کا شکریہ	۳۴ ۔ ۴۱
۴	تھسلنیکیوں میں پولس رسول کی زندگی کی کیفیت	۴۲ ۔ ۴۴
۵	تھسلنیکے کے نو مرید مسیحیوں کی ثابت قدمی اور پولس رسول کی شکرگزاری	۴۵ ۔ ۷۳
۶	تھسلنیکیوں کے دیکھنے کے لئے رسول کا اشتیاق اور انکی اچھی خبر سنکر اس کی خوشی اور دعا	۷۴ سے ۹۷
۷	پاکدامنی اور برادرانہ محبت اور محنت کشی کی نصیحتیں	۹۸ ۔ ۱۱۹
۸	برادرانہ محبت اور محنت کی نصیحتیں	۱۲۰ ۔ ۱۳۸
۹	مسیح کی آمد اور مردوں کی قیامت کے بیان میں	۱۳۹ ۔ ۱۵۷
۱۰	مسیح کی آمد کی تیاری کے بارے میں	۱۵۸ ۔ ۱۷۷
۱۱	نو مرید مسیحیوں کو طرح طرح کی نصیحتیں	۱۷۸ ۔ ۱۹۶
۱۲	دعا اور سلام	۱۹۷ ۔ ۲۰۷

تھسلنیکیوں کو پولس رسول کے پہلے خط کی تفسیر کے سوالات

واضح ہو کہ کل خط کے مضامین پر باب بہ باب سوالات تیار کئے گئے ہیں۔ اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ علم الٰہی کے مدرسوں یا ہائی سکول کی بائبل کلاسوں میں یہ تفسیر پڑھائی جائے جہاں پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔

باب پہلا

نمبر	سوال	صفحہ
۱	پولس رسول کے ایام میں شہر تھسلنیکی میں کون کونسی قومیں رہتی تھیں؟	۲ ۳
۲	جب پولس تھسلنیکے میں پہنچا تو اس نے پہلے کہاں انجیل کی منادی کی؟	۳

نمبر	سوال	صفحہ
۳	پولس نے یہودیوں کی کتاب مقدس کھول کھول کر اس سے کیا ثابت کیا؟	۳
۴	اس کی منادی کا نتیجہ کیا ہوا؟	۳
۵	یہودیوں نے پولس اور اس کے ساتھیوں پر کیا الزام لگایا؟	۳
۶	تھسلنیکے شہر میں پولس کی منادی کے شکار جو پہلے مسیحی ہوئے وہ کون تھے؟	۳
۷	پولس نے تھسلنیکے میں کس طرح سے اپنا گزارا کیا؟	۴
۸	فضل اور اطمینان میں کیسی موافقت ہے؟	۴
۹	مسیحی کلیسیا سے کونسی جماعت مراد ہے؟	۵
۱۰	مسیحی اور غیر مسیحی میں کیا فرق ہے؟	۵
۱۱	جو مسیح کی کلیسیا میں شامل ہیں وہ کیا کہلاتے ہیں	۵
۱۲	جب پولس کے زمانے میں کوئی یہودی یا یونانی مسیح کی کلیسیا میں شامل ہوتا تھا تو وہ نئی بھائی بندی یا برادری میں بھرتی کیا جاتا تھا۔ اس برادری کا کچھ بیان کرو....	۶
۱۳	پولس کے ساتھی سلوانس کا کیا ذکر ہے؟	۶
۱۴	پولس کے ایک اور ساتھی تیمتھیس کا کچھ ذکر کرو۔	۷
۱۵	پولس نے کیوں تیمتھیس کا ختنہ کروایا؟	۸
۱۶	پولس نے تھسلنیکی مسیحیوں کی طرف اپنی محبت کس طرح ظاہر کی؟	۹
۱۷	تھسلنیکی مسیحیوں کی دلیری اور ثابت قدمی کی جڑ کیا تھی؟	۹
۱۸	پولس تھسلنیکی مسیحیوں کی کونسی محنت کو یاد کر کے خدا کا شکر ادا کرتا تھا؟	۱۰ و ۱۱

نمبر	سوال	صفحہ
۱۹	کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا کسی کو پورا یقین ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے برگزیدوں یا چنے ہوؤں میں ہوں یا نہیں۔ اس سوال کا کیا جواب آیات ۴-۹ میں پایا جاتا ہے؟	۱۲، ۱۳
۲۰	پولس نے تھسلنیکیوں کی برگزیدگی کا کونسا ثبوت اپنی روح کی گواہی سے نکالا؟	۱۴
۲۱	اس جگہ سمجھتے کیا ہیں کہ تھسلنیکی کیسی گونگے نہ تھے؟	۱۶، ۱۷
۲۲	یونانی اور رومی بہت اور مختلف بتوں کو بنا بنا کر کیوں انکی پوجا کرتے تھے؟	۱۸
۲۳	ثابت کرو کہ بتوں یا مورتوں کے وسیلے سے خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی؟	۱۸-۲۰
۲۴	دسویں آیت میں پولس مسیح کے حق میں کونسی پانچ باتیں کہتا ہے؟	۲۱-۲۳
۲۵	بتاؤ کہ کونسی خرابیاں آنے والے غضب کی پرچھائیاں اور پیشین نشانیاں ہیں؟	۲۳
۲۶	لفظی طور پر انجیل کی منادی کرنا اسکے معنے کیا ہیں؟	۲۶
۲۷	تھسلنیکے کے مسیحی کونسی باتوں میں ہمارے لئے نمونہ ہیں؟	۲۶
۲۸	بہتیرے مسیحی مانتے ہیں کہ مسیح کو چھوڑ کے کوئی دوسرا ہم کو آنیوالے غضب سے نہیں بچا سکتا۔ تو بھی اپنے ہندو اور محمدی جان پہچانوں سے مسیح کا کچھ چرچا نہیں کرتے ہیں۔ اسکی کیا کیا وجہ بات ہیں؟	۲۷
۲۹	ثابت کرو کہ بت پرستی سخت گناہ ہے۔	۲۷، ۲۸

نمبر	سوال	صفحہ
۳۰	ثابت کرو کہ آنے والا غضب خیالی بات نہیں ہے۔	۲۹
۳۱	بتاؤ کہ مسیح کی دوسری آمد کا منتظر رہنا خدا کے کلام کا حکم ہے۔	۳۰، ۳۱
۳۲	جو پانچ سوالات اس پہلے باب کے پڑھنے والے کو اپنے دل سے کرنا چاہئے سو بتاؤ۔	۳۱، ۳۲
	دوسرا باب	
۱	پولس کے تھسلنیکے سے روانہ ہونے کے بعد اسکے دشمنوں نے اسپر کیا الزام لگایا؟	۳۴، ۳۵
۲	پولس نے انکی تہمتوں کا کیا جواب دیا؟	۳۶، ۳۷
۳	پولس نے اپنے مخالفوں کی بے بنیاد تہمتوں کا جواب کیوں دیا؟	۳۸
۴	جس جھوٹی بات سے پاسبان یا مناد یا مشنری یا مسیح کا کوئی خادم بدنام کیا جاوے ۔ ہم کیوں ایسی باتوں کا چرچہ بھی نہ کریں؟	۳۹
۵	دنیاداری کی نشانیاں کون کونسی ہیں؟	۴۰
۶	پولس تھسلنیکی نومریدوں کو کس طرح سے سمجھاتا رہا؟	۴۱
۷	ایک مسیحی مناد کا خطاب "وہی بات" کیوں مشہور ہو گیا؟	۴۱
۸	شہر تھسلنیکا میں پولس کی کامیابی کا بھید بتاؤ۔	۴۲، ۴۳
۹	آیات ۱-۱۲ تک جو تین سوالات مسیح کا ہر ایک خادم اپنے دل سے کرے سو بتاؤ۔	۴۳، ۴۴
۱۰	تھسلنیکی نومریدیوں میں پاک روح کے جو تین خاص پھل	

نمبر	سوال	صفحہ
	ظاہر ہوئے سو بتاؤ۔	۴۲
۱۱	جس وقت شہر میں پولس انجیل کی خوشخبری سنانے کے لئے جاتا تھا۔ اس کے ہم قوم یہودی اس کے پیچھے پڑ کے کیا تہمت لگاتے تھے؟	۴۴
۱۲	پولس نے تھسلنیکے کے نو مرید مسیحیوں کی ثابت قدمی سے کیا نتیجہ نکالا؟	۴۷
۱۳	۱۵ویں اور ۱۶ویں آیات میں پولس اپنے یہودی قوم والوں کے گناہوں کی فہرست بتاتا ہے۔ اسکا کچھ بیان کرو۔	۴۹-۵۱
۱۴	خداوند یسوع مسیح نے یہودیوں کی بغاوت اور سرکشی انگوری باغ کے ٹھیکہ داروں کی تمثیل سے ظاہر کی۔ اس تمثیل کو سناؤ اور اس کے معنے بتاؤ۔	۵۲و۵۳
۱۵	انجیل خدا کا کلام کیوں کہلاتا ہے؟	۵۴
۱۶	کبھی کبھی مسیح کے مخالفوں سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کب سے انجیل سنائی گئی۔ اس کا کیا جواب ہے؟	۵۵و۵۶
۱۷	کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ہندو اور محمدیوں کے پاس انجیل تو ہے اور وے اُسے سنتے اور پڑھتے بھی ہیں۔ مگر وہ ظاہرا اُنکے دلوں میں کچھ اثر نہیں کرتی۔ یا بہت تھوڑا اثر کرتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس سوال کے جواب کیا کہنا چاہیے؟	۵۷,۵۹
۱۸	اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ انجیل کی تاثیر کچھ تو ہے۔ مگر	

نمبر	سوال	صفحہ
	صرف غریبوں اور حقیروں میں ہوتی ہے۔ تو پولس اسکا کیا جواب دیتا ہے؟	۶۰
۱۹	کسی کو مسیحی ہونے کے سبب سے اپنی قوم والوں کے ہاتھ سے صبر اور خوشی کے ساتھ دکھ سہہ لینا یہ کس بات کا نشان ہے؟	۶۰
۲۰	بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ مصیبتیں خدا کے غضب کی نشانیاں ہیں۔ ثابت کرو کہ یہ خیال غلط ہے۔	۶۰و۶۱
۲۱	خدا ان باتوں کا لحاظ کرکے ہر قوم اور ہر گروہ اور ہر شخص کی عدالت کریگا؟	۶۱
۲۲	جو خاص برکتیں خدا نے بنی اسرائیل کو بخشی تھیں اُن کا کچھ بیان کرو۔	۶۱و۶۲
۲۳	یہودی قوم پر کیوں خدا کا غضب پولس کے زمانے سے تب آ پڑا ہے؟	۶۳
۲۴	پولس رسول کا خداوند یسوع مسیح کی طرف توبہ اور ایمان کے ساتھ پھرنا کیسی قوم کے مسیح کی طرف پھرنے کی تصویر دکھاتی ہے؟	۶۴و۶۵
۲۵	بنی اسرائیل کی بحالی کب ہوگی؟	۶۵
۲۶	بنی اسرائیل کی بحالی کے سبب سے دنیا کی کل قوموں پر برکت پر برکت نازل ہوگی۔ اسکا کیا ثبوت ہے؟	۶۵,۶۶
۲۷	اگر کوئی پوچھے کہ پولس مسیح کی دوسری آمد کیوں بہت چاہتا تھا تو اسکا کیا جواب ہے؟	۶۶و۶۸
۲۸	جس شہر یا قوم یا ملک کا حاکم اپنی عملداری میں انجیل سنانے	

نمبر	سوال	صفحہ
	سے منع کرنے تو کوئی نہ کوئی وقت اور کسی نہ کسی طرح سے آ پہنچا اُس کی قوم پر خدا کا غضب آپڑیگا۔ اس بات کی نظیر بتاؤ۔	۶۹ و ۷۰
۲۹	جو شخص ان دنوں میں چھوٹی چھوٹی قوموں میں انجیل سنانے کے طریقوں پر سوا نکتہ چینی کے اور کچھ نہیں کرتا وہ پولس کے دنوں کے کون سے مخالفوں کی مانند ٹھہرتا ہے؟	۷۱ و ۷۲
۳۰	آیات ۱۳-۱۶ تک جو سوالات پڑھنے والا اپنے دل سے کرے وہ بتاؤ۔	۷۲ و ۷۳
۳۱	تھسلنیکے کے مسیحیوں اور پولس میں کیسی دوستی پیدا ہو گئی تھی اور اس کی وجہ کیا تھی؟	۷۷
۳۲	پولس کے رشتہ داروں نے شاید ٹھٹھا کر کے اس سے یہ سوال کیا ہو کہ خیر پولس تم نے یسوع مسیح کی خاطر اپنے گھر والوں کو ترک کر دیا۔ اب تم نے اس کے بدلے میں کیا کیا پایا؟ پولس اپنے گھر والوں کو وہ کیا جواب دے سکتا تھا؟	۷۷ و ۷۸
۳۳	ڈاکٹر چٹرجی صاحب کے ساتھ مسیح کا کیا وعدہ پورا ہوا؟	۷۹
۳۴	پولس تھسلنیکی مسیحیوں کے پاس نہ آنے کا سبب بتلاتا ہے کہ شیطان نے مجھے روک رکھا۔ بتاؤ کس تدبیر یا حیلے سے شیطان نے اُسے روک رکھا؟	۷۹، ۸۰
۳۵	جس وقت پولس نے فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے میں سے گذر کر آسیہ کے اطراف میں انجیل کی خوشخبری سنانا چاہا تو کس نے	

نمبر	سوال	صفحہ
	آسکو آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا اور اسکا کیا نیک نتیجہ ہوا؟	۸۱، ۸۲ و ۸۳
۳۶	یورپ کے کس شہر میں مسیح کی پہلی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی اور کس شہر میں دوسری کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی؟	۸۳، ۸۴
۳۷	ان دنوں میں مسیح کا خادم کیونکر پہچان سکے کہ انجیل سنانے میں کونسی تحریکیں خدا کی طرف سے اور کون سی شیطان کی طرف سے ہیں؟	۸۴

تیسرا باب

نمبر	سوال	صفحہ
۱	جب تھسلنیکے کو پولس کا جانا رک گیا تو اس نے مجبور ہو کر اس کو شیطان کا حیلہ جان کر اس کو ناقص ٹھہرانے کے لئے کیا تدبیر نکالی؟	۸۴
۲	تھسلنیکی مسیحیوں کی طرف سے تیمتھیس کون سی خبر لایا کہ جس سے پولس کا دل خوشی سے بھر گیا؟	۸۵
۳	شیطان نے کونسی تہمتوں کے وسیلے سے تھسلنیکی مسیحیوں کے دلوں میں پولس کی طرف سے نااتفاقی پیدا کرنا چاہا؟	۸۵
۴	پولس کے تھسلنیکی مسیحیوں کے پاس پہنچنے کا خاص مقصد کیا تھا؟	۸۶
۵	۱۰ویں اور ۱۱ویں آیات میں پولس تھسلنیکی نو مرید مسیحیوں کی کونسی کمی کی طرف اشارہ کرتا ہے؟	۸۶، ۸۷

نمبر	سوال	صفحہ
۶	پولس نے تھسلنیکے کے مسیحیوں سے کیوں محبت کی ؟	۹۰،۸۹
۷	کون نبی بڑھاپے میں شیطان کا حیلہ نہ جان کر شراب پی پی کر نشے میں پھنس گیا ؟	۵۲،۹۱
۸	بنی اسرائیل کے کون سے نامور قاضی نے اپنی قوم کو دشمن کے ہاتھ سے چھڑایا مگر خود ایک غیر قوم عورت سے پھنس گیا۔ اس قاضی کا کچھ حال بیان کرو۔	۹۲
۹	شیطان نے مسیح کے کس رسول کے دل میں روپیوں کا لالچ ڈال کر اس کو ہلاک کر ڈالا ؟	۹۲
۱۰	کیا پولس شیطان کی رکاوٹ پہچان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہا اور سوا دعا کے اور کچھ نہیں کیا ؟	۹۳
۱۱	پولس نے کونسی باتیں کہہ کر تیمتھیس کو تھسلنیکی مسیحیوں کے پاس روانہ کیا ؟	۹۳
۱۲	جس گیت کی پہلی سطر یہ ہے کہ " مخالف بے شمار مجھے ستاتے ہیں " وہ سناؤ۔	۹۴
۱۳	۱۶ ویں آیت میں جس لفظ کا ترجمہ غضب کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے اور اس سے ہمارے لئے کیا نیک نمونہ ہے ؟	۹۵
۱۴	جو فرق یا علیحدگی مسیحی جماعت اور غیر مسیحی جماعت میں ہوتی ہے سو بتاؤ۔	۹۷،۹۶

نمبر	سوال	صفحہ
	چوتھا باب	
۱	تیسرے باب کی آخری آیتوں میں پولس نے تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں کے لئے کیا دعا کی ؟	۹۹
۲	چوتھے باب کی دوسری آیت میں وہ انہیں کیا یاد دلاتا ہے ؟	۹۹
۳	مسیح کے کس حکم کے بموجب پولس نے تھسلنیکے کے مسیحیوں کو تعلیم سنائی تھی۔ وہ حکم سناؤ۔	۹۹ و ۱۰۰
۴	تیسری سے آٹھویں آیت تک پولس کون سے گناہ کی طرف اشارہ کر کے تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں کو اس سے بچانا چاہتا ہے ؟	۱۰۰
۵	وہ کس طرح سے اس گناہ کی طرف ان کے دلوں میں نفرت اور خوف پیدا کرنا چاہتا ہے ؟	۱۰۰ و ۱۰۱
۶	جس کی طرف خدا کی مرضی ہو وہ کس طرح کی ماننا ہے ؟	۱۰۱
۷	چوتھی آیت میں جو نصیحت ہے کہ ہر ایک شخص پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے ظرف کو حاصل کرنا جانے۔ اسکے معنے کیا ہیں ؟	۱۰۲
۸	۵ ویں آیت میں حرامکاری کرنے سے بچے رہنے کی کیا وجہ پیش ہے ؟	۱۰۲ و ۱۰۳
۹	رومی اور یونانی علما کی کتابوں میں کونسی گھنونی اور شرمناک	

نمبر	سوال	صفحہ
	والی باتیں پائی جاتی ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے ؟	۱۰۳
۱۰	اگر کوئی پوچھے کہ ان بڑی نامور قوموں میں ایسی بے شرمی حرامکاری اور شہوت پرستی کی کیا وجہ تھی تو اسکا جواب بتاؤ۔	۱۰۴
۱۱	شہوت کی خاص سزا کیا ہے ؟	۱۰۴ و ۱۰۶
۱۲	جان بنین صاحب نے شہوت پرست آدمی کو کیا نام دیکر اسکا بیان کیا ؟	۱۰۶ و ۱۰۷
۱۳	۴ویں اور ۵ویں آیات میں پولس نے تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں کے دلوں میں حرامکاری کی طرف سے کس طرح گھن پیدا کرنا چاہا ؟	۱۰۷
۱۴	خدا نے تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں کو کس غرض سے کلیسیا میں بھرتی کروایا تھا ؟	۱۰۸
۱۵	زناکاری اور حرامکاری کن گناہوں میں شامل ہیں ؟	۱۰۸ و ۱۰۹
۱۶	سیاہی سے بھری ہوئی شیشی یا بوتل کے اندر پانی ڈالے جانے سے دل کے پاک صاف رکھے جانے کی مثال بتاؤ۔	۱۰۹ و ۱۱۰
۱۷	امثال کی کتاب میں سلیمان حرامکاری کے بد نتیجوں کا کیا بیان کرتا ہے ؟	۱۱۱
۱۸	حرامکاری اور زناکاری کی سات خرابیاں بتلاؤ۔	۱۱۲
۱۹	مسیح نے کس غرض سے کلیسیا کے اوپر پاسبان اور افسر مقرر کئے ہیں ؟	۱۱۳
۲۰	شمسون کی بربادی سے خدا کے سب بندے چاہے بڑے	[illegible]

نمبر	سوال	صفحہ
	چھوٹے یا بڑے کیا کیا نصیحت اور عبرت پکڑیں ؟	۱۱۴ و ۱۱۵
۲۱	خدا کی طرف سے بیاہ کا رشتہ ٹھہرائے جانے کا ایک سبب بتلاؤ۔	۱۱۶
۲۲	جس کی بیوی اپنے شوہر کو اس کے مسیحی ہونے کے سبب چھوڑ دے تو کیا شوہر اس عورت کی پابندی میں عمر بھر رہے یا اس سے آزاد ہو کر دوسری عورت سے بیاہ کرے پولس اسکا کیا جواب دیتا ہے ؟	۱۱۷
۲۳	اگر کوئی کہے کہ حرامکاری اور شہوت پرستی کے جوش سے بچے رہنے کی یہ تدبیر بہتر ہے کہ جوان جنگل میں جا کر سادھو یا برہمچاری بن بیٹھے۔ اور یوں آزمائش سے بچ جاوے تو ثابت کرو کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔	۱۱۸
۲۴	مسیح کے شاگردوں کی دو خاص نشانیاں بتلاؤ۔	۱۲۰ و ۱۲۲
۲۵	ثابت کرو کہ محبت تمام فضیلتوں میں افضل اور سرچشمہ ہے۔	۱۲۲
۲۶	پولس کے دنوں میں مسیحی کلیسیا کی بڑی ترقی کی کیا وجہ تھی ؟	۱۲۳ و ۱۲۴
۲۷	دجال ساحری کی تحقیق میں ہتھیار سے کیا مراد ہے ؟	۱۲۵
۲۸	انگلستان اور امریکہ اور دوسرے مسیحی ملکوں میں مشنریوں کے خلاف کیا کیا شکایتیں سننے میں آتی ہیں۔ اور ان کے کیا جواب ہیں ؟	۱۲۸ و ۱۳۰
۲۹	غریب غربا کی خبرگیری سے کبھی کبھی جو نتیجے نکلتے ہیں وہ کیا کیا ہیں ؟	۱۳۰ و ۱۳۱
۳۰	۱۱ویں اور ۱۲ویں آیات میں پولس تھسلنیکی مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے	[illegible]

نمبر	سوال	صفحہ
	کہ وہ چند خاص باتوں کے کرنے کی ہمت کریں۔ وہ باتیں بتاؤ۔	۱۳۱
۳۱	ان آیات میں جس لفظ کا ترجمہ ہمت کیا گیا ہے یونانی زبان میں اُس کے معنے کیا ہیں؟	۱۳۱
۳۲	کون اور جگہوں میں یہ لفظ پایا جاتا ہے؟	۱۳۱و۱۳۲
۳۳	دنیا دار مسیحی کا حوصلہ کیا ہے؟	۱۳۲
۳۴	تھسلنیکے کے کتنے نومرید مسیحیوں میں اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کے بارے میں کیا کیا خرابیاں تھیں؟	۱۳۲
۳۵	باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا؟	۱۳۳
۳۶	شائستگی کے معنے کیا ہیں؟	۱۳۳
۳۷	مسیحیوں کی چپراس کیا ہے؟	۱۳۴
۳۸	مسیحی کلیسیا کے شریکوں کو غریب مسیحی بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لئے خاص انتظام کیا کرنا چاہئے	۱۳۵
۳۹	یروشلیم کے مسیحیوں میں کلیسیا کی بیواؤں کی روزی کے لئے کیا انتظام کیا گیا تھا؟	۱۳۵
۴۰	پولس نے یروشلیم کے غریب اور لاچار مسیحیوں کی مدد کے لئے کیا خاص انتظام کیا؟	۱۳۵
۴۱	۹-۱۲ ویں آیات تک محنت کرنے کی تعریف ہے اِس کی چار خوبیاں بتلاؤ۔	۱۳۶ [illegible]
۴۲	تھسلنیکے کے مسیحیوں میں یہ گفتگو تھی کہ اگر مسیح آج آوے	[illegible]

نمبر	سوال	صفحہ
	تو ہم جو زندہ ہیں اُس کی بادشاہت میں داخل پاوینگے مگر اُس دن ہمارے گذرے ہوئے مسیحی بھائیوں کا کیا حال ہوگا۔ تو پولس اس کا کیا جواب دیتا ہے؟	۱۴۰
۴۳	یونان اور روم کے بڑے بڑے نامور علما موت کے بارے میں کیا سکھلاتے تھے؟	۱۴۰
۴۴	ایک نامور یونانی شاعر بنام ہومر نے موت کے بارے میں کیا لکھا ہے؟	۱۴۰و۱۴۱
۴۵	مسیحی اپنے مرحوم مبارک عزیزوں کے لئے کیوں غم نہ کریں؟	۱۴۱-۱۴۲
۴۶	پولس کے اِن الفاظ سے کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہینگے۔ بعض مسیحی مصنف کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟	۱۴۲و۱۴۳
۴۷	آیات ۱۶ و ۱۷ میں پولس مسیح کے ظہور کا کیا بیان کرتا ہے؟	۱۴۳و۱۴۴
۴۸	مسیح کی دوسری آمد کے وقت کیا سب لوگوں کی قیامت ہوگی۔ یا صرف راستباز مرحوموں کی؟	۱۴۴و۱۴۵
۴۹	راستباز مرحوم کس دن کی انتظاری کرتے ہیں۔ وہ کونسا بدن پانے کے اُمیدوار ہیں؟	۱۴۶
۵۰	کیا راستباز مرحوم مسیح کے آنے تک کسی طرح کی پاک خدمت میں مشغول رہتے ہیں؟	۱۴۶،۱۴۷
۵۱	اعمال ۱: ۹-۱۱ تک دو راستباز مرحوموں کی خدمت کا کچھ بیان کرو۔	۱۴۷
۵۲	مکاشفہ ۷: ۹-۱۵ تک مقدس مرحوموں کی خدمت	

نمبر	سوال	صفحہ
	کے بارے میں کیا دریافت ہوسکتا ہے؟	۱۴۷ و ۱۴۸
۵۳	مکاشفہ ۱۹: ۱۰ میں مقدس مرحوم بزرگوں میں جو گفتگو ہوئی اُس کا بیان کرو۔ اور اس سے اُنکی خدمت کے بارے میں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟	۱۴۸
۵۴	مقدس مرحوموں میں پولس رسول کی کیا خدمت ہوگی؟	۱۴۸
۵۵	کیا مقدس مرحوموں میں درجے ہیں؟	۱۴۹
۵۶	مسیح کے آنے کے وقت جتنے اُس کے نہ ہونگے چاہے وہ مُردوں میں چاہے زندوں میں ہوں اُن کا کیا حال ہوگا؟	۱۴۹ و ۱۵۰
۵۷	مکاشفہ کی کتاب میں پہلی پاک اور مبارک قیامت کا کیا بیان ہے؟	۱۵۰ و ۱۵۱
۵۸	پہلی اور دوسری قیامت کے بیچ میں کتنے برسوں کا عرصہ ہوگا؟	۱۵۱
۵۹	پولس رسول اس پہلی پاک اور مبارک قیامت کے درجے تک پہنچنے کی کیا اُمید اور کوشش کرتا ہے؟	۱۵۱
۶۰	جو لوگ آواگون کے مسئلے کو مانتے ہیں اُنکو موت کے وقت کیا اُمید ہوسکتی ہے؟	۱۵۲ و ۱۵۳
۶۱	چوراسی لاکھ جنم لینے کے کیا معنے ہیں؟	۱۵۳
۶۲	جنکو اپنے گذرے ہوئے عزیزوں کی مبارک حالی کا یقین ہے اُن کا یہ یقین کس بنیاد پر منحصر ہے؟	۱۵۴ و ۱۵۵
	پانچواں باب	
۱	پولس اس خط کے پانچویں باب میں خداوند یسوع مسیح کی	۱۵۹

نمبر	سوال	صفحہ
	آمد کے بارے میں کون سی نصیحتیں اور آگاہی کی باتیں لکھتا ہے؟	۱۵۹
۲	پولس رسول مسیح کی دوسری آمد کے بارے میں کیا بتلاتا ہے؟	۱۵۹
۳	پرانے عہد نامے کے پاک نوشتوں میں خداوند کے دن کا بہت ذکر پایا جاتا ہے۔ وہ کیوں خداوند کا دن کہلاتا ہے؟	۱۶۰
۴	کیا پرانے عہد نامے کے پاک نوشتوں کے لکھنے والوں نے مسیح کی دوسری آمد کی پیشینگوئیاں کی ہیں؟	۱۶۰ و ۱۶۱
۵	۶ ویں اور ۷ ویں آیات میں پولس دنیاداروں کو کیسا عجیب نام دیتا ہے اور کیوں اُنکو یہ نام دیتا ہے؟	۱۶۱ و ۱۶۲
۶	۷ ویں آیت میں شرابیوں کے لئے کونسی آگاہی کی بات ہے؟	۱۶۲
۷	مسیح نے اپنے شاگردوں کو نشہ بازی کی نسبت کیا آگاہی دی؟	۱۶۲ و ۱۶۳
۸	ہر مسیحی کو کن وجوہات سے ہر طرح کی نشے کی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے؟	۱۶۳
۹	۸ ویں آیت میں پولس مسیحیوں کے کن کارگر ہتھیاروں کا ذکر کرتا ہے؟	۱۶۴
۱۰	پاک نوشتوں میں خود سے ہمیشہ ایک ہی بات مراد ہے وہ کیا ہے؟	۱۶۴ و ۱۶۵
۱۱	اس کل خط میں مسیحیوں کی اُمید سے کیا مراد ہے؟	۱۶۵

نمبر	سوال	صفحہ
١٢	انجیل کونسی اُمید کو نجات کی اُمید بتلاتی ہے ؟	١٦٥ و ١٦٦
١٣	١٠ ویں آیت میں پولس مسیح کی موت کا کیسا ذکر کرتا ہے ؟	١٦٦ و ١٦٧
١٤	١-١١ آیات تک مسیح کی دوسری آمد کے بارے میں جو پانچ باتیں لکھی ہوئی ہیں سو بتلاؤ۔	١٦٨ و ١٦٩
١٥	مسیح نے اپنے شاگردوں کے اس سوال کا کیا جواب دیا کہ ہمیں بتا کہ تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا ؟	١٦٩
١٦	کیا جو نشانیاں مسیح نے اپنے پھر آنے اور دنیا کے آخر ہونے کے بارے میں بتلائیں وہ ان دنوں میں پوری ہوتی جاتی ہیں یا نہیں ؟	١٦٩ و ١٧٠
١٧	مسیح نے کہا کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یعنے یہ نشانیاں ظہور میں نہ آویں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ اس نسل سے کونسی قوم مراد ہے اور اسکا مطلب کیا ہے ؟	١٧٠
١٨	٥-٨ ویں آیت تک دنیا داروں کی بے ہوشی اور مایہ کے نشے کا کیا ثبوت ہے ؟	١٧١
١٩	٩ و ١٠ ویں آیتوں پر غور کرکے مسیح کا خادم کس بات پر دورہ دیا کرے ؟	١٧٤
٢٠	اگر پوچھا جائے کہ مسیحی کس طریقے سے ایک دوسرے کی ترقی کے باعث بنیں تو اسکا کیا جواب ہوگا ؟	١٧٥
٢١	١٢ ویں آیت کے لفظ محنت کے معنے کیا ہیں۔ اس آیت میں	

نمبر	سوال	صفحہ
	کس قسم کی محنت کی طرف اشارہ ہے ؟	١٧٧
٢٢	ان دنوں میں نحمیاہ کے دنوں کے مخالفوں کے قائم مقام کون کون ہیں ؟	١٧٨ و ١٧٩
٢٣	آیت ١٣ ویں میں لکھا ہے کہ جو خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں اُن کو مانو۔ اس آیت میں کن پیشواؤں کی طرف اشارہ ہے ؟	١٧٩
٢٤	ان پیشواؤں کے ہاتھ میں مسیحی جماعت کے کون کون سے کام سپرد کئے گئے تھے ؟	١٧٩ و ١٨٠
٢٥	تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں میں جھگڑا ہونے کا کیا سبب ہوا ؟	١٨٠ و ١٨١
٢٦	١٤ ویں آیت میں مسیحی برادری میں بے قاعدہ چلنے والے سے کیا مراد ہے ؟	١٨١ ١٨١
٢٧	تھسلنیکے کے مسیحیوں میں کس لئے بعض کم ہمت ہو گئے تھے ؟	١٨٢
٢٨	بے قاعدہ چلنے والوں کے سمجھانے بجھانے کے لئے تحمل کی کیا ضرورت ہے ؟	١٨٣
٢٩	١٦-١٨ آیتوں میں پولس تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں کو کونسی تین خاص نصیحتیں دیتا ہے	١٨٣ و ١٨٤
٣٠	١٨ ویں آیت میں پولس کہتا ہے کہ ہر ایک بات میں شکرگذاری کرو۔ اور وہ اس کے دو سبب بتلاتا ہے۔ وے سبب کون کون سے ہیں ؟	١٨٦
٣١	تعلیم یافتہ مسیحی نومرید مسیحیوں کو جب کہ اُنکے خدا کی روح کو کس طرح بجھاتے تھے ؟	١٨٧ و ١٨٨

نمبر	سوال	صفحہ
٣٢	آگ کے دھکتوں پر پانی ڈالنا کس بات کی مثال ہے ؟	١٨٨و١٨٩
٣٣	روحانی نعمتوں میں سے کونسی نعمت افضل اور اعلیٰ قدر ہے ؟	١٩٠
٣٤	١٩ویں آیت میں یہ نصیحت ہے کہ ساری باتوں کو آزماؤ - اسکے معنے بتلاؤ ؟	١٩١
٣٥	روحانی تعلیم کی نسبت کہ زیادہ سچ ہے یا غلط پولس کونسی مثال استعمال کرتا ہے ؟	١٩١
٣٦	انجیل کی تعلیم پر کونسی مہر ہونا کہ ہم اسکو خوشی کے ساتھ قبول کریں ؟	١٩٢
٣٧	مسیحی برادری کے تین بے تبدیل حکم کون کونسے ہیں ؟	١٩٤
٣٨	مسیحی جماعت کی بندگی میں ہر مسیحی کو کسقدر آزادی دی جائے ؟	١٩٥
٣٩	٢٣ ویں آیت میں روح اور جان اور بدن کے معنے کیا ہیں ؟	١٩٧و١٩٨
٤٠	خدا کیوں "اطمینان کا خدا" کہلاتا ہے ؟	١٩٧و١٩٨
٤١	پولس نے اپنے مسیحی بھائیوں سے دعا مانگنے کی نسبت کیا عرض کی ؟	٢٠٠و٢٠١
٤٢	پولس کے زمانہ میں دوستوں میں کونسا معمولی سلام رائج تھا ؟	٢٠١و٢٠٢
٤٣	پولس نے کیوں بڑی سنجیدگی کے ساتھ یہ حکم دیا کہ یہ خط سارے بھائیوں کو سنایا جائے ؟	٢٠٢و٢٠٣
٤٤	خط کی آخری دعا سناؤ۔	٢٠٣
٤٥	بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا کا کلام عام لوگوں میں بانٹا نہ جاسکے ہوئے اس خیال کی کیا وجہیں بتلانے میں ثابت کرو کہ یہ خیال غلط ہے۔	٢٠٥و٢٠٦

دیباچہ

پولس رسول کا پہلا خط تھسلنیکیوں کو اسکی تفسیر کا دیباچہ

ہمارے پاس پولس رسول کے تیرہ خط ہیں۔ اُن میں جو خط اُسنے تھسلنیکیکی مسیحیوں کو لکھا وہ اُسکا سب سے پہلا خط ہے۔ پاک نوشتوں کے علما متفق الرائے ہیں کہ پولس اس خط کا لکھنے والا ہے۔ گمان غالب ہے کہ نئے عہد نامہ کی جتنی کتابیں ہیں اُنمیں یہ خط سب سے پہلے لکھا گیا۔ عنقریب سنہ ۵۲ء میں پولس اور سلوانس نے شہر تھسلنیکے میں آکر یہ خوشخبری سنائی کہ یسوع ناصری وہی مسیح ہے کہ جسکے آنے کی پیشینگوئی توریت اور زبور اور نبیوں کے پاک نوشتوں میں لکھی ہوئی ہے۔ پولس کی یہ بات سنکر تھسلنیکے کے یہودیوں نے بازاری آدمیوں میں سے کئی بدمعاشوں کو اپنے ساتھ لیا اور بھیڑ لگا کر رومی حاکموں کے سامنے پولس اور اسکے ساتھیوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ سب کے سب قیصر کے حکموں کی مخالفت کرتے ہیں کہ بادشاہ تو اور ہی ہے یعنے یسوع۔ سو اس ہنگامہ اور کھلبلی کے سبب سے پولس اور سلوانس کو شہر تھسلنیکے کو چھوڑنا پڑا۔ دیکھو اعمال ۱۷: ۱-۱۰۔

ان دنوں میں شہر تھسلنیکا مکدنیہ صوبہ کا دارالسلطنت تھا اور وہ کل صوبہ مع اپنے سب شہروں کے قیصر روم کی سلطنت میں شامل تھا جس وقت پولس نے رویا میں ایک مکدنی آدمی کو دیکھا تھا جو اسے کہہ رہا پکار رہا تھا۔ اسوقت

یورپ میں جسکا ایک صوبہ مکدونیہ ہے مسیح کی منادی نہیں کی گئی تھی۔ یورپ کے شہروں میں سے جس شہر میں سب سے پہلے مسیح کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی تھی وہ فلپی ہے۔ اور یورپ کا دوسرا شہر جس میں مسیح کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی تھی سو تھسلنیکا ہے۔ اہل یورپ میں سے جو لوگ پہلے مسیح کے پیرو ہوئے سو فلپی اور تھسلنیکا کے رہنے والے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے بہتیرے بت پرست اور غریب لوگ تھے۔ دیکھو ۱ تھسل ۱: ۱۰ و ۲ تھسل ۲: ۸-۱۲ ۔

پولس کے زمانے میں تھسلنیکا بڑا آباد اور نامور شہر تھا جسمیں یہودی رومی اور یونانی رہتے تھے۔ ان دنوں میں بھی وہ نامور شہر ہے جس میں عنقریب ۵۰ ہزار یہودی رہتے ہیں۔ اور باقی ۵۰ ہزار یونانی اور ترک وغیرہ ہیں۔ ان دنوں میں وہ سالونیکا کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ یونان کی عملداری میں ہے ۔

مسیحی علما یہ بتلاتے ہیں کہ پولس نے سنہ ۵۲ء میں شہر کرنتھس سے یہ خط لکھکر اپنے پیارے چیلے تمتھیس کے ہاتھ سے تھسلنیکی نومرید مسیحیوں کے پاس بھیجا۔ اس نے یہ خبر پائی تھی کہ تھسلنیکی نومرید مسیحی مخالف یہودیوں سے ستائے جاتے ہیں سو اس کو یہ خوف ہوا کہ شاید وے اس دکھ و مصیبت کے سبب سے یہانتک نہ گھبرا جائیں کہ شیطان موقع پاکر کسی نہ کسی حیلے سے انکو دھوکا دیکر مسیح سے اور مسیحی جماعت سے جدا کردے۔ اس نے یہ خبر بھی پائی تھی کہ وہاں کے کتنے نومرید مسیحی غم میں پڑے ہوئے ہیں اسلئے کہ انکے عزیزوں میں سے بعض گذر گئے تھے اور وے بے تسلی اور ناامید ہوکر انکے لئے بار بار روتے تھے۔ پولس نے یہ خبر پاکر انکے پاس جانیکا قصد کیا مگر رُک گیا۔ چونکہ وہ خود نہیں جاسکتا تھا تاکہ انکی دردمندی اور ہمدردی کرے

اسلئے اس نے تمتھیس کو ان کی حالت دریافت کرنے اور تسلی دینے کے لئے انکے پاس بھیجدیا۔ اور جسوقت تمتھیس نے لوٹکر انکی کل حالت اس کو بتلائی تو فوراً ہی اس نے انکو یہ خط لکھ بھیجا۔ جس میں اس نے طرح طرح کی تعلیم سے خصوصاً خداوند یسوع مسیح کے پھر آنے کی خوشخبری سے انکو تسلی اور ہمت دلانے کی کوشش کی۔ خط کے ہر ایک باب میں مسیح کی دوسری آمد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ دیکھو ۱: ۱۰ و ۲: ۱۹ و ۳: ۱۳ و ۴: ۱۴-۱۷ و ۵: ۲۳ ۔

جس حال میں کہ ہندوستان کے بہتیرے مسیحی ان دنوں میں اُسی طرح ستائے جاتے ہیں جیسے کہ تھسلنیکی مسیحی ستائے گئے تھے۔ یہانتک کہ وے اپنی برادری سے نکالے جاتے ہیں اور کبھی کبھی انکا مال بھی ضبط کر لیا جاتا ہے۔ تو میں نے انکی تسلی اور تقویت کے لئے یہ تفسیر لکھی۔ میں نے اس خط کی تعلیم پر غور کرنے سے اور خاصکر پولس رسول کے نمونے پر سوچنے سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ میں نے اس اُمید پر یہ تفسیر لکھی ہے کہ میرے مسیحی بھائی اسکو پڑھکر روحانی فائدہ اُٹھاویں۔ میں نے ڈاکٹر جیمس ڈینی صاحب کی تفسیر سے جو انگریزی زبان میں چھاپی گئی ہے بہت فائدہ اُٹھاکر اور اُس سے بہت باتیں نکالکر اس تفسیر میں درج کی ہیں۔ میں ڈاکٹر ڈینی صاحب کا بہت شکر گذار ہوں مگر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ تفسیر ڈاکٹر ڈینی صاحب کی تفسیر کا ترجمہ یا خلاصہ ہے۔ میں نے اس خط کی ہر ایک آیت کے مضمون اور معنے پر سوچ سوچکر اور ہندوستان کی کلیسیا کی حالت پر غور کرکے اس مقصد سے یہ تفسیر لکھی ہے کہ جو تعلیم اور نصیحت پولس نے تھسلنیکی مسیحیوں کو دی وہ میرے

سبھی بھائیوں کے لئے بھی مفید ہو۔ میں اس اُمید کے ساتھ اس
خط کی تفسیر اپنے سبھی بھائیوں کے ہاتھ میں سپرد کرتا ہوں۔ غرض اے
بھائیو ہر وقت خوش رہو۔ بلاناغہ دعا مانگو۔ ہر ایک بات میں
شکر گذاری کرو۔ کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی
ہے۔ روح کو نہ بجھاؤ۔ نبوتوں کی حقارت نہ کرو۔ ساری باتوں کو
آزماؤ۔ جو اچھی ہو اُسے پکڑے رہو۔ ۱تھسل ۵: ۱۶-۲۱ +

الہ آباد
۴ مارچ ۱۹۲۱ء بی۔ جے لوکس

تھسلنیکیوں کو پولس رسول کے پہلے خط کی تفسیر

پہلا باب ۱-۱۰

(۱) پولس اور سلوانس اور تیمتھیس کی طرف سے تھسلنیکیوں کی کلیسیا
کے نام جو خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح میں ہے فضل و اطمینان تمہیں
حاصل ہوتا رہے +

(۲) تم سب کے بارے میں ہم خدا کا شکر ہمیشہ بجالاتے ہیں اور اپنی
دعاؤں میں تمہیں یاد کرتے ہیں۔ (۳) اور اپنے خدا اور باپ کے حضور
تمہارے ایمان کے کام اور محبت کی محنت اور اس اُمید کے صبر کو
بلاناغہ یاد کرتے ہیں جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کی بابت ہے۔
(۴) اور اے بھائیو خدا کے پیارو ہم کو معلوم ہے کہ تم برگزیدہ ہو
(۵) اس لئے کہ ہماری خوشخبری تمہارے پاس نہ فقط لفظی طور پر
پہنچی بلکہ قدرت اور روح القدس اور پورے اعتقاد کے ساتھ بھی
چنانچہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہاری خاطر تم میں کیسے بن گئے تھے۔ (۶)
اور تم کلام کو بڑی مصیبت میں روح القدس کی خوشی کے ساتھ قبول
کرکے ہماری اور خداوند کی مانند بنے۔ (۷) یہاں تک کہ مکدنیہ اور اخیہ
کے سارے ایمانداروں کے لئے نمونہ بنے۔ (۸) کیونکہ تمہارے ہاں سے
نہ فقط مکدنیہ اور اخیہ میں خداوند کے کلام کا چرچا پھیلا ہے۔

بلکہ تمہارا ایمان جو خدا پر ہے ہر جگہ ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ ہمارے کہنے کی کچھ حاجت نہیں ۔ (۹) اس لئے کہ وہ آپ ہمارا ذکر کرتے ہیں کہ تمہارے پاس ہمارا آنا کیسا ہوا ۔ اور تم بتوں سے پھر کر خدا کی طرف رجوع ہوئے تاکہ زندہ اور حقیقی خدا کی بندگی کرو ۔ (۱۰) اور اس کے بیٹے کے آسمان پر سے آنے کے منتظر رہو جسے اس نے مردوں میں سے جلایا ۔ یعنی یسوع کے جو ہم کو آنیوالے غضب سے بچاتا ہے ۔

سرنامہ

تھسلنیکی مسیحیوں کی عمدہ روحانی حالت کا شکریہ

پولس رسول کے دنوں میں تھسلنیکا ایک بڑا مشہور شہر تھا ۔ وہاں رومی یونانی اور یہودی رہتے تھے ۔ اس شہر میں ان سب قوموں کے درمیان اس قدر میل جول ہو گیا تھا کہ بہتیرے رومی اور یونانی تعلیم یافتہ لوگ یہودیوں کے عبادتخانوں میں جایا کرتے تھے ۔ جب پولس اپنے شاگردوں سیلوانس اور تیمتھیس سمیت دورہ کرتا ہوا شہر تھسلنیکا میں آ پہنچا تو اُس نے یہودیوں کے عبادتخانے میں جا کر اُن کی کتاب مقدس سے ثابت کیا کہ جس یسوع کے دکھوں اور اُس کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کی پیشنگوئی تمہاری کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ یسوع ناصری ہے جس کی خبر میں تمہیں دیتا ہوں ۔ اسی طرح تین سبتوں تک پولس نے یہودیوں کے عبادتخانے میں جا کر اور کتاب مقدس کے سفے کھول کھول کر ثابت کیا کہ یسوع ناصری جس کو یہودیوں نے ناحق جان سے مار ڈالا تھا

اور جو تیسرے روز پھر جی اُٹھا تھا وہی سچ مچ مسیح ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سننے والوں میں سے کتنے یہودی اور یونانی یسوع ناصری کو مسیح مان کر اُس کے پیرو ہو گئے ۔ ان میں سے بعض پولس اور سیلاس کے شریک بھی ہو گئے ۔ ان کے علاوہ خدا پرست یونانیوں کی ایک بڑی جماعت اور بہتیری شریف عورتیں ان کی شریک ہوئیں ۔ مگر یہودیوں نے حسد میں آ کر بازاری آدمیوں میں سے کئی بدمعاشوں کو اپنے ساتھ لیا اور بھیڑ لگا کر شہر میں فساد کرنے لگے اور یاسون کا گھر گھیر کر انہیں لوگوں کے سامنے لے آنا چاہا اور جب انہیں نہ پایا تو یاسون اور کئی ایک بھائیوں کو شہر کے حاکموں کے پاس چلاتے ہوئے کھینچ لے گئے کہ وہ شخص جنہوں نے جہان کو باغی کر دیا یہاں بھی آئے ہیں اور یاسون نے انہیں اپنے یہاں اُتارا ہے اور یہ سب کے سب قیصر کے حکموں کی مخالفت کر کے کہتے ہیں کہ بادشاہ اور ہی ہے یعنی یسوع یہ سن کر عام لوگ اور شہر کے حاکم گھبرا گئے ۔ اور انہوں نے یاسون اور باقیوں کی ضمانت لیکر انہیں چھوڑ دیا ۔ لیکن بھائیوں نے فوراً راتوں رات پولس اور سیلاس کو بیریہ میں بھیجدیا ۔ وہ وہاں پہنچ کر یہودیوں کے عبادتخانے میں گئے ۔ یاد رکھئے کہ پولس نے کتاب مقدس یعنی موسیٰ کی توریت زبور اور انبیاء کے صحیفوں کے صفحے کھول کھول کر اور اُن سے قوی دلیلیں نکال کر ثابت کیا کہ جس مسیح کا ذکر ان کتابوں میں پایا جاتا ہے وہی یسوع ناصری ہے جس کی منادی میں کرتا ہوں ۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ شہر تھسلنیکے میں پولس کی منادی سُن کر پہلے مسیح کے پیرو ہوئے انہیں یونانی اور یہودی دونوں تھے ۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جس وقت پولس شہر تھسلنیکے میں رہا وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے اپنے پیشہ خیمہ دوزی سے اپنا گذارا کرتا تھا چنانچہ بعد کو وہ آپ بھی ان سے کہتا ہے

"اور کسی کی روٹی مفت نہ کھاتے تھے۔ بلکہ محنت مشقت سے رات دن کام کرتے تھے
تاکہ تم میں سے کسی پر بوجھ نہ ڈالیں۔ اس لئے نہیں کہ ہم کو اختیار نہ تھا۔ بلکہ اس
لئے کہ اپنے آپ کو تمہارے واسطے نمونہ ٹھہرائیں تاکہ تم ہماری مانند بنو۔ اور جب
ہم تمہارے پاس تھے اس وقت بھی تم کو یہ حکم دیتے تھے کہ جسے محنت کرنی منظور
نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے"۔ ۲ تھسلنیکی ۳: ۸-۱۰۔

اس طرح ہفتے کے چھ دن بجائے پولس نے اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے اور
سبت یعنے آرام کے دن یہودیوں کے عبادتخانوں میں جاکر اور کتاب مقدس سے
دلیلیں نکال کر کئی یہودیوں اور یونانیوں کو یسوع کی طرف مائل کر کے اسکا پیرو
بنایا۔ یوں شہر تھسلنیکے میں ۵۰ء میں مسیحی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ جب یہودیوں
نے یہ دیکھا کہ بہتیرے یہودی اور یونانی پولس کی بات مان کر مسیح کے پیرو ہوتے
جاتے ہیں تو وہ حسد سے بھر گئے اور پولس کو شہر سے نکال دیا لیکن پولس تھسلنیکے
کے نو مرید مسیحیوں کی خطرناک حالت کے سبب بہت فکرمند تھا۔ سو اس نے چند ہفتوں
کے بعد تیمتھیس کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ انکا حال معلوم کرے اور جتنی جلدی
ہو سکے واپس آکر خبر دے۔ جب تیمتھیس نے لوٹ کر اسکو یہ خبر سنائی کہ تھسلنیکے کے نو مرید
مسیحی ثابت قدم ہیں اور باوجود ستائے جانے کے اپنے ایمان پر قائم ہیں تو پولس کا دل
خوشی کا چشمہ بن گیا۔ اور اس نے فوراً ان کے پاس یہ خط لکھ بھیجا۔ اس خط میں پہلے
وہ انکو فضل اور اطمینان کا سلام بھیجتا ہے۔ (دیکھو آیات ۱ و ۲) **فضل** سے وہ
احسانمندی مراد ہے جو نالائق آدمی پر خدا کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہے اور
اطمینان سے وہ سلامتی مراد ہے جو خدا کے فضل کا پھل ہے۔ فضل اور اطمینان میں
ایسی پیوستگی ہے جیسے کہ جڑ اور پیڑ میں ہوتی ہے۔ بغیر خدا کے فضل کے پائیدار اور
دلی سلامتی نہیں مل سکتی۔ اور بغیر خداوند یسوع مسیح کے خدا کے فضل کا صاف اور

پورا اظہار نہیں ہوتا۔ خدا کا فضل یسوع مسیح میں مجسم ہو کے ظاہر ہوا۔
مسیحی کلیسیا سے وہ جماعت مراد ہے جو مسیح میں قائم ہو کے اسی سے روحانی
زندگی اور ترقی پاتی رہتی ہے۔ اس مسیحی کلیسیا کے ہر ممبر کی یگانگت اس بات پر موقوف ہے
کہ اسکا ایک شریک مسیح کے روح کی معرفت نئی زندگی پاکر اسی روح کی ہدایت
اور حمایت سے چلتا رہے۔ مسیحی اور غیر مسیحی میں یہ فرق ہے کہ مسیحی نجات کے لئے اکیلے
خداوند یسوع مسیح پر تکیہ کرتا ہے۔ وہ اس بات کا یقین کرتا ہے کہ خدا باپ نے مجھ
گنہگار پر فضل کر کے مجھے گناہ کی سزا اور غلامی سے بچانے کے لئے اپنے پیارے بیٹے
خداوند یسوع مسیح کو اس دنیا میں بھیجا کہ وہ ہمارے گناہوں کے بدلے میں اپنی جان
مثل پاک قربانی کے دیوے۔ اس نے اپنی جان کو قربان کیا اور خدا باپ نے اسکی اس قربانی پر اپنی
منظوری یوں ظاہر کی کہ اس نے اسکو مردوں میں سے زندہ کر کے آسمان اور زمین کا کل اختیار اسکے
بخش دیا۔ لہذا مسیح نے آسمان پر چڑھ جانے سے پہلے اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا کہ تم جاکر سب قوموں
کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ اور انہیں
یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تمکو حکم دیا۔ اور دیکھو میں دنیا کے
آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ اس حکم کے موجب پولس نے اپنے دو مسیحی
بھائیوں سلوانس اور تیمتھیس کے ساتھ شہر تھسلنیکے میں آکر مسیح کی موت اور اسکے
پھر جی اٹھنے کی منادی کی اور جنہوں نے ان باتوں کا یقین کر کے یسوع مسیح کو اپنا
خداوند اور نجات دہندہ مان لیا وہ سب کے سب خواہ وہ یہودی تھے یا یونانی یا کسی
اور قوم کے ایک ہی جماعت میں شامل کئے گئے۔ یہی جماعت مسیح کی کلیسیا کہلاتی ہے
اور جو اس کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں وہ بھائی کہلاتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی خاندان
کے ہیں۔ وہ دنیا سے الگ کئے گئے ہیں۔ اگرچہ وہ دنیا میں تو ہیں مگر دنیا کے نہیں ہیں
ان کی پچھلی اور حال کی زندگی میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ پیشتر وہ یہودی یا یونانی

یا رومی کہلاتے تھے مگر اس سے بڑھ کر اب اُنکا نام مسیحی ہے۔ جو رشتہ وہ یہودی یا یونانی سے رکھتے تھے سو دنیا کا رشتہ تھا۔ وہ اُنکا ملکی یا قومی رشتہ تھا مگر مسیح پر ایمان لاکر اور اس کی جماعت یا کلیسیا میں شامل ہو کر اب اُنکا رشتہ آسمانی ہے کیونکہ مسیح آسمان پر ہے۔ وہ اوپر سے یعنی خدا کے پاک روح کی قدرت سے ازسرِنو پیدا ہوگئے ہیں اس لئے انکی زندگی نئی ہے۔ اُنکے خیالات۔ خواہشیں۔ حوصلے۔ اور مقصد اور ہیں۔ ان کی منزل مقصود بھی اور ہے۔ اُنکا گھر آسمان پر ہے۔ وہ اس دنیا میں صرف رات بھر ٹکنے کے لئے مسافر اور پردیسی ہیں۔ پولس کے زمانہ میں جب کوئی یہودی یا یونانی مسیحی ہو کر مسیح کی کلیسیا میں شامل ہوتا تھا تو وہ نیا مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ وہ پرانی قومیت اور ذات پات کی پابندی سے آزاد ہو کر نئی برادری میں بھرتی کیا جاتا تھا۔ ایسا شخص باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ پاکر یہ مان لیتا ہے کہ خدا میرا باپ ہے اور خدا کا بیٹا یسوع مسیح مجھے گناہ سے بچاتا ہے اور روح القدس میرا پاک کرنے والا اور مددگار ہے۔ پس جتنے بپتسمہ پاکر مسیح کی کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں وہ سب ایک دوسرے کو بھائی بہن قبول کرتے ہیں اور اُن سے ایسی محبت رکھنے کا اقرار کرتے ہیں جیسی کہ بھائی بہنوں کو آپس میں محبت رکھنا فرض ہے۔ پولس نے یہ خط تھسلنیکے کے یہودیوں یا یونانیوں کو نہیں لکھا بلکہ اُس جماعت کو جو اُس شہر کی سب قوموں میں سے نکل کر اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ مان کر ایک نئی جماعت بن گئی تھی۔ سب سے پہلے وہ اُنکو اپنی اور اپنے دو ہم خدمتوں کی طرف سے دعائے خیر کر کے کہتا ہے کہ فضل اور اطمینان تمہیں حاصل ہوتا رہے۔ سلوانس اور تیمتھیس نے شہر تھسلنیکے میں اُسکی مدد کی تھی لہذا واجب تھا کہ وہ اُنکے نام سلام کے کلمات میں درج کرے۔ اعمال کی کتاب میں سلوانس کی نسبت یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ یروشلیم کے بزرگ مسیحیوں کی نظر میں نامور شخص تھا۔ (اعمال ۱۵: ۲۲-۳۲)

جس وقت پولس نے یورپ میں انجیل کی منادی کا قصد کیا تو اُس وقت سلوانس اُسکا ہم سفر اور ہم خدمت تھا۔ شہر فلپی میں فوجداری کے حاکموں نے پولس اور سلوانس کے کپڑے پھاڑ کر اتار ڈالے اور بیت مارنے کا حکم دیا (اعمال ۱۶: ۲۲-۳۴)۔ سلوانس کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پولس کا کیسا دلیر اور وفادار اور جان نثار ہم خدمت تھا یہاں تک کہ وہ مسیح کی منادی کرنے میں اپنی جان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا۔ سو جب پولس اور وہ شہر فلپی کے قید خانے سے چھوٹ گئے تو اُنہے بیدل ہو کر جان بچانے کے خیال سے انجیل کی منادی کرنا نہیں چھوڑا بلکہ فوراً پولس اور تیمتھیس کے ساتھ شہر تھسلنیکے کی راہ لی "تاکہ وہاں بھی انجیل کی منادی کرے چاہے اس خدمت میں فلپی کی طرح یہاں بھی اُس کے بیت مارے جائیں یا قید میں ڈالا جائے۔ پس بہت مناسب تھا کہ پولس اپنے خط میں سلوانس کو یاد کرے اور اُسکا نام اپنے نام کے ساتھ دعائے خیر کے سلام میں شامل کرے۔ اس خط کے دعائے خیر کے سلام میں پولس نے تیمتھیس کا نام بھی درج کیا ہے کیونکہ اُس نے پولس کے کہنے سے شہر تھسلنیکے کو جاکر وہاں کے نئے شدہ یونانی نو مرید مسیحیوں کے ایمان کو مضبوط کیا تھا اور لوٹ کر پولس کو یہ خوشی کی خبر دی تھی کہ تھسلنیکے کے نو مرید مسیحی باوجود ستائے جانے کے اپنے ایمان پر قائم اور مضبوط ہیں (دیکھو آیات ۲-۶)۔ تیمتھیس یوریشین تھا۔ اسکی ماں تو یہودن تھی جو ایمان لے آئی تھی مگر باپ یونانی تھا۔ اس کی ماں اور نانی کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ ان دونوں کا ایمان بے ریا تھا (دیکھو ۲ تم ۱: ۴ و ۵؛ ۳: ۱۴)۔ چونکہ تیمتھیس یوریشین تھا یعنی اُسکا باپ یورپ کا اور ماں ایشیا کی تھی اُسکا ختنہ نہیں ہوا تھا۔ مگر جب وہ پولس کا ہم سفر تھا تو پولس نے اُسے ختنہ کرایا

حالانکہ یہودی لوگ اس کے نامختون ہونے کے سبب سے ٹھوکر نہ کھا دیں۔ پولس کے سب ہم خدمتوں میں سے شاید تمتھیس سب سے پیارا تھا۔ پولس اسکی یہ تعریف کرتا ہے کہ مجھے خداوند یسوع میں امید ہے کہ تمتھیس کو تمہارے پاس جلد بھیجونگا تاکہ تمہارا احوال دریافت کر کے مجھے خبر دے تاکہ میری خاطر جمع ہو۔ کیونکہ کوئی ایسا ہمدل میرے پاس نہیں جو صاف دلی سے تمہارے لئے فکرمند ہو۔ سب اپنی اپنی باتوں کی فکر میں ہیں نہ کہ یسوع مسیح کی۔ لیکن تم اسکی پختگی سے واقف ہو کہ جیسے بیٹا باپ کی خدمت کرتا ہے ویسے ہی اس نے میرے ساتھ خوشخبری پھیلانے میں خدمت کی۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ جب اپنے حال کا انجام معلوم کر لونگا تو اسے فوراً بھیجدونگا۔

آیات ۲-۴ میں پولس تھسلنیکے کے مسیحیوں کے ایمان کے کام اور محنت کی محبت اور امید کے صبر کو یاد کر کے خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور نہ صرف اسی خط کو لکھتے وقت اس نے ان باتوں کو یاد کر کے خدا کا شکریہ ادا کیا بلکہ وہ ہمیشہ ان باتوں کے بارے میں خدا کا شکر بجالاتا تھا۔ جب جب وہ دعا کرتا تھا تو وہ انکے لئے بھی دعا کرنا نہیں بھولتا تھا۔ جس شخص یا خاندان یا کلیسیا کے لئے پولس جیسا کوئی بلاناغہ دعا کرنے والا ہو تو اسکی کیسی بڑی خوشحالی اور خوش نصیبی ہے۔ اس لئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پولس کیسا مرد دعا تھا کہ وہ تھسلنیکے کے مسیحیوں کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد کرتا تھا۔ یعنی صرف نہیں کہ وہ اسی ایک کلیسیا کے مسیحیوں کے لئے بلاناغہ دعا کیا کرتا تھا بلکہ جتنی کلیسیائیں اسنے قائم کی تھیں انمیں سے ایک ایک کے لئے وہ اسی طرح دعا کرتا تھا۔ (دیکھو رومی ۱: ۸-۱۰؛ ا کرنتھی ۱: ۴؛ ۲ کرنتھی ۲: ۱۴؛ افسی ۱: ۱۶؛ فلپی ۱: ۳-۹؛ کلسی ۱: ۳-۹؛ ۲ تیمتھیس ۱: ۳) پولس کے دل میں صرف ایک ہی حوصلہ اور بڑا

مقصد یہ تھا کہ ان چھوٹی چھوٹی کلیسیاؤں کے کمزور۔ ناتجربہ کار۔ غریب اور ستائے ہوئے مسیحیوں کے ایمان اور محبت کو مضبوط کرے۔ وہ انکے خطروں اور آزمایشوں اور مصیبتوں سے واقف تھا۔ وہ انکو ایسا پیار کرتا تھا جیسا کہ باپ اپنے بچوں کو پیار کرتا ہے۔ اس لئے وہ شہر شہر جا کر انکو تعلیم و نصیحت دیا کرتا تھا۔ اس مقصد کے لئے وہ لمبے لمبے خطرناک سفر کیا کرتا تھا (دیکھو ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۶) اسی غرض سے وہ انکو خط بھی لکھا کرتا تھا جنمیں سے ۱۳ ہمارے پاس اس وقت موجود ہیں۔ اور جب انکو دیکھنے یا خط بھیجنے کا موقع نہیں ہوتا تھا تو انکے لئے دعا کرتا تھا۔ اے پولس کاشکہ تیری دعا مانگنے والی روح ہم سبھوں پر نازل ہو۔ پولس کی دعائیں اپنے بھائیوں کے لئے خاص اور سمجھ کے ساتھ اور پر معنی تھیں نہ کہ عام اور بے مطلب اور صرف لفظی باتیں تھیں۔ بعض دعا میں بے سوچے سمجھے خدا کا نام لیکر جو کچھ زبان پر آجاتا ہے سو کہہ دیتے ہیں اور فوراً بھول جاتے ہیں کہ دعا میں کیا مانگا۔ پولس نے جب تھسلنیکے کے مسیحیوں کے کاموں کی خبر پائی کہ وہ خطرے اور ستائے جانے اور مصیبت کی حالت میں بھی ثابت قدم اور دلیر ہیں تو اس نے یقین کیا کہ اس بہادری اور دلیری اور ثابت قدمی کی جڑ انکا وہ ایمان ہے جو وہ مسیح پر رکھتے ہیں۔ دلیری اور بہادری کی جڑ ایمان ہے۔ خط عبرانیوں کو گیارھویں باب میں بہت سے بہادروں کے ناموں کی فہرست لکھی ہوئی ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ انکی بہادری اور جانثاری کی جڑ انکا ایمان تھا۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں مسیح کے رسولوں اور کلیسیا کے بزرگوں کی محنت اور مشقت کا بیان ہے کہ انہوں نے کیسے بڑے بڑے اور عجیب کام کئے۔ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ انکے ان اچھے کاموں کی جڑ کیا تھی تو اسکا صرف ایک ہی جواب ہے

کہ وہ اندیکھے مسیح کو ایمان کی آنکھوں سے دیکھکر اُس سے لپٹے رہتے تھے۔
ایمان اور اعمال کا تعلق درخت کی جڑ اور اُس کے پھل کا سا ہے +

جب پولس نے تھسلنیکے کے مسیحیوں کے نیک کاموں کی خبر پائی تو اُسنے فوراً پہچان لیا کہ اُنکے دلوں میں سچا اور زندہ ایمان ہے کہ جس سے یہ اچھے پھل پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا وہ اُن نیک کاموں کو ایمان کے کام کہتا ہے اور جب اُنکا ایمان ہے اُسکو پہچان کر اُسنے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ ایمان بے ثمرہ نہیں رہتا۔ نیک اعمال ایمان کے گواہ ہیں۔ ایمان کوئی واحد تصے یا باطل خیال نہیں ہے بلکہ ایک قوی اور دلی یقین ہے جو ضرور بالضرور کارگر اور پھلدار ہوتا ہے۔ کبھی کبھی پولس ایمان کا رسول کہلاتا ہے یعنے وہ اپنے خطوں میں ایمان کی ضرورت پر بڑا زور دیتا ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ ایمان اور اعمال کو جدا نہیں کرتا ہے۔ اُسنے تھسلنیکی مسیحیوں کے ایمان کو اُنکے نیک اعمال سے یقین کیا اسی لئے وہ اُنکے ایمان کے کاموں کو یاد کرکے بلاناغہ خدا کا شکریہ ادا کیا کرتا تھا۔ وہ اُن مسیحیوں کے ایمان کے کاموں کے علاوہ اُنکی محبت کی محنت کو بھی یاد کرکے خدا کا شکر کرتا ہے۔ محنت محبت کا ثبوت ہے۔ جس سے محبت رکھتے ہیں کیا اُسکی بہتری اور بھلائی کے لئے محنت کرنے کو تیار نہیں ہیں؟ دیکھو ماں اپنے بچوں کے لئے رات دن محنت کرتی ہے۔ اس محنت کی جڑ یا سبب کیا ہے۔ کیا محبت ہی نہیں ہے؟ پولس نے اپنے ہاتھوں سے محنت کی تھی۔ اُسنے شہر شہر جا کر سفر کے خطرے اور تھکاوٹ کی برداشت کی تھی۔ اُسنے روزے کے ساتھ دعا کی تھی۔ اُس کے ہاتھوں کی محنت اور سفر کے خطروں اور دلی دعاؤں کی محنت کی جڑ کیا تھی؟ وہ خود بتاتا ہے کہ مسیح کی محبت نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنی زندگی اپنی خوشی

کے لئے نہ گذرانوں بلکہ محنت کرکے اُس کے لئے گذرانوں جس نے مجھ سے اس قدر محبت کی کہ میرے لئے اپنی جان دیدی۔ محنت محبت کی خاصیت ہے۔ پولس نے تھسلنیکی مسیحیوں کی صرف بڑی محنت اور مشقت ہی دیکھکر خدا کا شکر نہیں کیا اسلئے کہ اُس شہر میں محنتی تو اور بھی بہت سے یہودی اور رومی تھے۔ محنت ایک عام بات ہے۔ ہر قوم اور ہر شہر میں بے شمار محنتی لوگ پائے جاتے ہیں۔ اُنکی محنت دیکھکر پولس نے خدا کا شکر نہیں کیا۔ جس محنت کو دیکھکر پولس کا دل شکرگذاری سے بھر گیا وہ وہ محنت تھی جو مسیح کی محبت سے پیدا ہوئی تھی۔ مسیح کی محبت نے تھسلنیکی مسیحیوں کے دلوں کو مجبور کیا تھا اسلئے وہ اسکی خاطر اسکی خوشخبری پھیلانے میں یا اُسکے غریب بھائیوں کی مدد کرنے میں یا پولس اور اُسکے ہم خدمتوں کی خدمت کرنے میں یا اور طرح طرح سے محنت کرکے وہ تھک گئے تھے۔ اُن ساری محنتوں کا سبب پہچان کر کہ یہ مسیح کی محبت کی خاطر ہیں، پولس بلاناغہ خدا کا شکر کیا کرتا تھا +

تھسلنیکی مسیحیوں کی ایک اور خوبی کو یاد کرکے پولس کے دل سے شکرگذاری کی دعا پیدا ہوئی۔ وہ خوبی یہ تھی کہ وہ لوگ مسیح کے پھر آنے کی اُمید رکھتے تھے۔ اس تسلی بخش اور قوی اُمید کے سبب سے وہ لوگ دُکھ مصیبت اور ایذارسانی کے درمیان بیدل اور نااُمید نہیں ہوئے بلکہ صبر اور برداشت کے ساتھ دکھ سہتے رہے۔ پولس نے اُنکو یہ خوشی کی خبر دی تھی کہ مسیح بڑے جلال کے ساتھ پھر آویگا۔ مسیح نے خود اپنے شاگردوں کو بار بار یہ خوشی کی خبر دی تھی۔ کیا اُس نے اُنسے یہ نہیں کہا تھا کہ جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کون سے دن یا کون سی گھڑی میں آویگا۔ یہ جاگنا اور خواہش ایسی ہے جیسی کہ دوست اپنے دوست کے لئے کرتا ہے۔

یا جیسے دلہن برات کے آنے کی منتظر رہتی ہے۔ یا جیسے دیانت دار خادم اپنے مالک کے آنے کی راہ دیکھتا ہے۔ پھر کیا مسیح نے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد پہلے پہل اپنے شاگردوں کو یہ خوشی کی خبر نہیں بھیجی کہ جیسے میں تمکو برکت دیتے ہوئے آسمان پر چڑھ گیا ہوں ویسے ہی برکت دیتے ہوئے پھر آونگا۔

پولس نے تھسلنیکی کے مسیحیوں کو مسیح کے اس طرح آنے کی خبر دی تھی اس لئے وہ نہ صرف اسکا پھر آنا ہی یقین کرتے تھے کہ وہ ضرور آونگا۔ اور نہ صرف اس کے آنے کی انتظاری ہی کرتے تھے بلکہ وہ اسکے آنے کے بڑے خواہشمند تھے۔ جسوقت وہ ستائے گئے تھے تو انکی پکار یہ تھی کہ اے خداوند کب تک۔ جلد آ اور ہمیں اس دکھ و مصیبت سے بچا۔ اس اُمید کا پھل صبر تھا۔ وے کیوں ثابت قدم رہے؟ اسلئے کہ ان کے دل میں یہ اُمید تھی کہ شاید مسیح جلد آوے اور ہمیں اس دکھ سے رہائی دیوے۔ اسکے آنے کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ نہ رسولوں کو۔ نہ کسی نبی کو اور نہ کسی فرشتے کو۔ لہذا ہر وقت تیار رہنا اور دل میں یہ اُمید رکھنا چاہئے کہ کاش میرے دنوں میں مسیح پھر آجاوے۔

آیات ۴-۹ میں تھسلنیکے کے مسیحیوں کی خدا کی طرف سے برگزیدگی ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا کسی کو پورا یقین ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے برگزیدوں یا چنے ہوؤں میں ہوں یا کہ نہیں۔ یا یہ کہ آیا فلاں فلاں خدا کے برگزیدے ہیں یا نہیں۔ اس سوال کا صاف صاف جواب ان آیات میں پایا جاتا ہے کہ ہاں برگزیدگی کا یقین ہو سکتا ہے۔ پولس تھسلنیکی مسیحیوں سے کہتا ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ تم برگزیدہ ہو (آیت ۴) اور وہ اس یقین کے ثبوت اور سبب بتاتا ہے۔ پہلا ثبوت یہ ہے کہ جسوقت

اس نے شہر تھسلنیکی میں انجیل کی خوشخبری سنائی تو کتنوں نے انجیل کی باتوں کو صرف لفظی باتیں خیال کیا۔ پر کتنوں نے انہیں باتوں کو روح القدس کی باتیں مانا۔ جنہوں نے انکو پولس کی نہیں بلکہ روح القدس کی باتیں تسلیم کیا وے سبھوں کے سامنے مسیح کو اپنا نجات دہندہ مان کر اسکے پیرو ہوگئے اور وے سب مل کر ایک نئی برادری میں شامل ہوئے۔ اس نئی برادری کا نام مسیح کی کلیسیا ہے اسلئے کہ وہ انکا اُستاد اور کاہن اور بادشاہ ہے۔ سو جتنے اُسکو اپنا اُستاد اور کاہن اور بادشاہ مانکر ایک ہی جماعت یا برادری یعنی کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں انہیں میں پولس نے خدا کی طرف سے برگزیدگی کا نشان دیکھا۔ اسلئے اُن سے کہتا ہے کہ مجھکو معلوم ہے کہ تم برگزیدہ ہو۔ برگزیدگی کا یہی اکیلا نشان نہیں ہے۔ بے شک مسیحی کلیسیا کے سب شریک برگزیدہ نہیں ہیں۔ مگر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جو آدمی انجیل کی خوشخبری سنکر اسکی باتوں کو صرف لفظی باتیں مانتا یا انکو فضول سمجھتا ہے وہ برگزیدوں میں نہیں گنا جاسکتا۔ جس حال کہ وہ مسیح کو جو خدا کی طرف سے گنہگاروں کی نجات کے لئے بھیجا ہوا ہے نہیں مانتا تو وہ کیسے خدا کا برگزیدہ تصور کیا جاسکتا ہے؟ مسیح نے خود برگزیدگی کا یہ نشان بتایا ہے۔ "کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ نہ لے اور میں اُسے آخری دن پھر زندہ کرونگا۔ نبیوں کے صحیفوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ سب خدا سے تعلیم پائے ہوئے ہونگے۔ جس کسی نے باپ سے سنا اور سیکھا ہے وہ میرے پاس آتا ہے۔" اگر کوئی مسیح کا کلام سنکر اُسکو رد کرے یا اُسکے کلام کو صرف لفظی سمجھے اور اس سبب سے مسیح کا پیرو نہ ہووے اور نہ اُس کی برادری یعنے کلیسیا میں شریک ہو تو ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ خدا کا

برگزیدہ نہیں ہے ورنہ وہ مسیح کے پاس آکر اور اُس کی باتوں کو
خدا کی باتیں مان کر علانیہ اسکا اقرار کرتا اور اُس کا
پیرو ہو جاتا۔

تھسلنیکی مسیحیوں کی برگزیدگی کا ایک اور ثبوت یہ تھا کہ جس وقت پولُس
اُنکو خدا کا کلام سُنا رہا تھا تو روح القدس بھی پولُس کی روح کے ساتھ گواہی
دے رہا تھا۔ وہ گویا یوں کہتا تھا کہ میں بھی تیرے اس کلام کی سچائی پر جو تو
مسیح کی بابت کہہ رہا ہے گواہی دیتا ہوں۔ اس لئے اے پولُس تو خوف نہ کر
اور نہ گھبرا بلکہ دلیری سے کہتا جا۔ سو جب پولُس نے تھسلنیکیوں کو انجیل
سناتے وقت اپنے ہی دل کے اندر روح القدس کی دبی ہوئی آواز کو سُنا
تو نہ صرف اُس نے اُس سے بڑی تسلی اور دلیری ہی حاصل کی بلکہ پورے
طور پر یقین کیا کہ سننے والے روح القدس سے بھی کلام سُن رہے ہیں۔
اس نے یقین کیا کہ روح القدس میرا ہم خدمت ہوکر اس گواہی کے کام
میں میرے ساتھ شریک ہے اس لئے میرا کلام مثل تیغ کے ان کے دلوں پر
پڑکر جو روح القدس سے نرم کئے گئے ہیں تاثیر بخش ہوگا۔ پس پولُس نے تھسلنیکی
مسیحیوں کی برگزیدگی کا ایک ثبوت اپنی ہی روح کی گواہی سے نکالا۔ مسیح
کی انجیل کا تجربہ کار مناد کبھی منادی کرتے وقت یقینی طور پر جانتا ہے
کہ بولنے والا میں نہیں ہوں۔ میں تو صرف پکارنے والے کی آواز ہوں۔ در حقیقت
روح القدس میری معرفت بولنے والا ہے۔ لیکن بعض اوقات اُس مناد کو
کلام سناتے وقت کچھ تسلی اور یقین نہیں ہوتا کہ روح القدس میرے
کلام کے ساتھ گواہی دے رہا ہے۔ اُسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت میری
منادی اور گواہی سے سننے والوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوا ہے۔ اور

شاید اس کو اپنے کلام کی بے تاثیری اور پھیکے پن کی وجہ بھی معلوم ہو کہ
میں نے دعا میں غفلت کی۔ یا میں نے اپنے کسی فرض کو ادا نہیں کیا۔ یا میں نے
روح القدس کی دبی ہوئی آواز کو۔ جو یہ کہتی تھی کہ یہ نہ کر وہ نہ کر نہیں سنا۔
یا میں کسی بھائی کے ساتھ حد سے زیادہ سختی سے پیش آیا اور اس کے لئے
اس سے معافی نہیں مانگی۔ یا یہ کہ جو کڑواہٹ اور رنجش میرے دل میں فلانے
شخص کی طرف ہے اس کو میں نے دعا کرکے نہیں نکالا۔ انہیں وجوہات سے
روح القدس نے رنجیدہ ہوکر منادی کرتے وقت میرے ساتھ گواہی نہیں
دی۔ اسی لئے میری منادی سننے والوں کے پاس صرف لفظی طور پر پہنچی جو
روح القدس کی قدرت اور طاقت سے بالکل خالی تھی اس سبب سے میری
روح اُن کی برگزیدگی کے حق میں کچھ نہیں کہتی۔ بےشک انجیل کے سننے
والوں کی برگزیدگی کسی رسول یا مناد یا پاسبان کی روحانی حالت پر موقوف
نہیں ہے۔ مگر جس رسول یا مناد یا پاسبان کا دل ملامت کرتا ہے یہاں تک
کہ وہ مانتا ہے کہ ہاں جس وقت میں لوگوں کو خدا کا کلام سنا رہا تھا تو میرا دل
ٹھنڈا تھا۔ میری محبت نیم گرم تھی۔ میری دعا صرف لفظی تھی اور میرے
دل میں کسی کی طرف رنجش تھی۔ ایسا مناد سننے والوں کی برگزیدگی کا کوئی
ثبوت اپنے دل سے نہیں نکال سکتا ہے۔ اور نہ وہ پولُس کے ساتھ یہ کہہ
سکتا ہے کہ اے بھائیو خدا کے پیارو ہم کو معلوم ہے کہ تم خدا کے برگزیدہ
ہو اسلئے کہ ہماری خوشخبری تمہارے پاس نہ فقط لفظی طور پر پہنچی بلکہ روح القدس
کی قدرت اور پورے اعتقاد کے ساتھ تھی۔ چنانچہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہاری
خاطر تم میں کیسے بن گئے تھے۔

پولُس کو تھسلنیکی مسیحیوں کی برگزیدگی کا ایک اور ثبوت معلوم ہوا اور

وہ یہ تھا کہ۔ اگرچہ مسیح کے پیرو ہونے کی وجہ سے وے ستائے گئے تھے اور بہت مصیبتوں میں پڑ گئے تھے پر انھوں نے ان مصیبتوں کو بڑی خوشی سے سہنا تھا اور انھوں نے مسیح کا سا مزاج دکھایا تھا۔ پولس نے خود اپنی برگزیدگی کا ایک ثبوت اس میں پایا تھا کہ وہ بڑی بڑی مصیبتوں میں گرفتار ہو کر بھی نہ تو کڑکڑاتا تھا اور نہ بیدل ہو جاتا تھا بلکہ برعکس اس کے خوش ہوتا تھا جیسے کہ جب وہ شہر فلپی میں ناحق قید خانہ میں ڈالا اور بیتوں سے پیٹا گیا تو آدھی رات کو بڑی خوشی کے گیت گا گا کر خدا کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ پس مسیح کی پیروی کرنے کے سبب سے مصیبتوں کو خدا کے ہاتھ سے لینا اور اُنکے درمیان نہ کڑکڑانا اور بیدل یا نا اُمید نہ ہو جانا بلکہ روح القدس سے تسلی پا کر خوشی منانا یہ خدا کی طرف سے برگزیدگی کا ایک صاف نشان ہے۔ کبھی کبھی مصیبتوں کے سبب سے مسیح کے نو مرید پیرو بیدل یا بےچین ہو جاتے ہیں اور آخرکار مسیح کی پیروی کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ مصیبتیں اُنکی برگزیدگی کی جانچ تھیں۔ پولس نے تھسلنیکی کے مصیبت زدہ مسیحیوں کو ایذا رسانی کے درمیان خوشی سے گیت گاتے ہوئے سُنکر یقین کیا کہ بے شک یہ لوگ خدا کے پیارے اور برگزیدہ ہیں +

برگزیدگی کا ایک اور نشان تھسلنیکی مسیحیوں پر ظاہر ہوا کہ برگزیدہ لوگ صرف دل ہی سے نہیں بلکہ زبان سے بھی مسیح کی گواہی دیتے ہیں۔ وے نہ صرف اپنے گھروں یا اپنے مسیحی بھائیوں کے سامنے اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں بلکہ غیر مسیحیوں کے سامنے بھی مسیح کی تعریف کرتے اور اُنکو اُسکی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ گونگے مسیحی نہیں تھے۔ یعنی وہ اس قسم کے مسیحی نہ تھے کہ جو اور طرح کی تو سیکڑوں باتیں بکتے پھریں پر اُنکی زبان ہچکچاتی ہوں

اور کچہریوں میں تعلقات اور گھر کے معاملات میں تو خوب کھلی ہو مگر جب مسیح کی تعریف یا گواہی کا موقع آوے تو جھٹ گونگے ہو جاویں۔ اسوقت وے یہ عجیب بہانا کرنے لگتے ہیں کہ ہم تو بولنے والے نہیں ہیں۔ یا یہ کہ ہم تو اچھی طرح سے بولنا نہیں جانتے۔ یہ کام تو واعظان یا مناد یا منسٹری کا ہے ہمارا نہیں ہے وہ نشان خواہ کچھ ہی ہو کہ جس سے پولس نے یہ سمجھا کہ تھسلنیکی مسیحی خدا کے پیارے اور برگزیدہ ہیں وہ نشان ایسے گونگے مسیحیوں میں ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے صرف اپنے ہی شہر میں خدا کے کلام کا چرچا نہیں کیا تھا بلکہ جس جس جگہ سفر کر کے جاتے تھے اس کو ایک موقع جان کر مسیح کی نجات کی خوشخبری لوگوں کو سناتے تھے ان کی یہ سرگرمی اُن کی برگزیدگی کا نشان اور اُن کے ایمان کا ثبوت بھی تھی۔ پولس اُن سے کہتا ہے کہ تمہارے ہاں سے نہ فقط مکدنیہ اور اخیہ میں خداوند کے کلام کا چرچا پھیلا ہے بلکہ تمہارا ایمان جو خدا پر ہے ہر جگہ ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ ہمارے کہنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اُنکے پڑوسیوں اور جان پہچانوں نے اُن کے روزمرہ کے چال چلن اور رفتار میں یہ عادت بھی دیکھی کہ وے مسیح کی صلیبی موت اور اس کے قبر میں سے پھر جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے اور پھر بڑے جلال کے ساتھ لوٹ آنے کی اُمید کا چرچا اور گفتگو کیا کرتے ہیں گو کہ اس کے باعث وے ستائے جاتے اور اُنکا مال بھی ضبط کیا جاتا تھا۔ وے مسیح کی خوشخبری پھیلانے میں ایسے سرگرم اور جان نثار تھے کہ اُنکا ایمان چاروں طرف مشہور ہو گیا تھا۔ یوں تھسلنیکی مسیحیوں کی زندگی اور روزمرہ کے برتاؤ سے مسیح کی نجات کی خوشخبری پھیل گئی۔ یہاں تک کہ جس جس جگہ

پولس جاتا تھا وہ اُن کے ایمان کی شہرت پھیلی ہوئی پاتا تھا۔ اسی طرح وے
مکدنیہ اور اخیہ کے سارے لوگوں کے لئے نمونہ بنے (دیکھو آیت ۷) اور
نہ صرف ان کے لئے بلکہ اُسوقت سے اب تک ہر ملک اور ہر قوم کے
مسیحیوں کے لئے بھی وے نمونہ قرار دئے گئے ہیں۔

نویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تھسلنیکے کے مسیحیوں میں بہت سے
یونانی اور رومی تھے۔ یہ لوگ پہلے بتوں کو مانتے تھے اور اُنکے سامنے جھکتے
تھے۔ وے کیوں اُنکے سامنے جھکتے تھے؟ اسلئے کہ وے ان سے
ڈرتے تھے کہ اگر ہم نہ جھکیں تو وے ناراض ہوکر ہم کو یا ہمارے گھر
والوں کو کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا کر دینگے۔ یا اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہم پر
کوئی آفت یا بلا آپڑے گی۔ غرض اسی قسم کے ڈر کے سبب یونانی اور رومی
بہتیرے بتوں کو بنا بنا کر اُن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کی بت پرستی کی
ایک اور وجہ یہ تھی کہ وے سمجھتے تھے کہ دیوتاؤں کی پوجا کے وسیلے سے طرح
طرح کی برکتیں ملتی ہیں۔ مثلاً وے ایک دیوتا بنام مارس کو لڑائی اور
جنگ کا خدا مانتے تھے۔ وے اپنے دشمنوں پر غالب آنے کی غرض سے
مذکور دیوتا کی مورت بنا کر اُس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ خیر تھسلنیکی مسیحیوں نے
خواہ وے یونانی تھے یا رومی سب نے بتوں کی پرستش بالکل چھوڑ دی تھی
اور یہ اس بات کا صاف اور پختہ ثبوت تھا کہ اُنکا ایمان مسیح پر
مضبوط ہے۔ ان دنوں میں بھی بتوں کے سامنے نہ جھکنا اور اُن کی پوجا
کو ترک کردینا زندہ ایمان کا ایک ثبوت ہے۔ حقیقت میں بت کوئی چیز ہے
نہیں وہ صرف ایک خیالی بات ہے۔ خدا اندیکھی روح ہے۔ اُسکا نہ رنگ
روپ ہے نہ کوئی جسم۔ بھلا کیا کوئی آدمی اپنی یا دوسرے کی روح کی مورت

بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر وہ خدا کی جو اندیکھی روح ہے تصویر کس
طرح کھینچ سکتا ہے یا کیسے اُسکی مورت بنا سکتا ہے؟ جسکو کسی نے نہیں
دیکھا وہ اس کی صورت یا مورت کہاں سے پاوے یا کیسے بناوے؟ مہادیو
کی مورت کس نے بنائی ہے؟ کیا سنگتراش نے پتھر سے اُس مورت کو
نہیں بنایا؟ اگر ایسا ہے تو کون بڑا ہے مہادیو یا سنگتراش جس کے ہاتھ
سے مہادیو کی مورت بنی ہے؟ کیا ہم زندہ خدا کو کسی پتھر کی مورت کے
اندر محدود کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہمہ جا اور
ہمہ داں ہے لہذا ہم ہر جگہ اُس کی بندگی کر سکتے ہیں جس جگہ ہم دل سے اُسے
پکاریں وہاں وہ ہماری عرض سننے کو موجود ہے۔ لیکن اگر ہم یہ خیال کریں کہ وہ
پتھر کی کسی مورت میں چھپا ہوا ہے تو اس قسم کا خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے
لہذا ہم اُسے پتھر کی مورت کے اندر چھپا ہوا نہ سمجھیں بلکہ ہر جگہ اپنا دل
اُس کی طرف لگا کر اُس کی عبادت اور خدمت کریں۔ ان مورتوں سے خدا
چھپایا جاتا ہے نہ کہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اُن کے وسیلے سے خدا کی پہچان
نہیں ہو سکتی ہے۔ اُن کے ذریعہ سے تو خدا مثل کالے پردے کے
اندر چھپایا جاتا ہے۔ خدا اپنی خلقت اور اپنے عجیب انتظام سے ظاہر
کیا جاتا ہے۔ ان پر غور کر کے ہم خالق کی ذات اور صفات کچھ دریافت
کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا کسی دیوی یا دیوتا یا مہادیو کی مورت پر غور کرنے سے
خدا کی ذات و صفات کی پہچان حاصل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا
اور انسان کے سخت دشمنوں نے ان مورتوں کو ایجاد کر کے انسان کے
دل میں اُن کا ڈر پیدا کر دیا۔ لہذا جو کوئی خدا کی مورتیں بنا کر اُن کے سامنے
جھکتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خدا کو نہیں پہچانتا بلکہ اُسکی روحانی آنکھوں کے سامنے

کسی دشمن نے پتھر کا بھاری پردہ رکھ دیا ہے۔ بتوں کی پرستش سے اُسکے بندوں کی کم عقلی ظاہر ہوتی ہے۔ وے بتوں پر پانی چھڑکتے یا انکو غسل دیتے ہیں۔ کیا خدا اُسی میلے کچیلے آدمی کی مانند غسل کا محتاج ہے۔ یا کیا وہ بھوکا ہے کہ اس کے پوجنے والے اُس کے سامنے اناج اور چاول یا پھل پھول وغیرہ رکھیں۔ کیا وہ آپ ہی رزاق ہوکر سبھوں کو نہیں کھلاتا ہے؟ پھر اُسکی عبادت اور خدمت اس طرح کیوں کی جاوے گویا وہ خود بھوکا پیاسا ہے۔

پولس کے زمانے میں یونان کے کتنے بڑے بڑے اور مشہور مندروں میں ہزاروں کسبیاں رہتی تھیں جن کی پرورش اُن بتوں کے پوجنے والوں کی بد نذروں سے ہوتی تھی۔ یونان کے بڑے بڑے عالم اُن مندروں میں جاکر مارس۔ وینس۔ اپولو وغیرہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ کیا خدا کا کلام اُن کے تاریک دلوں کا حال ٹھیک ٹھیک نہیں بتلاتا ہے کہ وے اپنے آپ کو دانا جتاکر بیوقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔ اسواسطے خدا نے ان کے دلوں کی خواہشوں کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ اور جس طرح اُنہوں نے خدا کا پہچاننا ناپسند کیا اُسی طرح خدا نے بھی انکو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کردیا کہ نالایق حرکتیں کریں (دیکھو رومی ۱: ۲۱-۲۸) تھسلنیکے کے کتنے یونانی جنہوں نے عمر بھر بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی تھی پولس کی منادی سنکر ان بتوں اور مورتوں کی پرستش سے پھر کر زندہ اور حقیقی خدا کی بندگی کرنے لگے تھے۔ انہوں نے اب پہچان لیا تھا کہ خدا زندہ ہے اور یہ مورتیں مردہ ہیں۔ اُن میں کچھ جان ہے ہی نہیں۔ وے آنکھیں تو رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ وے کان تو رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں۔ اُنکے پاؤں

تو ہیں پر چلتے نہیں۔ اب اُنہوں نے پہچانا کہ خدا پاک ہے اور یہ مورتیں ناپاک آدمیوں اور عورتوں کی ہیں تو پھر ایسے معبودوں کی عبادت سے عابد کیسے پاک بن سکتا ہے؟ اُنہوں نے یہ بھی پہچانا کہ خدا روح ہے اس لئے وہ خوراک کا محتاج نہیں ہے۔ اب اُنہوں نے یہ بھی پہچانا کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنے پیارے بیٹے یسوع مسیح کو بھیجا کہ وہ ہمارے گناہوں کے بدلے میں آپ قربانی کے طور پر گذرانا جاوے۔ اُنہوں نے پولس سے یہ خوشی کا پیغام سُنا کہ مسیح نے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد اُسنے پہلے پہل اپنے شاگردوں کو یہ تسلی بخش پیغام بھیجا کہ جیسا میں تمکو برکت دیتے ہوئے آسمان پر چڑھ گیا میں پھر یونہی تم کو برکت دیتے ہوئے لوٹ آؤنگا (اعمال ۱: ۹-۱۱) میں اچانک آؤنگا میرے آنے کا دن کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ فرشتوں تک کو بھی نہیں معلوم اس لیئے تم ہر وقت جاگتے رہو اور خوشی سے میرے آنے کے منتظر رہو۔ لہذا تھسلنیکے کے نو مرید مسیحی پولس کے منہ سے یہ تسلی بخش پیغام سنکر مسیح کے آسمان پر سے آنے کے منتظر رہے۔ وے نہ صرف اُسکے منتظر تھے کہ وہ پھر آویگا۔ اور نہ صرف اُس کے پھر آنے کے منتظر ہی رہے بلکہ وے اُس کی آمد کے بہت خواہشمند تھے۔

دسویں آیت میں پولس مسیح کے حق میں ذیل کی پانچ باتیں کہتا ہے (۱) کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے (۲) خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا (۳) وہ آسمان پر ہے (۴) کسی نہ کسی وقت وہ آسمان پر سے آئیگا۔ (۵) وہ اپنے ایمان لانیوالوں اور آسمان پر سے آنے کے منتظر رہنے والوں کو آنیوالے غضب سے بچائیگا۔ کیا کسی دیوی دیوتا یا کسی رشی منی یا پیر

پیغمبر کی نسبت ایسی پانچ باتوں کا بیان کہیں لکھا ہوا پایا جاتا ہے؟ اگر یہ سوال
کیاجاوے کہ تھسلنیکی مسیحیوں نے یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کیوں مان لیا تو اسکا ایک جواب
یہ ہے کہ آپ نے خود یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اور جسنے مجھے دیکھا ہے
اُسنے خدا باپ کو بھی دیکھا ہے۔ کسی نے خدا کو نہیں دیکھا اگر اکلوتے بیٹے
نے اُسے دیکھا اور اُسی نے اُس کو ظاہر کیا ہے۔ (یوحنا ۱: ۱۸) مسیح
نے یہودیوں سے کہا کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے
اسلئے کہ میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں پیشتر اس
سے کہ ابراہام پیدا ہوا میں ہوں۔ یہ باتیں سُنکر یہودیوں نے اُسکے
مارنے کے لئے پتھر اُٹھائے۔ (دیکھو یوحنا ۸: ۴۲-۵۸) یسوع کے
اس دعوے کے سبب سے یہودیوں نے اسپر کفر کا الزام لگا کر اُسے
جان سے مروا ڈالنا چاہا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "سردار کاہن نے اس سے
کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے
تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اُس سے کہا تو نے خود کہہ دیا۔ بلکہ میں
تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے
اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر
اپنے کپڑے پھاڑے کہ اُسنے کفر بکا ہے۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت
رہی۔ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سُنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں
نے جواب میں کہا۔ وہ قتل کے لائق ہے۔" متی ۲۶: ۶۳-۶۶۔ آخر کار
انہوں نے اُس کو صلیب پر چڑھایا تب "راہ چلنے والے سر ہلا ہلا
کر اُسکو لعن طعن کرتے اور کہتے تھے۔ اے مقدس کے ڈھانے
والے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا

ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں
کے ساتھ ملکر ٹھٹھے سے کہتے تھے۔ اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں
نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے
تو ہم اسپر ایمان لائیں۔ اس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے۔ اگر وہ اُسے
چاہتا ہے تو اب اسکو چھڑا لے کیونکہ اس نے کہا تھا میں خدا کا
بیٹا ہوں" متی ۲۷: ۳۹-۴۳۔ مسیح پر کفر کے اس الزام کا خدا نے
کیا جواب دیا؟ سردار کاہن نے تو مسیح کا یہ دعویٰ سُنکر اپنے کپڑے پھاڑ
کر کہا تھا کہ اس نے کفر بکا ہے۔ لیکن خدا نے پتھر کی اس قبر کو جس میں
مسیح رکھا گیا تھا کھول کر مسیح کو مردوں میں سے جلایا۔ پس قبر کا کھلنا اور
اُس میں سے مسیح کا زندہ نکلنا ہی خدا کی طرف سے یہودیوں کے اس
جھوٹے الزام کا جواب تھا۔ اور اسی سے اُسکا یہ دعویٰ کہ میں زندہ خدا
کا بیٹا ہوں منظور اور ثابت کیا گیا۔ تھسلنیکے کے کتنے یہودی اور یونانی
اور رومیوں نے مسیح کا مردوں میں زندہ ہونے کا حال سنکر مان لیا کہ
بے شک یسوع کا خدا کا بیٹا ہونا خدا ہی کی گواہی سے ثابت ہے
اس سے بڑھ کر اور کونسی گواہی زیادہ صاف اور مضبوط ہو سکتی ہے۔
لہذا اُنہوں نے سونے چاندی اور پتھر کی بے جان مورتوں کی پرستش
کرنا چھوڑ دیا اور اُس کے بدلے یسوع کو زندہ اور حقیقی خدا کا اظہار
اور مکاشفہ پہچان کر اسکو اپنا نجات دہندہ قبول کر لیا اور علانیہ
اُس کے شاگرد بن گئے۔ انہوں نے یقین کیا کہ گناہ کے سبب سے خدا
کا غضب نازل ہونے والا ہے۔ اور کہ وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جس میں
خدا الاتا ایک سخت دن ہوں۔ نافرمانوں اور ناراستوں پر اپنا قہر دکھلادیگا۔

بے شک اس زمانے میں بھی خدا کا غضب گناہ کے خلاف ظاہر ہے۔ کیا جب کوئی خدا کی حکم عدولی کرتا ہے تو فوراً اس کے دل میں خوف نہیں پیدا ہوتا ہے کہ ضرور خدا مجھ سے ناراض ہے اور کسی نہ کسی طرح سے مجھے سزا دیگا؟ کیا اُس کی ضمیر اسکو ملامت نہیں کرتی ہے کہ تو نے بُرا کام کیا ہے تو ضرور سزا پائیگا؟ کیا مجرم کے دل میں شرم نہیں پیدا ہوتی ہے اور اسی سبب سے وہ اپنے گناہ کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے یا جھوٹ بول کر اسکا انکار کرتا ہے یا کسی دوسرے بے قصور کو قصوروار ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہے؟ ہاں بیشک گناہ کے بھی پھل ہیں۔ یعنے خوف۔ ضمیر کی بے آرامی شرم۔ جھوٹ۔ چغلی۔ جدائیاں۔ بیماریاں۔ انکے علاوہ اور طرح طرح کی خرابیاں اور آخر کو موت۔ کیا یہ سب خرابیاں آنے والے غضب کی پرچھائیاں اور نشانیاں نہیں ہیں؟ جیسے کہ بڑی آندھی اور خوفناک طوفان یا بھونچال کے آنے سے پہلے بعض نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں کہ جن سے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں آنے والے زمانے کے الٰہی غضب اور قہر کی نشانیاں اور پرچھائیاں موجود ہیں جو ہمارے دلوں میں خوف پیدا کرتیں اور ہمیں آگاہ کرتی ہیں کہ خبردار ہو غضب آنے والا ہے سو پناہ کے لئے دوڑو۔ تھسلنیکی مسیحیوں نے آنے والے غضب سے بچنے کے لئے مسیح میں پناہ لیکر تسلی پائی تھی۔

حاصل کلام

۱۔ پولس نے اپنے ہم خدمتوں کو یاد کیا اور ان کے نام اپنے نام کے ساتھ خط کے شروع میں درج کئے تاکہ انکی عزت اور تعریف ہووے۔ تیمتھیس نے تھسلنیکی میں کلیسیا کی بنیاد ڈالنے میں اُس کی مدد کی تھی اور طرح طرح

سے اُسکو تسلی بھی دی تھی اس لئے اس نے اپنے خط کے شروع میں انکی خدمت کی طرف اشارہ کرکے ان کی عزت کی۔ مسیح کے سب خادموں کے لئے یہ کیسا اچھا نمونہ ہے۔ پس اگر کوئی جوان یا نو مرید جو درجے اور خدمت میں ہمارے برابر نہ بھی ہو لیکن وہ کسی طرح سے ہمارا مددگار ہوا ہو تو ہم اُسکو نہ بھولیں بلکہ اپنی رپورٹ میں اُسکا نام درج کرکے تعریف اور عزت کرا دیں۔ دیکھو آیت ۱۔

۲۔ جب کبھی کسی کلیسیا کے شریکوں میں کسی قسم کی خوبیاں ظاہر ہوئیں تو پولس نے فوراً ان خوبیوں کو پہچان کر خدا کا شکریہ ادا کیا۔ (دیکھو آیت ۳ و ۴) وہ مسیحی بھائیوں میں کمزوریوں اور نقصوں کو نہیں بلکہ خوبیوں اور اچھی باتوں کی تلاش کرتا تھا۔ ہم یاد رکھیں کہ ہم کلیسیا کے شریکوں میں جو کچھ ڈھونڈھتے ہیں ضرور ہی پاوینگے یعنے اگر نقصوں کی تلاش کرتے ہیں تو نقص ہی نقص پاوینگے اور اگر خوبیوں کو ڈھونڈھتے ہیں تو خوبیاں۔ پولس ہمیشہ تھسلنیکی مسیحیوں کے لئے دعا کرتا تھا کہ انکا ایمان نیک اعمال سے ظاہر ہووے۔ اور اُن کی محبت صرف زبانی بات نہ ہو بلکہ وہ نیک کاموں سے ظاہر ہووے۔ اور کہ اُن کی اُمید ایکدم جاتی نہ رہے بلکہ قوی اور قائم رہے۔ اُس نے بڑی خوشی سے یہ دیکھا کہ میری دعائیں سنی گئیں کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جو برکتیں میں نے اُن کے لئے مانگیں خدا نے اُنکو عنایت کی ہیں۔ اور اس لئے اُس کے دل سے شکرگذاری کی قربانیاں گذرانی گئیں۔

۳۔ انجیل کا مناد منادی کرتے وقت اپنے تجربے سے کچھ کچھ دریافت کرسکتا ہے کہ آیا میرا کلام سننے والوں کے دلوں پر اثر کر رہا ہے یا نہیں۔ کبھی کبھی مناد کا دل روح القدس سے اس قدر بھر جاتا ہے کہ سننے والوں

کے دل گویا چھد جاتے ہیں اور وے فوراً اپنے گناہوں کی بُرائی کو پہچان
کر توبہ کرتے ہیں۔ جس وقت پولس نے شہر تھسلنیکے میں انجیل کی باتیں سنائیں
تو روح القدس نے اپنی قدرت دکھا کر سننے والوں کو مسیح کی طرف رجوع
کیا۔ اگر منادِ انجیل کی منادی کرتے وقت اپنے تجربے اور حالت سے دریافت
نہیں کر سکتا کہ آیا روح القدس میرے ساتھ ہے یا نہیں۔ اور کہ وہ میرے
کلام کی سچائی پر گواہی دے رہا ہے یا نہیں تو وہ ڈرے اور یہ سمجھے کہ میری
منادی صرف لفظوں کا ڈھیر ہے جس میں الٰہی قدرت کچھ نہیں ہے۔ اگر منادی
کرتے وقت مناد کا دل سرگرم نہیں تو شاید اسکا سبب یہ ہوگا کہ اُس نے
کسی طرح سے خدا کی روح کو رنجیدہ کیا ہے۔ سو وہ یہ دعا کرے کہ اے
خدا مجھے جانچ کہ مجھ میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ جس سے تو ناخوش
ہو کر میری منادی کے وسیلے اپنی قدرت نہیں دکھاتا ہے۔

۶۔ تھسلنیکے کے مسیحی کتنی ہی باتوں میں ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ اُنہوں نے
دکھ و مصیبتوں میں پڑ کر شکایت نہیں کی بلکہ خوشی کے ساتھ مصیبتوں کی برداشت
کی۔ پھر جو برکتیں انہوں نے مسیح پر ایمان لانے سے پائی تھیں جہاں جہاں
وہ جاتے تھے اُنکا چرچا کرتے تھے۔ اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ سننے والے
بھی مسیح پر ایمان لا کر ان برکتوں میں اُن کے شریک ہو ویں۔ کیا یہ بڑے
افسوس کی بات نہیں ہے کہ بہتیرے مسیحی مانتے تو ہیں کہ مسیح کے سوائے کوئی
دوسرا نجات دہندہ نہیں ہے۔ اور کہ کسی دوسرے نے ہم گنہگاروں کے
لئے اپنی جان نہیں دی۔ کوئی دوسرا مردوں میں سے زندہ ہو کر آسمان پر
نہیں چڑھ گیا تا کہ وہ وہاں خدا کے حضور میں ہماری دعاؤں کو پیش کرے
اور ہماری تسلی و ہدایت اور حمایت کے لئے روح القدس کو بھیجے۔ کوئی

دوسرا زمین پر گناہوں کی معافی کا اختیار نہیں رکھتا ہے۔ کوئی دوسرا ہم
گنہگاروں کو آنے والے غضب سے نہیں بچا سکتا ہے۔ کوئی دوسرا اپنے
ایمانداروں کو بے شمار برکتیں دینے کے لئے آسمان پر سے آنے والا
نہیں ہے۔ غرض یہ خود ان سب باتوں کو مانتے اور اُن سے تسلی بھی
پاتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ وے اپنے ہندو و مسلمان جان پہچانوں
اور آس پاس کے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کے پوجنے والوں سے مسیح
کی موت اور اس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے
اور پھر بڑے جلال کے ساتھ لوٹ آنے کا کچھ چرچا نہیں کرتے ہیں۔
اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مسیح پر اُنکا زندہ ایمان
نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسیح سے اُن کی محبت کم اور ٹھنڈی
ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ پڑوسیوں کی طرف بھی محبت بہت کم ہے
اگر ایسا نہ ہوتا تو وے ضرور اُن کو آنے والے غضب سے بچنے کی راہ
بتلاتے۔ ایک اور وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید اُنکی زندگی میں کوئی
گناہ ہے جس کی شرم کے مارے اُنکا منہ بند ہو جاتا ہے۔ تا کہ ایسا نہو
کہ سننے والا اُن سے یہ کہے کہ اے حکیم اپنے آپ کو تو چنگا کر تب ہم کو بھی
دوا کھلائیں گے۔ شاید وہ بھی آپ ہی بتوں اور دیوی دیوتاؤں کو مانتا ہے
یا اُس کے گھر کے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اس لئے اُسکا منہ بند ہو جاتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو کہ پڑوسی کہیں ارے بھائی آپ کے گھر میں خود ہی ایسا
کام ہوتا ہے سو آپ ہمیں کیا سکھاتے ہیں؟

۵۔ بُت پرستی سخت گناہ ہے۔ جو عبادت خدا کا حق ہے وہ کسی بت
سے منسوب کرنا کیا یہ گناہ نہیں ہے؟ پس آدمی یا بیل یا پرندہ یا کسی اور

جانور کی مورت کے سامنے جھکنا اور اس کی عزت اور بندگی کرنا سخت گناہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ شیطان نے آدمی کی عقل کو اندھا کر دیا ہے کہ وہ خالق انسان یا بے سمجھ سانڈ یا بدصورت بندر اور بیڈول ہاتھی یا کسی اور جانور کی مورت کو خدا جان کر اس کی پوجا کرے۔ ہندوستان کی مورتوں کو ذرا دیکھئے مثلاً گنیش کی مورت جسکا سر ہاتھی کا اور بدن پیٹو آدمی کا سا ہے کیا اسکو خدا جان کر اس کے سامنے جھکنے سے خدا کی بندگی ہوسکتی ہے؟ کیا خدا ایسوں کی عبادت کرنے سے خوش ہوگا یا کہ ناخوش؟ بے شک ایسی مورتوں کی پوجا کرنی خدا کی سخت بے عزتی اور نندا ہے۔ ہنومان کو دیکھئے جو بندروں کا مالک سمجھا جاتا ہے کیا اس کے سامنے جھکنا خدا کی بندگی سمجھی جائے یا کہ اس کی نندا؟ پھر مہادیو کی مورت کو دیکھئے اور شیو کو سانڈ پر سوار ہوا بیٹھا دیکھئے کیا انکے دیکھنے سے خدا کا خیال آسکتا اور اس کی بندگی ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہذا ہر قسم کی بت پرستی کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ بتوں کی پرستش کرنا خدا کی نظر میں سخت گناہ ہے۔ بت پرستی خدا کی نظر میں سخت گناہ ہے۔ بت پرستی خدا کی نظر میں ایسا ہی سخت گناہ ہے جیسا کہ زناکاری یا پرستری گمن کرنا گناہ ہے۔ بت پرستی ہندوستان کی تنزلی اور خستہ حالی کی ایک صاف وجہ ہے۔ عابد اپنے معبود سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا ہے۔ لہذا جانوروں کی مورتوں کے پجاریوں کی روحیں جانوروں کے خیال اور گندگی سے پاک نہیں بن سکتے ہیں۔ عابد کی روح اپنے معبود کی مانند بن جاتی ہے۔ اگر معبود ناقص اور نجس ہو تو عابد کی روح بھی ضرور نجس اور ناپاک بن جائیگی۔ اسلئے پولس نے

خدا کا شکر کیا کہ تھسلنیکی مسیحیوں نے مورتوں کی پوجا کرنی چھوڑ دی تھی۔ پس مسیح کے منادوں اور پاسبانوں اور مشنریوں کو چاہیئے کہ وہ مسیحیوں کے درمیان کسی قسم کی بت پرستی کی برداشت نہ کریں بلکہ اسکو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کریں۔ کاشکہ اس امر میں ہر ایک مسیحی تھسلنیکی مسیحیوں کے نیک نمونے پر چلے۔

۶۔ آنے والا غضب کوئی خیالی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ کوئی ایسی ڈرانے والی بات ہے جیسی کہ ماں اپنے ننھے بچوں کو کہکر ڈراتی ہے وہ ایک خوفناک حقیقت ہے کہ جس سے خدا غافل اور بے پرواہ گنہگاروں کو جگاتا ہے۔ مسیح نے بھی لوگوں کو آنے والے غضب سے آگاہ کیا (دیکھو متی ۱۱۸ ،۶ - ۹)۔ جس حال کہ پولس نے آنے والے غضب کی منادی کرکے بت پرست تھسلنیکیوں کو آگاہ کیا اور انھیں غفلت کی نیند سے جگایا تو کیا مناسب نہیں ہے کہ مسیح کا مناد بھی ایسے ہتھیار سے ہندوستان کے بت پرستوں کو جگا دے؟ کیا عدالت کے وقت گنیش اور ہنومان یا سانڈ یا مہادیو کی مورت اپنے پجاریوں کی دہائی کی آواز کو سنینگے؟ جس حال وہ گونگے اور بہرے بت ہیں تو کس طرح سنینگے یا بولیں گے؟

۷۔ آنے والے غضب سے بچانے والا صرف ایک ہی ہے کوئی دوسرا نہیں اسکا نام یسوع ہے۔ یسوع عبرانی زبان کا نام ہے جس کے معنے بچانے والا ہیں جس وقت یسوع دنیا میں آنے والا تھا تو ایک فرشتے نے مریم کنواری سے کہا تھا کہ تو اسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو انکے گناہوں سے نجات دیگا۔ متی ۱: ۲۱۔ پولس نے لوگوں کو یہ خوشی کی خبر سنائی کہ یہ بچانیوالا یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ وہ اپنی جان فدیے میں دیکر ہمارے گناہوں کا کفارہ

بنا۔ وہ مردوں میں سے زندہ اُٹھ کر آسمان پر چڑھ گیا۔ وہ خدا کے حضور
میں ہماری سفارش کرتا رہتا ہے۔ اور آخر کو جب خدا کا غضب لاتایب
اور سخت دل بے ایمانوں پر نازل ہوگا تو وہ اپنے ایمانداروں کو اپنے پاس
پناہ دیگا۔ کاشکہ جیسے پولس جس جس شہر یا گاؤں میں جاتا تھا تو وہاں یہ خوشی
کی خبر سناتا تھا۔ اسی طرح ہندوستان کے ہر ایک گاؤں میں اور ہر ایک
شخص کو یہ خوشی کی خبر سنائی جاوے۔ اور کاشکہ جیسا تھسلنیکی مسیحی اس خوشی
کی خبر کا چرچا چاروں طرف کرتے تھے۔ ہر ایک مسیحی بھی اُنکے نمونے پر
انجیل پھیلانے میں مشغول اور سرگرم رہے۔

۸۔ مسیح کی دوسری آمد کا منتظر رہنا چاہئے۔ کیوں؟ اسلئے کہ کسی کو معلوم
نہیں کہ وہ کب آوے گا۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ یکایک آویگا۔ جب لوگ
کہتے ہیں کہ اس کے آنے کا کوئی نشان نہیں تو یہ اُس کے آنے کا ایک
نشان ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ آخری دنوں میں ایسے ٹھٹھا کرنے والے
آئیں گے۔ (دیکھو ۲ پطرس ۳ باب)۔ ہم اس کے آنے کے منتظر ہیں
اسلئے کہ اُس نے خود باربار حکم دیا کہ جاگتے رہو کیونکہ میرا آنا ایسا ہوگا
جیسا نوح کے زمانے میں طوفان کا آنا ہوا۔ اُسوقت سوا نوح اور اُسکے
گھرانے کے کوئی اور طوفان کے آنے کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے
لہٰذا طوفان اچانک آیا اور اُن غافلوں کو برباد کردیا۔ کاشکہ ہم اُنکی
لاپرواہی کے نتیجے سے عبرت حاصل کریں اور اپنی عاقبت بخیر کرنے کے
لئے مسیح کے آنے کی راہ دیکھیں اور اُس کے بہت خواہشمند ہوں۔
ہم کیوں ایسی خواہش رکھیں؟ اس لئے کہ اس زمانے میں جب تک
وہ لوٹ نہ آوے ہر طرح کی بُرائیاں مثلاً لڑائی جھگڑے، جدائیاں

اور بیماریاں اور طرح طرح کی خرابیاں پھیلی رہینگی۔ یہ زمانہ یا جگ
موت کا ہے۔ موت ہم سبھوں کا آخری دشمن ہے۔ ملک الموت
ہمیشہ ہمارے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر موقع ڈھونڈھتا ہے
کہ ہم کو یا ہمارے کسی عزیز کو پکڑ کر قبر یا گور کی طرف گھسیٹ لیجاوے
ایسے موقعوں پر ہم ڈاکٹروں اور دوستوں کو بُلا کر اُن سے مدد طلب
کرتے ہیں کہ سب ملکر اس دشمن موت کو گھر سے نکال دیں مگر افسوس
کہ سب کی کوشش ناکامیاب ٹھہرتی اور وہ موت ہمارے عزیز پیاروں
آکر اُس کے بدن کو راکھ اور خاک کر دیتی ہے۔ اور جبتک خداوند
یسوع مسیح پھر نہ آویگا تب تک ہم اس آخری بے رحم دشمن پر فتح
نہ پاوینگے۔ مسیح کی آمد کے وقت ہم موت پر غالب ہو کر فتح کا یہ گیت
گاوینگے۔ "اے موت تیرا ڈنک کہاں ہے اور اے قبر تیری فتح کہاں"
اس اُمید سے کہ مسیح کی آمد پر موت کا زمانہ اور اُسکا راج ختم ہو جائیگا
ہم خوشی کے ساتھ اُس کے آنے کے منتظر رہیں۔ اور بزرگ یوحنا
رسول کی آخری دعا کرتے رہیں کہ "اے خداوند یسوع آ"

سوالات جو پڑھنے والے کو اپنے دل سے کرنا چاہئے

(۱) کیا میں اپنے مسیحی بھائیوں کے ایمان کے کام اور محبت کی محنت
اور اُمید کے صبر کو دیکھکر یا اُنکی خبر پاکر اس قدر خوش ہوتا ہوں کہ خدا
کا شکر بجا لاتا ہوں؟ یا کہ اُنکے ایمان اور محنت اور صبر کا کچھ خیال نہیں
کرتا بلکہ حسد سے اُن کی نکتہ چینی کرتا ہوں؟
(۲) کیا میں اپنے دل میں اور روز مرہ کے چال چلن میں خدا کی

طرف سے اپنی برگزیدگی کی نشانیاں پاتا ہوں؟ کیا میں مصیبت کے وقت کڑکڑاتا ہوں یا روح القدس سے تسلی پاکر خدا کے ہاتھ سے مصیبت کا پیالہ لیکر اُسکو پی جاتا ہوں؟ کیا میں جس جس جگہ جاتا ہوں وہاں موقع پاکر یا موقع نکال کر مسیح کے وسیلے نجات کی خوشخبری کا چرچا کرتا ہوں یا کہ میں ایک گونگا مسیحی ہوں؟

(۳) کیا میں کسی بُت یا مورت کی بندگی کرتا ہوں؟ کیا میرے گھر کا کوئی شریک مورت کے سامنے جھکتا ہے۔ کیا میں بتوں کی پرستش کی طرف ایسی ناراضگی ظاہر کرتا ہوں کہ میرے گھر کے سب لوگ اور جان پہچان بھی جانتے ہیں کہ ہاں وہ مورتوں کا پوجنے والا نہیں ہے بلکہ برعکس اس کے وہ خداوند یسوع مسیح کا بندہ ہے؟

(۴) کیا میں یقین کرتا ہوں کہ خدا کا غضب اس دنیا پر آنے والا ہے؟ کیا میں اوروں کو اس کی خبر دے کر انکو غفلت کی نیند سے جگانے کی کوشش کرتا ہوں؟ کیا میں اُس آنے والے غضب سے بچنے کی راہ کا چرچا اِدھر اُدھر کرتا ہوں یا کہ مجھکو اس سے کچھ مطلب نہیں میرے پڑوسی چاہے بچ جائیں یا ہلاک ہو جائیں؟

(۵) کیا میں خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر سے آنے کی انتظاری کرتا ہوں؟ کیا میں اُسکا آنا دل سے چاہتا ہوں؟ کیا اُسکا آنا میرے نزدیک مبارک اُمید سمجھی جاتی ہے؟ کیا میں اس سے یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ "اے خداوند یسوع آ"؟



دوسرا باب ۱-۱۲

(۱) اے بھائیو- تم آپ جانتے ہو کہ ہمارا تمہارے پاس آنا بے فائدہ نہ ہوا- (۲) بلکہ تم کو معلوم ہی ہے کہ باوجود پیشتر فلپی میں دُکھ اُٹھانے اور بےعزت ہونے کے- ہم کو اپنے خدا میں یہ دلیری حاصل ہوئی کہ خدا کی خوشخبری بڑی جانفشانی سے تمھیں سنائیں- (۳) کیونکہ ہماری نصیحت نہ گمراہی سے ہے نہ ناپاکی سے نہ فریب کے ساتھ- (۴) بلکہ جیسے خدا نے ہم کو مقبول کرکے خوشخبری ہمارے سپرد کی ویسے ہی ہم بیان کرتے ہیں- آدمیوں کو نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنے کے لئے جو ہمارے دلوں کو آزماتا ہے- (۵) کیونکہ تم کو معلوم ہی ہے کہ نہ کبھی ہمارے کلام میں خوشامد پائی گئی- نہ وہ لالچ کا پردہ بنا- خدا اسکا گواہ ہے- (۶) اور ہم آدمیوں سے عزت نہیں چاہتے تھے- نہ تم سے نہ اوروں سے- اگرچہ مسیح کے رسول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے- (۷) بلکہ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اُسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے- (۸) اور اسیطرح ہم تمہارے بہت مشتاق ہو کر نہ فقط خدا کی خوشخبری بلکہ اپنی جان تک بھی تمھیں دے دینے کو راضی تھے- اسواسطے کہ تم ہمارے پیارے ہو گئے تھے- (۹) کیونکہ اے بھائیو تم کو ہماری محنت اور مشقت یاد ہوگی کہ ہم نے تم میں سے کسی پر بوجھ

نہ ڈالنے کی غرض سے رات دن محنت مزدوری کرکے تمہیں خدا کی خوشخبری کی منادی کی۔ (۱۰) تم بھی گواہ ہو اور خدا بھی کہ تم سے جو ایمان لائے ہو ہم کیسی پاکیزگی اور راستبازی اور بے عیبی کے ساتھ پیش آئے۔ (۱۱) چنانچہ تم جانتے ہو کہ جس طرح باپ اپنے بچوں کے ساتھ کرتا ہے اُسی طرح ہم بھی تم میں سے ہر ایک کو نصیحت کرتے اور دلاسا دیتے اور سمجھاتے رہے۔ (۱۲) تاکہ تمہارا چال چلن خدا کے لائق ہو جو تمہیں اپنی بادشاہت اور جلال میں بُلاتا ہے +

سرنامہ

تھسلنیکیوں میں پولُس رسول کی زندگی کی کیفیت

ان آیات میں پولس اپنے دشمنوں کے چند الزاموں کا جواب دیتا ہے۔ اس نے شہر تھسلنیکا میں انجیل کی خوشخبری سنائی تھی جس کو سنکر کتنے یہودی، یونانی اور رومی مسیح کی طرف رجوع ہوکر اس کے پیرو ہوگئے تھے۔ وے یہودیوں کے عبادت خانوں اور یونانیوں کے مندروں کو چھوڑ کر مسیح کی کلیسیا میں آملے تھے۔ انہیں سے کتنوں نے موسوی رسومات اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو بالکل ترک کردیا تھا۔ اس سبب سے یہودی اور یونانی دونوں پولُس سے سخت ناراض ہوکر طرح طرح سے اسکے سنگ دشمنی کرنے لگے۔ خاص اسوقت جب پولُس تھسلنیکے شہر سے چلا گیا تو اسکے دشمنوں نے اس پر تہمت لگاکر اس کے پیروؤں کو حیران کیا اور انہیں

مسیح کی پیروی سے ہٹانے کی بہت کوشش کی۔ انہوں نے پولس پر یہ الزام لگایا کہ وہ فریبی اور خوشامدی آدمی ہے۔ وہ چکنی چپڑی اور چاپلوسی کی باتیں کرکے لوگوں کو ورغلاتا اور انہیں گمراہ کرتا ہے۔ انہوں نے اسپر ناپاکی کا الزام بھی لگایا۔ وہ کہتے تھے کہ وہ لالچی بھی ہے مگر اپنے لالچ اور خودغرضی کو طرح طرح کے پردوں میں چھپا رکھتا ہے۔ وہ خود کلیسیا کے شریکوں سے کچھ نہیں لیتا ہے مگر یہ اس کے لالچ کا صرف ایک پردہ ہے۔ وہ اپنے ہم خدمتوں سلوانس اور تمتھیس کے ذریعہ بہت کچھ کماتا ہے۔ وہ جوانی میں کیسا شخص تھا؟ کیا وہ مغرور اور گھمنڈی اور شیخی باز نہ تھا؟ کیا اس نے ایک شخص بنام ستفنس کو پتھراؤ کروا کے نہیں مروا ڈالا؟ کیا اس میں حاکمانہ مزاج نہیں دکھائی دیتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اس کے یا اس کی تعلیم کے برخلاف ذرا بھی کچھ کہے یا اس سے بحث کرے تو وہ کسی کی بات نہیں مانتا بلکہ بڑی سختی سے جواب دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا گرو یسوع مسیح بہت نرم مزاج کا تھا۔ اور وہ لوگوں سے ایسی ہی محبت سے پیش آتا تھا جیسا کہ ماں باپ اپنے بچوں سے۔ مگر یہ پولُس تو بڑی سختی سے نصیحت کرتا ہے۔ وہ بحث مباحثے کا طریقہ نہیں جانتا۔ وہ سوال یا اعتراض کرنے والے کا جھٹ منہ بند کردیتا ہے۔ اور اگر کوئی ختنہ کی ضرورت پر کچھ کہے یا بت پرستی کی خوبیوں کا بیان کرے یا دلیلیں پیش کرے تو وہ فوراً تاؤ میں آکر بڑی سرگرمی اور جوش سے انہیں چپ کرا دیتا ہے۔ یوں پولُس کی پیٹھ کے پیچھے اس کے مخالف اس کے حق میں ایسی ایسی باتیں کہکر تھسلنیکی کے نو مرید مسیحیوں کے ایمان کو بگاڑتے اور انہیں پولُس کی

طرف سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پولس ان تہمتوں
کو سنکر اور ان مخالفوں کا مطلب پہچان کر کہ وے ان کو مریدوں کو
مسیح سے جدا کیا چاہتے ہیں ان آیات میں اُن کے الزاموں کا جواب
دیتا ہے۔ وہ اُن کی باتوں کو بے بنیاد اور جھوٹی بتلاتا ہے۔ اسکے
متعلق پہلے وہ تھسلنیکی مسیحیوں کو گواہ ٹھہراتا ہے کہ یہ الزام بے بنیاد
ہیں (دیکھو آیت ۱)۔ وہ تھسلنیکیوں سے گویا یہ کہتا ہے کہ تم آپ ہی
مجھے جانتے ہو کہ میں کیسا آدمی ہوں۔ میں بہت دن تک رات و دن تم
لوگوں کے درمیان رہا۔ تم آپ جانتے ہو کہ میں نے آدمیوں سے
عزت نہیں چاہی اور نہ تم پر نہ اوروں پر بوجھ ڈالا بلکہ رات دن
محنت مزدوری کرکے تمہیں خدا کا کلام سنایا (دیکھو آیت ۶ و ۹)۔
تم جانتے ہو کہ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اور باپ اپنے
لڑکوں کو نصیحت اور دلاسا دیتا اور انہیں سمجھاتا ہے۔ اسی طرح میں
تمہارے درمیان ماں کی سی نرمی کے ساتھ باپ کی مانند نصیحت
کرتا رہا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کیسی پاکیزگی اور بے عیبی کے ساتھ
ہر ایک سے پیش آیا (دیکھو آیت ۷ و ۱۱)۔ اے تھسلنیکی بھائیو
اور بہنو میں تم سبھوں کو اپنا گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میرے مخالفوں
کے یہ سب الزام جھوٹے ہیں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ جس وقت میں
تھسلنیکے میں پہنچا تو میرا حال کیا تھا۔ کیا وے زخم جو مجھے فلپی میں لگے
تم نے نہیں دیکھے تھے؟ کیا تم نے اُس وقت نہیں سنا کہ فلپی شہر میں
رومی حاکموں نے میرے اور سیلوانس کے ساتھ کیسی بے رحمی اور سختی
اور بے انصافی کے ساتھ سلوک کیا کہ ہم دونوں کو بہت سے بیت لگواکر

قید خانے میں ڈال دیا۔ اور کیا جس وقت ہم تمہارے پاس پہنچے میرے زخم
ہی میری جانفشانی کے گواہ نہ تھے؟ ہاں تم آپ ہی میرے گواہ ہو۔ میرے
زخم گواہ ہیں۔ میری محنت و مشقت میرے گواہ ہیں۔ اور خدا بھی میری
صفائی اور پاکیزگی کا گواہ ہے۔ جو دل کا جانچنے والا ہے میں اُس کو اپنا گواہ
ٹھہراتا ہوں۔ کیا تم ان گواہوں کی باتوں کو مانوگے یا کہ مسیح کے
مخالفوں کی جھوٹی باتوں کو؟ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پولس نے
اپنے مخالفوں کی ایسی بے بنیاد باتوں کا کیوں جواب دیا تو اس کا ایک
جواب یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں خدا کی طرف سے منادی یا رسول یا
مشنری بتلاوے اسکو خود سچا اور معتبر آدمی ہونا چاہئے نہیں تو اُس کی
تعلیم پر دھبہ لگیگا جیسا کہ ہر شخص کی تعلیم پر لگیگا۔ جیسے کہ تعلیم پاک و صاف
ہے ویسے ہی تعلیم دینے والے کو بھی پاک و صاف ہونا چاہئے نہیں تو
اس کی تعلیم و نصیحت بے تاثیر ہوگی۔ اگر پولس ان جھوٹی باتوں
کا جواب نہ دیتا تو تھسلنیکے کے نومرید مسیحی ٹھوکر کھاکر مسیح کی
پیروی سے پیچھے ہٹ جاتے۔ وے یہ کہتے کہ کیا ہم ایسے لالچی اور فریبی
اور ناپاک آدمی کو اپنا گرو و پیشوا مانیں۔ کیا خدا ایسے آدمی کو اپنا رسول
بناکر انجیل کی بشارت سنانے اور پھیلانے کو بھیجیگا؟ ہرگز نہیں۔ لہذا
ہم ایسے آدمی کی بات نہ مانیںگے۔

حاصل کلام

۱- کیسی شرم کی بات ہے کہ پولس جیسے سچے۔ جانثار اور دیانتدار
مسیح کے خادم پر جھوٹے الزام لگائے گئے کہ وہ فریبی۔ خوشامدی –

لالچی اور ناپاک آدمی ہے۔ وہ لالچ کے کئی پھندے بنا کر لوگوں کو
فریب دیتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ پولس جیسے آدمیوں پر تہمت لگانا
کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کیا فریسیوں نے مسیح پر طرح طرح کے الزام
نہیں لگائے کہ وہ کھاؤ اور شرابی ہے۔ وہ بدروحوں کے سردار بعلزبول
کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے۔ وہ سبت کے دن کو نہیں مانتا۔ وہ کفر
بکتا ہے۔ وہ اپنے کو قیصر بادشاہ بنانا چاہتا ہے۔ اور کیا ایسے جھوٹے
الزام لگا کر انہوں نے اُسے جان سے نہیں مروا ڈالا؟ ان دنوں میں
بھی مسیح کے مخالف اُس کے منادوں اور خادموں اور مشنریوں
کے خلاف کتنی جھوٹی باتیں کہہ کر نومریدوں اور مسیحی
متلاشیوں کو ٹھوکر کھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسیح ایسے ٹھوکر کھلانے
والوں اور تہمت لگانے والوں کی آگاہی کے لئے یوں کہتا ہے کہ جو کوئی
ان چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے
اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک بڑی چکی کا پاٹ اس کے گلے میں لٹکایا جاوے
اور گہرے سمندر میں ڈبایا جاوے۔ ٹھوکروں کے سبب دنیا پر افسوس
ہے۔ کیونکہ ٹھوکروں کا لگنا ضرور ہے۔ لیکن اُس آدمی پر افسوس ہے
جس کے باعث سے ٹھوکر لگے (متی ۱۸: ۶ و ۷)۔ ہم مسیح کے
خادموں پر نہ صرف بے بنیاد الزام ہی نہ لگائیں تاکہ نومریدوں اور
متلاشیوں کو ٹھوکر نہ کھلائیں۔ بلکہ برعکس اس کے ہم کو چاہئے کہ ایسی
ویسی باتیں نہ سنیں۔ اور اگر سنی ہوں تو اِدھر اُدھر اُنکا چرچا نہ کریں
جس جھوٹی بات سے مناد یا مشنری یا مسیح کے کسی خادم کی بدنامی
ہووے اُسکو مت پھیلاویں۔ بلکہ اس جھوٹی بات سے ایسے بھاگیں جیسے

کہ کسی بدبودار چیز سے بھاگتے ہیں۔ کیا کسی بدبودار غلیظ یا گندی چیز کو
ہم اپنے ہاتھ میں لیتے یا جیب میں رکھتے ہیں اور موقع پا کر اوروں کو دکھاتے
ہیں کہ وے بھی سونگھیں یا اپنا ہاتھ لگاویں؟ بلکہ برعکس اس کے ایسی
چیز کو فوراً دور پھینک دیتے یا کسی گڑھے میں گاڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح
جھوٹی اور چغلی کی باتوں کو اپنی زبان پر نہ لاویں۔ بلکہ اُنکا چرچا بھی نہ کریں
اگر ہمارے دل میں خالص محبت ہوگی تو ہم ایسی جھوٹی باتوں کے نہ تو
سننے والے اور نہ اُنکا چرچا کرنے والے ہوں گے (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۱۳: ۴-۷)
جو بات کسی کی بدنامی کا باعث ہو۔ اور اگر اُس کے سننے یا اسکا چرچا کرنے
سے کسی کو خوشی حاصل ہووے تو ایسے شخص کو خوف کھانا چاہئے
کہیں ایسا نہ ہو کہ مسیح کی لعنت اُسپر آجاوے۔ اس آدمی پر افسوس
ہے کہ جس کے باعث سے ٹھوکر لگے۔ متی ۱۸: ۷

۲۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مناد یا مشنری یا مسیح کا خادم جو اپنے مخالفوں کو
لاجواب کرسکے ایسے ثبوت وہ پیش کرسکتا ہے جیسے کہ پولس نے پیش کئے
اُس نے تھسلنیکا کے اپنے جان پہچانوں اور نومریدوں کو اپنی صفائی کے
لئے پیش کیا۔ اُس نے کہا کہ تم آپ ہی مجھے جانتے ہو۔ تم خدا کی گواہی پر
غور کرو کہ اس نے میری محنت پر کیسی برکت بخشی۔ اگر میں ایسا دغاباز
یا لالچی ہوتا تو کیا وہ مجھے بغیر سزا دئے چھوڑتا؟ ہرگز نہیں۔ کیا اُسنے
یہوداہ اسکریوتی کے لالچ اور فریب کی برداشت کی؟ کیا پطرس
رسول نے حننیاہ اور سفیرہ کو انکے لالچ کے سبب سے خدا کا نام لیکر
ہلاک نہیں کیا؟ میری سچی خدمت پر خدا کی برکت گواہی دیتی ہے۔ مسیح
کے جس کسی مناد یا مشنری یا خادم پر کوئی تہمت لگائی جاوے تو

کیسا اچھا ہوگا کہ اگر وہ کسی طرح سے خدا کو اپنا گواہ ٹھہرا دے

۳- مسیح کے جس کسی خادم میں خوشامد یا چکنی چپڑی باتیں یا لالچ اور ناموری کی خواہش یا ناپاکی کی بو ہوگی تو اُس سے نومرید مسیحی اور ہندو و محمدی جو مسیح کے متلاشی ہوں ضرور ٹھوکر کھائینگے۔ وے جھٹ پہچان لینگے کہ یہ دُنیاداری کی نشانیاں ہیں۔ وے یہ سوچیں گے کہ جس شخص میں یہ باتیں ہیں ہم اُسے دینی اُستاد یا گرو کیسے مانیں؟ اُس میں اور دنیاداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لالچ کو چھپانے کے بہت پردے ہیں پر نومرید مسیحی جو سچے ہوں انھیں جلد پہچان لیتے ہیں۔ لالچ کی عادت انسان کو ایسی چپٹ جاتی ہے جیسے کہ اُسکا چمڑا ہڈی پر چپٹا ہوا ہے۔ یہ عادت رفتہ رفتہ دل میں جڑ پکڑ لیتی ہے اور انسان کی ساری خوبیوں کو بگاڑ دیتی ہے یہاں تک کہ وہ بالکل اس کے بس میں ہوکر کنجوس بن جاتا ہے۔ خدا کے کلام میں ایک نبی کے خادم جیحازی نام کا ذکر پایا جاتا ہے جس نے لالچ میں آکر سونا روپا کمانے کے لئے ایک امیر کو فریب دیا اور نبی سے جھوٹ بولا۔ اس لالچ اور فریب کے سبب سے اُسپر خدا کا غضب نازل ہوا اور وہ کوڑھی بن گیا۔ لالچی کی نصیحت کون سنیگا؟ کیا سننے والا یہ دوہا نہ کہیگا۔

لوبھی گرو و لالچی چیلا
دونوں نرک میں ٹھیلم ٹھیلا

خدا کا کلام لالچی شخصوں کو چوروں۔ بدکاروں اور شریروں میں شمار کرکے اُن کو یہ آگاہی دیتا ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہ ہونگے۔ لہذا پولس نے اپنے اوپر لالچ کا الزام سنکر اس عادت کے

جرم سے اپنی صفائی کے لئے تھسلنیکی نومرید مسیحیوں کو۔ اور اپنے چال چلن کی پاکیزگی۔ اور مسیح کی خاطر اپنے زخموں کو۔ اور اپنی محنت اور مشقت کو اور آخرکار خدا کو بھی اپنا گواہ پیش کیا۔

۴- ان دونوں میں اس بات پر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ مسیح کا خادم شخصی خدمت کرے۔ یعنے وہ فرداً فرداً ایک ایک کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کرے۔ پولس اسی طرح تھسلنیکی نومرید مسیحیوں میں ایک ایک کے ساتھ اُس کی حالت اور ضرورت کے موافق سلوک کرتا اور نصیحت دیتا اور سمجھاتا رہا۔ مسیح نے بھی اسی طرح ایک ایک کو اُسکی حالت کے مطابق تعلیم اور نصیحت دی۔ اُسنے ہر ایک کو ایک ہی سی تعلیم اور نصیحت نہیں دی۔ اس تعلیم کا مقابلہ کرو جو اُسنے یہودیوں کے سردار نیکدیمس کو اور سامریہ کی عورت کو الگ الگ دی۔ اسی طرح محصول لینے والے زکائی اور فریسی شمعون کو جو تعلیم اور نصیحت مسیح نے دی اُسے بھی لاؤ ان دو شخصوں کو اُنکی حقیقی دلی حالت اور حاجت کے موافق مسیح نے مختلف تعلیم اور نصیحت دی۔ یہ اُسکے خادموں کے لئے کیسا اچھا نمونہ ہے۔ ایک مسیحی مناد کا خطاب "وہی بات" مشہور ہو گیا ہے اسلئے کہ جس جماعت کو وہ سمجھاتا یا جس شخص کو نصیحت دیتا ہے ان سب سے وہ ایک ہی بات کہتا ہے۔ لہذا سننے والوں نے طعنے کے طور پر اُسکو "وہی بات" کا خطاب دے دیا ہے۔ مسیح کے خادم کو چاہئے کہ تعلیم و نصیحت دینے سے پہلے خوب سوچ اور غور کرے کہ سننے والوں کی حقیقی اور اندرونی حالت کیا ہے۔ تب اُسکے مطابق تعلیم و نصیحت دے۔ کیا تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر سب مریضوں کو ایک ہی سی دوائی دیتا ہے؟

کیا وہ سب کو ایک ہی نسخہ دیتا ہے؟ کیا وہ ایک ایک مریض کی
بیماری۔ عمر۔ کمزوری۔ نبض اور بدن وغیرہ اور بہت سی اور باتوں
کا خیال کر کے نسخہ نہیں لکھتا؟ اگر کوئی حکیم مریضوں میں فرق نہ
کر کے سب کو ایک ہی نسخہ دے اور ایک ہی دوا پلا دے تو کیا اُسکو
یہ خطاب دینا واجب نہ ہوگا کہ "وہی نسخہ دینے والا"۔ پولس تھسلنیکے
کے ایک ایک نومرید کی حالت میں امتیاز اور تشخیص کر کے مثل
تجربہ کار حکیم کے اُنکو بچنے کی راہ بتاتا تھا۔ اسکا کیا نتیجہ ہوا؟ نتیجہ
یہ ہوا کہ وہ ایک ایک کی حالت سے واقف ہو کر اُنسے محبت کرنے
لگا۔ پس جیسے ماں اپنے بچوں سے اور باپ اپنے فرزندوں سے
اور اُستاد اپنے شاگردوں سے اور حکیم اپنے مریضوں سے ویسے
ہی سمجھ کے ساتھ پولس بھی ایک ایک کے ساتھ سلوک کرتا تھا۔

۵۔ ان آیات میں پولس کی کامیابی اور اس کی زندگی کے عمدہ
ہونے کا بھید ظاہر ہوتا ہے۔ وہ خدا کو مدِنظر رکھ کر اُسی کے لئے
کام کرتا تھا۔ وہ خدا کو پسند آنیکا حوصلہ اور خواہش رکھتا تھا اسی
لئے وہ خدا کو اپنی صفائی کے لئے گواہ پیش کر سکتا تھا۔ پھر وہ چکنی
چپڑی باتیں بنا کر نومریدوں کو نہیں ورغلاتا تھا بلکہ صفائی سے اُنکے
درمیان زندگی بسر کرتا تھا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی صفائی اور پاکیزگی
پر وہ گواہی دے سکتے تھے۔

اُس کی کامیابی کی ایک وجہ یہ اور تھی کہ وہ محنتی آدمی تھا۔ جب
وہ ہاتھوں کی محنت نہیں کرتا تھا تو خط خطوط لکھا کرتا تھا۔ یا کسی بیمار
یا مصیبت زدہ نومرید کے گھر جا کر اُسکے ساتھ دعا کر کے اُسے تسلی

دیتا تھا۔ یا کسی شخص یا جماعت کے لئے روزے کے ساتھ دعا کرتا
تھا۔ علاوہ ان باتوں کے وہ دلیر اور محنتی آدمی بھی تھا۔ سوا خدا کے
وہ اور کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ وہ ہر ایک سے خالص محبت رکھتا تھا
اگر یہ سوال کیا جاوے کہ اُسکی جان نثاری۔ پاکیزگی۔ محنت اور محبت
کی جڑ کیا ہے۔ تو اسکا صاف جواب یہ ہے کہ وہ موسیٰ کی مانند گویا
خدا کو دیکھ دیکھ کر مضبوط بنا رہا۔ اور اُس کی نگاہ آنے والے اجر پر
تھی۔ اُس کی آنکھیں ہمیشہ کی زندگی کے تاج پر لگی تھیں اس لئے
وہ اس دنیا کے لوگوں کا کچھ خیال نہیں کرتا تھا۔ اے پولس ہم تیری
جان نثاری۔ خود انکاری۔ محنت شفقت۔ غیرت۔ محبت اور زخموں کو
یاد کر کے تیرے لئے خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ تو نے کل کلیسیا کو دولتمند
کیا ہے۔ کاش کہ ہم تیرے سبب ہم قدمت اند بیٹے کو دیکھ دیکھ کر گناہ
کے ہر ایک بوجھ اور پردے۔ خاص کر ان بدعادتوں کو جو ہمیں آسانی
سے اُلجھا لیتی ہیں دور کر کے اُس دوڑ میں جو ہمارے سامنے خدا کے
انتظام سے درپیش ہے تیرے جیسے مزاج کے ساتھ صبر سے
دوڑیں۔ عبرانی ۱۲: ۱-۳۔

سوالات جو پڑھنے والیکو اپنے دل سے کرنا چاہیئے

(۱) اگر کسی وقت مجھ پر کوئی الزام لگایا جاتا ہے تو کیا میں اپنے دل
کے اندر دیکھ کر خدا کو اپنی صفائی کے لئے گواہ ٹھہرا سکتا ہوں؟
یا کہ مجھکو خدا سے یہ کہنا پڑیگا کہ میں کیسا بدبخت ہوں کہ میرے گناہ کے
سبب سے خداوند یسوع مسیح کے پاک نام اور اُس کی مقدس انجیل

پہ علیم پردہ لگایا جاتا ہے ؟

۲- کیا میں لالچ یا کسی اور گناہ کو چھپانے کے لئے فریب کا پردہ بناتا ہوں ؟ کیا شیطان نورانی فرشتے کی صورت میں ہو کر پاک کلام کی باتوں کو پھاڑ پھاڑ کر اُنسے میری کسی بدعادت یا بد دستور کو چھپانے کے لئے پردہ بنا کر مجھے دھوکا دیتا ہے ؟ کیا اُس نے پاک نوشتوں سے ایسا پردے بنا کر مسیح کو بھی دھوکا دینے کی کوشش نہیں کی تھی ؟ کیا میں شیطان کے حیلوں اور پردوں سے دھوکا کھانے کا خوف نہ کھاؤں ؟

۳- جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے یا باپ اپنے فرزندوں کیساتھ سلوک کرتا ہے کیا اسی طرح میں ایک نو مرید اور کمزور مسیحی کے ساتھ سلوک کرتا ہوں ؟

دوسرا باب ۱۳-۱۶

(۱۳) اس واسطے ہم بھی بلاناغہ خدا کا شکر کرتے ہیں کہ جب خدا کا پیغام ہماری معرفت تمہارے پاس پہنچا تو تم نے اُسے آدمیوں کا کلام سمجھ کر نہیں۔ (بلکہ جیسا حقیقت میں ہے) خدا کا کلام جان کر قبول کیا۔ اور وہ تم میں جو ایمان سے آئے ہو تاثیر بھی کر رہا ہے۔
(۱۴) اس لئے کہ تم اے بھائیو۔ خدا کی اُن کلیساؤں کی مانند بن گئے جو یہودیہ میں یسوع مسیح میں ہیں۔ کیونکہ تم نے بھی اپنی قوم والوں سے وہی تکلیفیں اٹھائیں جو انہوں نے یہودیوں سے (۱۵) جنہوں نے

خداوند یسوع کو اور نبیوں کو بھی مار ڈالا۔ اور ہم کو ستا ستا کر نکال دیا۔ وہ خدا کو پسند نہیں آتے اور سارے آدمیوں کے مخالف ہیں۔ (۱۶) اور وہ ہمیں غیر قوموں کو اُنکی نجات کے لئے کلام سنانے سے منع کرتے ہیں۔ تاکہ اُنکے گناہوں کا پیمانہ ہمیشہ بھرتا رہے۔ لیکن اُن پر انتہا کا غضب آ گیا +

سرنامہ

تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کی ثابت قدمی اور پولُس رسول کی شکرگذاری

اگرچہ پولُس رسول کے مخالفوں نے اس پر طرح طرح کے الزام لگائے تھے کہ وہ آدمیوں سے عزت اور ناموری چاہتا ہے۔ اور کہ وہ لالچی اور خوشامدی اور ناپاک آدمی ہے۔ پھر بھی تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں نے ان باتوں کا کچھ خیال نہیں کیا تھا بلکہ برعکس اس کے مختلف طریقوں سے پولُس کی طرف اپنی محبت ظاہر کی۔ علاوہ اس کے اگرچہ پولُس کے یہودی مخالفوں نے ان نو مرید مسیحیوں کو بہت ستایا تھا تو بھی وہ ثابت قدم رہے تھے اور اپنا ایمان نہیں چھوڑا تھا۔ ان باتوں کی خبر سنکر پولُس کو بڑی تسلی اور خوشی حاصل ہوئی اور اس کا دل شکرگذاری سے بھر گیا۔ ان آیات میں اُس کی شکرگذاری کا بیان ہے۔ وہ بلاناغہ خدا کا شکر کرتا تھا اسلئے کہ تھسلنیکی مسیحیوں نے اُسے دغاباز اور فریبی نہیں سمجھا بلکہ برعکس اس کے اُسے خدا کا رسول مان کر اور اُس کا کلام

خدا کا پیغام جان کر قبول کیا تھا (دیکھو آیت ۱۳) - اُس کی شکرگزاری
کی ایک اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جو کلام اس نے تھسلنیکا میں سُنایا تھا وہ
بے تاثیر اور بے پھل نہیں رہا - بلکہ مثل اچھے بیج کے وہ وہاں کے
لوگوں کے دلوں میں پڑ کر روح کے لئے ایک پھل لایا تھا - روح کے
پھل جو اُن میں ظاہر ہوئے سو یہ تھے کہ پہلے وے دُکھ میں ثابت
قدم رہے - دوسرے پاک نوشتوں کو خدا کا پیغام مانا - تیسرے خدا کے
خادم اور رسول کے خلاف جھوٹی باتوں کو نہیں مانا بلکہ اس سبب
سے اُس سے اور زیادہ محبت کی - دیکھو آیت ۱۳ -

چودھویں آیت سے ظاہر ہے کہ تھسلنیکا شہر کے بہت سے
یہودی مسیحی ہو گئے تھے اس سبب سے اُن کے ہم قوم یہودی اپنی
قوم والوں سے ناراض ہو کر اُن کو بہت ستاتے تھے - پولس خود اپنی
قوم والوں سے بار بار ستایا گیا تھا - جس جس شہر میں وہ انجیل کی خوشخبری
سنانے کو جاتا تھا وے اُس کے پیچھے آ کے وہاں ہنگامہ کروا دیتے تھے
اور تب رومی حاکموں کے سامنے اُس کو گھسیٹ کر لے جاتے اور اُس
پر قیصر روم کے دشمن ہونے کا الزام لگاتے تھے - یہ سُن کر رومی حاکم
ڈر جاتے تھے کہ کیا جانے اس کا نتیجہ کیا ہوگا - اگر قیصر روم تک یہ خبر
پہنچے کہ ایک یہودی بنام مسیح کو بہت لوگوں نے بادشاہ مانا ہے تو
وہ ضرور ہم لوگوں سے ناخوش ہو کر ہمیں برخاست کر دینگے - یا ہم کو
اور کوئی سزا دینگے - اس لئے وے تو پولس کو گرفتار کروا کے کبھی
اُسکو بید لگواتے اور کبھی قید میں ڈلوا دیتے تھے - وے نہ صرف پولس ہی سے ایسی بدسلوکی
کرتے تھے بلکہ جتنے مسیح کو مانتے تھے اُن سب سے وے ایسا ہی

سلوک کرتے تھے - جب پولس نے یہ خبر پائی کہ یہودی نومرید
مسیحی اپنی قوم والوں سے ایسی سخت تکلیف پا کر بھی اپنے ایمان
پر قائم رہتے ہیں تو وہ بہت خوش ہوا اور یہ نتیجہ نکالا کہ ستائے جانے
اور دُکھ کے بیچ میں یوں ثابت قدم رہنا خدا کے روح اور پاک
کلام کے ماننے کا پھل ہے - اُس نے اپنے ہم قوم مسیحی بھائیوں کے
دکھوں کی خبر سُن کر واویلا نہیں کیا جیسا کہ اور قوم والے ایسی حالت
میں کرتے ہیں - آپ نے کیوں ایسا نہیں کیا؟ اس لئے کہ اُس نے اُن
دکھوں کے بیچ میں اُنکی ثابت قدمی دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ میرے تھسلنیکی
مسیحی بھائی سچ مچ خدا کے برگزیدے اور پیارے ہیں مسیح کے لئے
خوشی کے ساتھ دکھ سہ لینا یہ خدا کی عجیب قدرت کا نشان ہے
اگر خدا اُن دُکھیا اور ستائے ہوئے مسیحیوں کو الٰہی قوت نہ بخشتا
تو وے ضرور بے دل ہو کے اپنا ایمان چھوڑ بیٹھتے - جیسا ایمان -
بہادری اور صبر اُن کے ہم قوم یہودی بھائیوں نے انہیں یہودیہ
میں دکھایا تھا ویسا ہی تھسلنیکے کے مسیحیوں نے بھی ظاہر کیا تھا تھسلنیکی
مسیحی باوجود اپنی قوم والوں سے ستائے جانے کے اپنے ایمان پر قایم
رہتے تھے - وے دُکھ میں یہودیہ ملک کی مسیحی کلیسیا کے نمونے پر چلے
تھے - عبرانیوں کے خط میں لکھا ہے کہ بعض عبرانی مسیحی ٹھٹھوں میں
اُڑائے جاتے اور کوڑے کھاتے بلکہ زنجیروں سے باندھے جاتے
اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے - بعض سنگسار کئے گئے -
بعض آرے سے چیرے گئے - بعض تلوار سے مارے گئے - اور بعض
بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں مصیبت

ہیں۔ بد سلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔ وے جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے (دیکھو عبرانیوں ۱۱: ۳۶-۳۸)۔ جیسا یہودیہ دیش کے مسیحیوں نے ایمان میں بہادری اور جانفشانی دکھائی ویسی ہی تھسلنیکی مسیحیوں نے بھی دکھائی تھی۔ پولس نے خود ہی جوانی میں عبرانی مسیحیوں کو ستایا تھا جیسا کہ اعمال کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اُس نے خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دُھن میں یہودیوں کے سردار کاہن سے اختیار اور پروانہ پایا تھا کہ جن کو وہ مسیحی طریق پر پاوے خواہ مرد ہوں یا عورت سب کو باندھ کر یروشلیم میں لاوے۔ وہ یروشلیم میں مسیح کے شاگردوں کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتا تھا۔ وہ اپنی زبان سے مسیحیوں کے خلاف اپنی مخالفت کا یوں بیان کرتا ہے کہ میں نے مردوں اور عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانے میں ڈال ڈال کر مسیحی طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا بھی ڈالا۔ چنانچہ سردار کاہن اور سارے بزرگ میرے گواہ ہیں کہ ان سے میں بھائیوں کے نام خط لیکر دمشق کو روانہ ہوا تاکہ جتنے وہاں ہوں انھیں بھی باندھ کر یروشلیم میں سزا دلانے کو لاؤں۔ اور جب شہید ستفنس کا خون بہایا جاتا تھا تو میں بھی وہاں کھڑا تھا اور اس کے قتل پر راضی تھا۔ سب یہودی جانتے ہیں کہ اپنی قوم کے درمیان یروشلیم میں شروع جوانی سے میرا چال چلن کیسا رہا ہے۔ میں نے بھی سمجھا تھا کہ یسوع ناصری کے نام کی طرح طرح سے مخالفت کرنی مجھ پر فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یروشلیم میں ایسا ہی کیا اور سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار پاکر بہت سے مقدسوں کو قید

میں ڈالا۔ اور جب وے قتل کئے جاتے تھے تو میں بھی رائے دیتا تھا اور ہر عبادتخانے میں انہیں سزا دلا دلا کر زبردستی اُن سے کفر کہلواتا تھا بلکہ اُن کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں جا جا کر انہیں ستاتا تھا"۔ دیکھو اعمال ۹: ۱-۱۴ و ۲۲: ۴و ۵ و ۱۹ و ۲۶: ۴-۱۱+

پندرھویں اور سولھویں آیات میں پولس اپنی قوم والوں کے گناہوں کی ایک فہرست درج کرتا ہے۔ پہلے اُنہوں نے خداوند یسوع کو مار ڈالا جیسا کہ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے "اے اسرائیلیو یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر اُن معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اُس کی معرفت تم کو دکھائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو۔ جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوا دیا گیا۔ تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اُسے صلیب دلوا کر مار ڈالا۔ ابرہیم اور اضحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادوں کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا جسے تم نے پکڑوا دیا اور جب پیلاطس نے اس کے چھوڑ دینے کا قصد کیا تو تم نے اس کے سامنے اُس کا انکار کیا تم نے اُس قدوس اور راستباز کا انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ ایک خونی تمہاری خاطر چھوڑا جائے۔ مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا جسے خدا نے مردوں میں سے جلایا"۔ اعمال ۲: ۲۲ و ۲۳ و ۳: ۱۳-۱۵+

یہودی قوم والوں نے نہ صرف مسیح کو ہی مرواڈالا بلکہ خدا کے کتنے نبیوں کو بھی قتل کیا تھا۔ یروشلیم کے یہودیوں نے ستفنس کو

مار ڈالا تھا کیونکہ اُس نے اقرار کیا تھا کہ میں مسیح پر ایمان رکھتا ہوں اس نے یہودی قوم کے سردار کاہن اور بزرگوں کی صدر مجلس کے سامنے صاف ثابت کیا کہ اُنہوں نے اور اُن کے باپ دادوں نے نبیوں کے کلام کو نہیں مانا تھا بلکہ برعکس اس کے اپنا دل سخت کرکے اُنہیں ستایا تھا۔ جیسا کہ اُس نے کہا "اے گردن کشو اور دل اور کان کے نامختونو تم ہر وقت روح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادے کرتے تھے ویسے ہی تم بھی کرتے ہو۔ نبیوں میں سے کس کو تمہارے باپ دادوں نے نہیں ستایا؟ اُنہوں نے تو اُس راستباز کے آنے کی پیش خبری دینے والوں کو قتل کیا اور اب تم اُس کے پکڑوانے والے اور قاتل ہوگئے۔ تم نے فرشتوں کی معرفت سے شریعت تو پائی اور عمل نہ کیا۔ (اعمال ۷: ۵۱-۵۳) یہودیوں کے گناہوں کی فہرست میں پولس ایک اور گناہ درج کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُنہوں نے نہ صرف خداوند یسوع مسیح کو اور خدا کے نبیوں کو مار ڈالا تھا۔ اور مسیح کے پیرؤں کو ستا ستا کر یروشلیم اور یہودیہ ملک سے باہر نکال دیا تھا۔ بلکہ اُن کے علاوہ وے سارے آدمیوں کے مخالف ہوگئے تھے۔ اُنکے اور سب اور قوموں کے درمیان مخالفت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے پولس کو اور اس کے ہم خدمتوں کو غیر مسیحیوں کے درمیان اُن کی نجات کے لئے کلام سنانے سے منع کیا تھا (دیکھو آیت ۱۶) گناہ کی غلامی سے نجات پانے کی راہ دکھانے سے منع کرنا آدمیوں کے خلاف ایسا سخت گناہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ حکیم کو منع کرنا کہ وہ

بیمار آدمیوں کو اُن کی صحت کے لئے دوا نہ بتاوے۔ یا کسی کو منع کرنا کہ وہ جنگل میں کھوئے ہوؤں کو بچنے کی راہ نہ دکھلاوے۔ یا لوگوں کو منع کرنا کہ وہ جاہلوں اور گرے ہوؤں کو اُٹھنے اور ترقی کرنے کے طریقے نہ سکھادیں۔ یہودیوں کا ایسا ہی گناہ تھا اس لئے پولس انکو سارے آدمیوں کے مخالف تصور کرتا ہے۔ وہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ وے پشت در پشت اور زمانہ بہ زمانہ اسی طرح خدا کے بندوں کو ستا ستا کر اور انکو نجات کی خبر سننے سے منع کر کرکے اپنے گناہو کا پیمانہ بھرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب اُن کے گناہوں کا پیمانہ یا پیالہ لبریز ہوگیا اس سبب سے خدا کا غضب اُن پر آگیا (دیکھو آیت ۱۶) یہاں پر پولس خدا کے کس خاص غضب کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ ہمیں ٹھیک معلوم نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ غضب مراد ہے جو یہودی قوم پر تھیوداس کی بغاوت کے سبب سے آیا۔ یا وہ غضب جو اسم نویسی کے دنوں میں یہوداہ گلیلی کی بغاوت اور فساد کے سبب سے یہودی قوم پر آپڑا (دیکھو اعمال ۵: ۳۶-۳۸)۔ بعض یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ بڑا کال جو کلودیس بادشاہ کے عہد میں یہودیہ اور دیگر ملکوں میں پڑا پولس اس کی طرف اشارہ کرکے اسکو خدا کے غضب کا نشان بتاتا ہے۔ بعضوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کلودیس بادشاہ کے سخت حکم کے سبب سے یہودیوں کے روم سے نکالے جانے کے باعث جو انکی پراگندگی ہوئی اور جو مصیبتیں اور آفتیں اُن پر آگئیں اُن کی طرف اشارہ کرکے پولس انکو خدا کے غضب کا نشان سمجھکر کہتا ہے کہ یہودیوں کے گناہوں

کا پیالہ اب بھر گیا اس لئے انتہا کا غضب اُن پر آپڑا۔ یہودیوں کی ہر ایک پشت کچھ نہ کچھ خرابی اور بغاوت کرکے اُس پیالے کو بھر رہی تھی۔ ہر پشت کے یہودی اپنے باپ دادوں کے بد دستورات اور بدکاریوں کو منظور کرکے اُن کے نقشِ قدم پر چلتے آئے تھے۔ یوں پشت در پشت خدا کے غضب کا پیالہ بھرتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ پولس کے دنوں میں جب یہودیوں نے ایک ڈاکو بنام برابا کو خداوند یسوع مسیح سے بہتر جان کر رومی حاکم سے اس کے چھوڑ دینے کی عرض کی اور مسیح کو قتل کروایا تو پولس نے یقین کیا کہ بے شک انکے پشتوں کے گناہ کا پیمانہ اب لبریز ہو گیا ہے۔ اور یہ آخری گناہ خدا کے غضب کا صاف نشان ہے۔ اگر اس پشت پر خدا کا غضب نہ آتا تو کیا وہ دنیا کے نجات دہندہ کو مروا ڈالتے؟ کیا وے ہر ملک اور ہر شہر میں کلام کے سنانے والوں کو ستاتے اور اُن کی جان کے درپے ہوتے؟ یہودیوں کی سخت دلی اور گردن کشی اور دل کا اندھاپن پولس کی نظر میں اُن پر خدا کے غضب کا صاف نشان تھا۔ خداوند یسوع مسیح نے خود انگوری باغ کے ٹھیکے داروں کی تمثیل سنا کر یہودیوں کی بغاوت اور برگشتگی ظاہر کی۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ "ایک شخص نے انگوری باغ لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا اور ایک بڑی مدت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم پر اُس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ باغ کے پھل کا حصہ اُسے دیں۔ لیکن باغبانوں نے اُسے پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اُس نے ایک اور نوکر بھیجا۔ اُنہوں نے اُس کو بھی پیٹ کر اور بے عزت کرکے

خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اس نے تیسرا بھیجا۔ اُنہوں نے اس کو بھی زخمی کرکے نکال دیا۔ اس پر باغ کے مالک نے کہا کہ کیا کروں؟ میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجونگا۔ شاید اُسکا لحاظ کریں۔ جب باغبانوں نے اُسے دیکھا تو آپس میں صلاح کرکے کہا۔ یہی وارث ہے۔ آؤ اسے قتل کریں کہ میراث ہماری ہو جائے۔ پس اس کو باغ سے باہر نکال کر قتل کیا۔ اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کریگا۔ انہوں نے یہ سنکر کہا۔ خدا نہ کرے۔ اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر یہ کیا لکھا ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا؟ جو کوئی اس پتھر پر گریگا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے لیکن جس پر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا" (لوقا ۲۰: ۹-۱۹)۔ اس تمثیل میں انگوری باغ سے یہودی قوم مراد ہے۔ باغ کے مالک سے خدا اور باغبانوں سے یہودی لوگ مراد ہیں۔ باغ کے مالک کی طرف سے موسم پر جو نوکر پھل لینے کے لئے بھیجے گئے تھے اُن سے خدا کے وہ نبی مراد ہیں جو یہودیوں سے ستائے اور مارے گئے تھے۔ باغ کے مالک کے پیارے بیٹے سے جسے باغبانوں نے ستا کر مار ڈالا۔ خداوند یسوع مسیح مراد ہے۔ سولھویں آیت میں پولس صاف بتلاتا ہے کہ مسیح کی اس تمثیل کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔ یہودی قوم نے نبیوں کو مار ڈالا تھا اور مسیح کو بھی قتل کیا تھا اور اب اُس کے رسولوں اور خادموں کو بھی ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر ستاتے اور مار ڈالتے تھے (دیکھو اعمال ۷: ۵۲؛ ۱۲: ۱-۳)۔ پولس کے دنوں میں یہودیوں کے گناہوں کا پیمانہ جو پشت در پشت سے بھرتا چلا آرہا تھا بالکل بھر گیا تھا۔ اس سبب سے اُن پر خدا کا غضب آگیا تھا

حاصل کلام

۱۔ جو کلام پولُس نے شہر تھسلنیکا میں سنایا تھا اُس کو وہ خدا کا کلام کہتا ہے اس لئے کہ اُسے اُس نے خدا کی طرف سے پایا تھا نہ کسی انسان کی طرف سے۔ بے شک وہ کلام پہلے نبیوں کی معرفت سُنایا گیا تھا۔ خدا کا کلام نہ تو انسانی ذہن کی بناوٹ ہے اور نہ کسی علم یا فیلسوفی کے خیالات کی باتیں ہیں۔ پھر خدا کا کلام صرف نیک اور عمدہ نصیحتیں ہی نہیں ہے کہ سننے والا اُنہیں مانے یا نہ مانے۔ پولُس نے خدا کا یہ کلام سُنایا کہ خداوند یسوع مسیح گناہ کی سزا اور گناہ کی غلامی سے اپنے ماننے والوں کو بچاتا ہے۔ انجیل خدا کا کلام اس لئے کہلاتا ہے کہ پہلے پہل خدا نے خود گنہگاروں کو اس کی خبر سنائی۔ پاک نوشتوں کے شروع میں لکھا ہے کہ خدا نے پہلے آدمی کو یہ فرمایا کہ جس دن تو میرے کلام کی نافرمانی کریگا تو مریگا یعنے موت کا فتویٰ تجھ پر آجائیگا۔ پہلا آدمی بابا آدم خدا کے کلام کی نافرمانی کرکے خدا کے حضور سے نکالا گیا اور اس پر اور اسکی اولاد پر موت کا فتویٰ سنایا گیا۔ مگر موت کا فتویٰ سنانے وقت خدا نے اُسے ایک اُمید کی بات بھی سنائی کہ تیری اولاد سے ایک نکلیگا جس کے زخم اور دکھ سے شیطان کا جو موت کا بانی ہے سر کچلا جائیگا۔ پس اُس وقت سے لیکر مسیح کے آنے کے وقت تک خدا کے نبی یہ خوشی کی خبر سناتے رہے کہ ایک آنے والا ہے جو خدا کی طرف سے مسح کیا ہوا ہے اس لئے وہ مسیح کہلائیگا۔ اس آنے والے مسیح کے زخموں اور لہو کے بہائے جانے سے گنہگار موت کے فتوے اور گناہ کی سزا سے

چھٹکارا پائے جائینگے۔ پولُس کا پیغام یہ تھا کہ یسوع وہی مسیح ہے جسکی خبر خدا نے پہلے گنہگاروں کو سنائی تھی۔ کبھی کبھی مسیح کے منادوں سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کب سے انجیل کی خوشخبری سُنائی گئی؟ کس نے اسکو پہلے سُنایا؟ کیا تمہاری انجیل کی باتیں ۱۹۰۰ برس سے نہیں سنائی گئیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ۱۹۰۰ برس کیا ہیں۔ جب انجیل کی باتیں پولُس نے تھسلنیکا اور یونان کے دیگر شہروں بلکہ روم کی کل عملداری میں سنائیں اُن باتوں کی اصل وجڑ اور خلاصہ مطلب سب سے پہلے گنہگار یعنے بابا آدم کو سنایا گیا۔ اور اس وقت سے پشت در پشت نبیوں کی معرفت اس انجیل کی باتوں کی پیشینگوئیاں سنائی گئیں۔ مسیح خود ہی اس بات کا گواہ ہے۔ چنانچہ اُس نے انجیل کی باتوں کی قدامت کے حق میں یوں کہا "اے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو۔ کیا مسیح کو یہ دکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا۔ پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کرکے سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔۔۔ پھر اُس نے اُن سے کہا کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اُس نے اُنکا ذہن کھولا تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں۔ اور ان سے کہا یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا۔ اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھیگا۔ اور یروشلیم سے شروع کرکے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُسکے

نام سے کی جائے گی" (لوقا ۲۴: ۲۵-۲۷ و ۴۴-۴۷)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انجیل کی جو باتیں مسیح کے حق میں پولس نے سنائیں وہ نئی نہیں تھیں۔ وہ باتیں مسیح کے رسولوں نے اپنی عقل سے نہیں بنائیں بلکہ وہ شروع ہی سے نبیوں کی معرفت خدا کی طرف سے سنائی گئیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ وہ کون سی باتیں تھیں تو اُس کا جواب یہ ہے کہ ایک نجات دہندہ آنے والا ہے جس کی موت کے وسیلے سے گنہگاروں کے گناہوں کی قربانی اور کفارہ ہوگا۔ اور وہ مردوں میں سے پھر زندہ ہوکر آسمان و زمین کا کل اختیار پاویگا۔ جو کوئی اُسے اپنائیگا وہ اپنے گناہوں سے نجات پاوے گا۔ اور جو کوئی اس کی خبر پاکر اُسے قبول نہ کرے گا وہ اس بڑی نجات سے محروم رہیگا اور آنے والے غضب سے نہ بچیگا کیونکہ اُسنے یسوع مسیح کو جو اس غضب سے نجات بخشنے کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا رد کیا۔ تھسلنیکے کے نومرید مسیحیوں نے پولس کی زبانی گناہ اور آنے والے غضب سے بچانے والے کی خوشخبری سُنکر یقین کیا کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ حقیقت میں خدا کا ہے۔ اور اس یقین کے ساتھ اُسکو قبول کر لیا۔ کاشکہ ہندوستان میں بھی مسیح کے خادموں کے وسیلے نجات کی راہ یوں بتلائی جاوے کہ سننے والے دل سے قبول کرکے مان لیں کہ یہ کلام مسیحی مناد یا اُستاد یا ولائتی مشنری کا نہیں ہے بلکہ سچ مچ خدا کی طرف سے ہے۔ اُس کا کلام قدیم نبیوں کی پیشینگوئیوں سے ٹھیک ٹھیک ملتا ہے۔ ہاں جو کلام نبیوں نے گناہ اور آنے والے غضب سے بچانے والے کے حق میں لکھا ہے وہ خدا ہی کا کلام ہے۔ اور وہ بچانیوالا خداوند

یسوع مسیح ہے۔ خدا کے کلام کی تاثیر اس بات پر موقوف ہے کہ سننے والے اُسکو خدا کا کلام مان کر خداوند یسوع مسیح کو دل سے قبول کریں اگر یہ شبہ ہو تو اس کلام کے سننے سے فائدہ بہت کم ہوگا۔ اگر مسیحی مناد یا اُستاد یا مشنری اپنے دل میں شک لاوے کہ آیا قدیم نبیوں کے نوشتوں اور انجیل کی باتوں میں موافقت ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ آیا پولس کا کلام خدا کا پیغام ہے یا نہیں تو اُس کی منادی اور تعلیم موثر نہیں ہو سکتی۔

۲۔ پولس کا کلام تھسلنیکیوں میں اس لئے موثر ہوا کہ اُسنے صاف بتلایا کہ مسیح کی صلیبی موت سے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور اُس کے مردوں میں سے زندہ نکلنے اور آسمان پر چڑھ جانے اور وہاں خدا کے حضور میں ہمارا سردار کاہن ہونے سے ہمکو گناہوں کی معافی اور پاک روح ملتی ہے۔ انہیں باتوں کے ماننے سے تھسلنیکیوں کے دلوں پر اور چال چلن پر اثر ہوا۔ کبھی کبھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ہندو اور محمدیوں کے پاس انجیل تو ہے اور وے اُس کو پڑھتے اور سنتے بھی ہیں مگر وہ ظاہرا طور پر اُن کے چال چلن پر اور دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتی۔ یا اگر کچھ اثر ہے تو وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کے بہت جواب ہو سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ انجیل کے سننے والے دل سے نہیں سنتے یا قبول نہیں کرتے۔ اگر بیمار آدمی صرف دوا کا نام سنکر اور حکیم کا نسخہ ہاتھ میں لیکر حکیم کی تعریف کرے اور اس کی دوا نہ کھاوے تو کیا نسخہ یا دوا یا حکیم کا نام لینے سے کچھ تاثیر ہوگی؟ کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح جب تک انجیل کا سننے والا اُسکی باتوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دیوے تو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

کہا ہے کہ عبرانیوں میں نجات کی خوشخبری سنائی گئی لیکن سنے ہوئے
کلام سے ان کو اس لئے کچھ فائدہ نہ ہوا کہ وہ سننے والوں کے دلوں
میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ دیکھو عبرانیوں ۴: ۲۔

خدا کے کلام کے بےتاثیر رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ سنانے والا
ایمان اور یقین اور امید اور روح القدس کی قدرت سے نہیں سناتا
اگر انجیل کا منادی صرف لفظی طور سے یا صرف مزدوری کی مانند یا ناامیدی
اور کم اعتقادی سے سنا دے تو کلام کی تاثیر نہ ہوگی۔ اگر انجیل کا مناد
مکاری کی چال چلتا ہو یا خدا کے کلام میں ملاوٹ کرتا ہو یا چالاک
سوداگر کی مانند بیچے تو بیشک انجیل کی تعلیم بےتاثیر ہوگی۔

خدا کے کلام کے تاثیر بخش نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے
کہ شیطان انجیل کے بیج کو دل میں جڑ پکڑنے نہیں دیتا بلکہ جس طرح
کوا اس بیج کو جو بویا گیا جھٹ چگ لیتا ہے اسی طرح شیطان اور اسکے
ساتھی شیاطین پاک کلام کی تعلیم کو دل کی زمین میں جڑ پکڑنے نہیں دیتے۔
پھر جس طرح سنے کہ وہ بیج جو کانٹوں اور جھاڑیوں میں گرے وہ جھاڑیاں
بڑھ کر اس بیج کو دبا لیتی ہیں اور اسکے پھل کو پکنے نہیں دیتی ہیں ایسے
ہی دنیا کی فکریں اور جنجال اور دولت کا فریب اور انسانوں کا خوف
اور عزت کی خواہشیں اور ذات پات کی پابندی وغیرہ باتیں خدا کے
کلام کی باتوں کو دبا دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ تعلیم بےتاثیر اور بےپھل
رہ جاتی ہے۔ دیکھو متی ۱۳: ۱۸-۲۳۔

پولس رسول نے شہر کرنتھس میں ڈیڑھ برس تک انجیل کی خوشخبری
سنائی تھی مگر بہتوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا بلکہ یہ شخص اسکے

دشمنوں میں اڑ آیا تھا۔ سو پولس اُن کی بےایمانی اور انجیل کے
بےتاثیر ہونے کی وجہ یہ بتلاتا ہے کہ "مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو
نہیں بھیجا بلکہ خوشخبری سنانے کو۔ اور وہ بھی کلام کی حکمت سے
نہیں تاکہ مسیح کی صلیب بےتاثیر نہ ہو۔ کیونکہ صلیب کا پیغام ہلاک
ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے۔ مگر ہم نجات پانے والوں کے
نزدیک خدا کی قدرت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ میں حکیموں کی حکمت کو
نیست اور عقلمندوں کی عقل کو رد کرونگا۔ کہاں کا حکیم؟ کہاں کا فقیہ؟
کہاں کا اس جہان کا بحث کرنے والا؟ کیا خدا نے دنیا کی حکمت کو
بیوقوفی نہیں ٹھہرایا؟ اس لئے کہ جب خدا کی حکمت کے مطابق دنیا
نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ جانا تو خدا کو یہ پسند آیا کہ اس منادی کی
بیوقوفی کے وسیلے سے ایمان لانے والوں کو نجات دے۔ چنانچہ
یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں۔ مگر ہم
اس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر
اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ لیکن جو بلائے ہوئے ہیں۔
یہودی ہوں یا یونانی اُن کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا
کی حکمت ہے"۔ (۱ کرنتھیوں ۱: ۱۷-۲۴)۔ پھر وہ کہتا ہے کہ "اگر
ہماری خوشخبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونے والوں ہی کے لئے پڑا
ہے۔ یعنے اُن بےایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اس جہان کے
خدا نے اندھا کر دیا ہے۔ تاکہ مسیح جو خدا کی صورت ہے۔ اُس کے
جلال کی خوشخبری کی روشنی اُن پر نہ پڑے۔ کیونکہ ہم اپنی نہیں بلکہ
مسیح یسوع کی منادی کرتے ہیں کہ وہ خداوند ہے"۔ دیکھو ۲ کرنتھیوں ۴: ۳-۵

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کلام کی تاثیر کچھ تو ہے۔ مگر صرف غریبوں اور کمینوں اور حقیروں ہی میں ہے۔ تو پولس اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ "اے بھائیو اپنے بلائے جانے پر تو نگاہ کرو کہ جسم کے لحاظ سے بہت سے حکیم۔ بہت سے اختیار والے۔ بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے۔ بلکہ خدا نے دنیا کے بے وقوفوں کو چن لیا کہ حکیموں کو شرمندہ کرے۔ اور خدا نے دنیا کے کمزوروں کو چن لیا کہ زورآوروں کو شرمندہ کرے۔ اور خدا نے دنیا کے کمینوں اور حقیروں کو۔ بلکہ بے وجودوں کو چن لیا کہ موجودوں کو نیست کرے۔ تاکہ کوئی بشر خدا کے سامنے فخر نہ کرے۔ لیکن تم اس کی طرف سے مسیح یسوع میں ہو جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت ٹھہرا۔ یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی۔ تاکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کہ جو فخر کرے وہ خداوند پر فخر کرے۔" ۱ کرنتھیوں ۱: ۲۶-۳۱ و یرمیاہ ۹: ۲۴۔

۳- کسی کا مسیحی ہونے کے سبب سے اپنی قوم والوں کے ہاتھوں سے دکھ پا کر صبر اور خوشی سے ان کی برداشت کر لینا اس کے ایمان کی سچائی اور پختگی کی مہر ہے (دیکھو آیت ۱۴)۔ بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ مصیبتیں خدا کے غضب کی نشانیاں ہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ برعکس اس کے اگر کوئی مسیح کے نام اور اس کے حکموں کے ماننے کے سبب ستایا جاتا ہے اور وہ صبر سے دکھ سہے تو وہ شخص خدا کے حضور میں مبارک سمجھا جاتا ہے جیسے کہ مسیح نے خود فرمایا "مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔ جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کرینگے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بری باتیں

تمہاری نسبت ناحق کہینگے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔" (دیکھو متی ۵: ۱۰-۱۲) رسولوں کے اعمال کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ یروشلیم کے یہودیوں کے سرداروں نے مسیح کے رسولوں کو پکڑ کر پٹوایا اور یہ حکم دیکر چھوڑ دیا کہ یسوع کا نام لے کر بات نہ کرنا۔ پس وہ عدالت سے اس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اس نام کے واسطے بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔ اور وہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز سکھانے اور اس بات کی خوشخبری دینے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے۔" (اعمال ۵: ۴۰-۴۲)۔ کاش کہ جس وقت ہندوستان کے سردار اور نواب اور زمیندار وغیرہ مسیح کے خادموں اور پیروؤں کو ستائیں تو وے بھی خوش ہو کر صبر کریں اور اس بات کی خوشخبری دینے سے کہ خداوند یسوع مسیح گناہ سے اور آنے والے غضب سے بچانے والا ہے باز نہ آئیں۔

۴- خدا ہر قوم اور ہر گروہ اور ہر خاندان کی روشنی اور علمیت اور دولت اور خوبی اور خوشحالی اور پست حالی کا لحاظ کر کے اس کے مطابق عدالت کرتا ہے (دیکھو آیات ۱۵ و ۱۶)۔ جس قوم کو زیادہ برکتیں دی گئی ہیں اس سے زیادہ طلب کیا جائیگا۔ اس قوم سے جسکو انجیل کی خوشخبری بہتوں یا صدیوں سے سنائی گئی ہے اس قوم کی بہ نسبت جسکو یہ خوشخبری نہیں پہنچی یا صرف تھوڑے دنوں سے پہنچی زیادہ مانگا جاویگا۔ مثلاً خدا نے یہودی قوم یعنی بنی اسرائیل کو بے شمار برکتیں بخشیں تھیں جیسے کہ لکھا ہے کہ "وے اسرائیلی

ہیں اور بے پالک ہونے کا حق اور جلال اور عہد اور شریعت اور عبادت
اور وعدے انہیں کے ہیں۔ اور قوم کے بزرگ انہیں کے ہوئے ہیں۔
اور جسم کے رو سے مسیح بھی انہیں میں سے ہوا .... پس یہودی کو کیا
فوقیت ہے اور ختنہ سے کیا فائدہ ہے؟ ہر طرح سے بہت خاص کر
یہ کہ خدا کا کلام اُن کے سپرد ہوا" (رومی ۹: ۴و۵ و ۳: ۱و۲)۔
اگرچہ یہودی قوم نے خدا کی طرف سے اتنی برکتیں پائی تھیں تو بھی
انہوں نے پشت در پشت خدا کے بھیجے ہوئے نبیوں کو ستایا تھا
اور کتنوں کو مار ڈالا تھا اور آخر کو خدا کے پیارے بیٹے کے جان کے
در پے ہوئے۔ اس لئے مسیح نے اُنکی برگشتگی کی پیشینگوئی کی جسکی
وجہ بھی بتلائی۔ جیسا کہ لکھا ہے "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس
ہے کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ
کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادوں کے زمانے میں ہوتے
تو نبیوں کے خون میں اُنکے شریک نہ ہوتے۔ اس طرح تم اپنی نسبت
گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہیں۔ غرض اپنے
باپ دادوں کا پیمانہ بھر دو۔ اے سانپو۔ اے افعی کے بچو۔ تم جہنم
کی سزا سے کیونکر بچو گے۔ اس لئے دیکھو۔ میں نبیوں اور داناؤں اور
فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اُن میں سے بعض کو قتل کرو گے
اور صلیب پر چڑھاؤ گے۔ اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے
مارو گے اور شہر بشہر ستاتے پھرو گے۔ تاکہ سب راستبازوں کا خون
جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔ راستباز ہابل کے خون سے لیکر برکیاہ
کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربانگاہ کے

درمیان قتل کیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب اس زمانے کے
لوگوں پر آئیگا۔ اے یروشلیم۔ اے یروشلیم۔ تو جو نبیوں کو قتل کرتی
ہے۔ اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کرتی ہے۔ کتنی ہی بار
میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی
طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کروں۔ مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا
گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں
کہ اب سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہو گے کہ مبارک
ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" متی ۲۳: ۲۹-۳۹ +
بے شک خدا رحیم اور مہربان ہے۔ وہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا
بلکہ یہ چاہتا ہے کہ بنی آدم اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اس کی طرف
پھریں اور اُس کے حکموں کو عمل میں لاویں۔ مگر جو انسان یا جو قوم
اس سے برگشتہ ہوکر اس کے حکموں کا کچھ خیال نہ کرے تو آخر کو وہ
اُس انسان یا اُس قوم کو چھوڑ دیگا اور پھر اُس کا غضب آویگا۔
جیسا کہ یہودی قوم پر اُس کا غضب پلوس کے زمانے سے اب تک نازل
ہوا ہے۔ وے سب ملکوں میں آوارہ اور پراگندہ ہو کر ستائے گئے
اور اب تک تمام دنیا میں آوارہ پھرتے ہیں۔ کس لئے؟ اس لئے کہ
انہوں نے مسیح کو اپنا بادشاہ اور بچانے والا نہیں مانا۔ بلکہ ایک خونی
اور ڈاکو برابا کو اُس سے بہتر جان کر مانگ لیا۔ خدا کے کلام میں لکھا
ہے کہ وہ دن آنے والا ہے کہ جب یہودی قوم اپنے گناہ سے رو
رو کر توبہ کرے گی۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کب ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے
کہ مسیح کے پھر آنے وقت بنی اسرائیل اپنے گناہ کو مانینگے جیسا کہ لکھا ہے

" دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے۔ اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھیگی۔ اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھیں گے۔ اور زمین پر کے سارے قبیلے اُس کے سبب سے چھاتی پیٹیں گے۔ مکاشفہ ۱:۷ و زکریاہ ۱۲:۱۰۔

۵۔ پولس رسول کا خداوند یسوع مسیح کی طرف توبہ اور ایمان کرنا بنی اسرائیل کے مسیح کی طرف پھرنے کی پیش نشانی ہے۔ اس نے جوانی میں جس وقت وہ یہودی تھا مسیح کے شاگردوں سے یہ بات سنی کہ یسوع ناصری زندہ خدا کا بیٹا اور گنہگار انسان کا بچانے والا ہے تو اس بات کو کفر سمجھ کر مسیح کے شاگردوں کی جان لینے کے درپے ہوا۔ "جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اس کے گردا گرد آ چمکا۔ اور وہ زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی کہ اے ساؤل اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ اُس نے پوچھا کہ اے خداوند تو کون ہے؟ اُس نے کہا۔ میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ مگر اُٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہئے وہ تجھ سے کہا جائیگا۔ جو آدمی اُس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے۔ کیونکہ آواز تو سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ اور ساؤل زمین پر سے اُٹھا۔ لیکن جب آنکھیں کھولیں تو اُس کو کچھ نہ دکھائی دیا۔ اور لوگ اُس کا ہاتھ پکڑ کے دمشق میں لے گئے۔ اور وہ تین دن تک نہ دیکھ سکا اور نہ کھایا نہ پیا۔" (اعمال ۹: ۳-۹)۔ وہ اُن تین دنوں میں روزہ رکھ کر دعا مانگتا رہا۔ (اعمال ۹: ۱۱)۔ آخر کو اس کی آنکھوں سے چھلکے سے گرے اور وہ بینا ہو گیا اور اُٹھ کر بپتسمہ لیا۔ اور وہ کئی دن اُن شاگردوں کے ساتھ رہے

جو دمشق میں تھے اور عبادت خانوں میں یسوع کی منادی کرنے لگا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور سب سننے والے حیران ہو کر کہنے لگے کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جو یروشلیم میں اس نام کے لینے والوں کو تباہ کرتا تھا۔ اور یہاں بھی اس لئے آیا تھا کہ ان کو باندھ کے سردار کاہنوں کے پاس لے جاوے۔ لیکن پولس کو اور بھی قوت حاصل ہوتی گئی۔ اور اس نے اس بات کو ثابت کیا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور دمشق کے رہنے والے یہودیوں کو حیرت دلاتا رہا۔ (اعمال ۹: ۱۰-۲۲)۔ خدا کے کلام کے بہت سے مفسر اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ جیسے پولس مسیح کے جلال کو دیکھنے سے اپنے گناہوں سے قائل ہو کر اُس کا شاگرد ہوا۔ اسی طرح اس کے نمونہ پر یہودی قوم مسیح کی دوسری آمد کے جلال کے وقت اُس کو خدا کا بیٹا اور گناہ سے بچانے والا پہچان کر توبہ کے ساتھ اس کی طرف پھر کے اس کے شاگرد بنینگے۔ مسیح کی آمد پر بنی اسرائیل بحال کئے جاوینگے۔ اور ان کی بحالی کے سبب سے دنیا کی قوموں پر برکت نازل ہوگی۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "پس میں کہتا ہوں کہ کیا انہوں نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ گر پڑیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی لغزش سے غیر قوموں کو نجات ملی تاکہ انہیں غیرت آئے پس جب انکی لغزش دنیا کے لئے دولت کا باعث اور انکا گھٹنا غیر قوموں کے لئے دولت کا باعث ہوا۔ تو انکا بھرپور ہونا ضرور دولت کا باعث ہوگا۔ میں یہ باتیں تم غیر قوموں سے کہتا ہوں۔ چونکہ میں غیر قوموں کا رسول ہوں اس لئے اپنی خدمت کی بڑائی کرتا ہوں۔ تاکہ کسی طرح سے اپنے قوم والوں کو غیرت دلا کر ان میں سے بعض کو نجات دلاؤں۔ کیونکہ جب انکا خارج ہو جانا دنیا کے آ ملنے کا باعث ہوا تو کیا اُن کا مقبول ہونا مردوں میں سے جی اُٹھنے کے برابر

نہ ہوگا؟ ...... اے بھائیو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھ
لو۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا
ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں
وہ ایسا ہی رہیگا۔ اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا۔ چنانچہ
لکھا ہے کہ چھڑانے والا صیون سے نکلیگا۔ اور بے دینی کو یعقوب سے
دفع کریگا۔ اور اُنکے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا۔ جبکہ میں اُنکے گناہوں کو
دور کردونگا۔ انجیل کے اعتبار سے تو وہ تمہاری خاطر دشمن ہیں۔ لیکن
برگزیدگی کے اعتبار سے باپ دادوں کی خاطر پیارے ہیں۔ اس لئے کہ
خدا کی نعمتیں اور بلاوا بے تبدیل ہے۔ کیونکہ جس طرح تم پہلے خدا کے
نافرمان تھے۔ مگر اب اُنکی نافرمانی کے سبب تم پر رحم ہوا۔ اسی طرح
اب یہ بھی نافرمان ہوئے تاکہ تم پر رحم ہونے کے باعث اب اُن پر بھی رحم ہو
اس لئے کہ خدا نے سب کو نافرمانی میں گرفتار رہنے دیا۔ تاکہ سب پر
رحم فرمائے۔ واہ خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے۔ اُسکے
فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں
خدا کی عقل کو کس نے جانا؟ یا کون اُس کا صلاح کار ہوا؟ یا کس نے
پہلے اُسے کچھ دیا ہے جس کا بدلا اُسے دیا جائے؟ کیونکہ اُسی کی طرف
سے اور اسی کے وسیلے سے اور اسی کے لئے ساری چیزیں ہیں۔ اُسکی
تمجید ابد تک ہوتی رہے۔ آمین" رومی ۱۱: ۱۱-۱۵ و ۲۵-۳۶ +

اگر کوئی پوچھے کہ پولس مسیح کی دوسری آمد کیوں چاہتا تھا تو اس
کا ایک جواب یہ ہے کہ اس وقت اُس کے ہم قوم اور پیارے ہم وطن
بنی اسرائیل مسیح کو گناہ سے اپنا بچانے والا اور بادشاہ مانیں گے۔

جس پر انہوں نے کفر کا الزام لگا کر کہا کہ اُس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا
کہا ہے۔ اور اس کے سبب سے اُسکو صلیب پر چڑھوا دیا اور جان سے مروا
ڈالا۔ اُس کے آسمان سے اُترنے وقت وے توبہ کرینگے اور دیکھینگے کہ ہائے
ہائے ہم نے اپنے بچانے والے اور بادشاہ کو صلیب دی۔ یہ لکھا ہے
کہ پیلاطس اُس کے چھوڑ دینے میں کوشش کرنے لگا۔ مگر یہودیوں نے چلا کر
کہا۔ اگر تو اس کو چھوڑ دیتا ہے تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ جو کوئی اپنے آپکو
بادشاہ بتاتا ہے وہ قیصر کا مخالف ہے۔ پیلاطس یہ باتیں سنکر یسوع کو باہر
لایا اور اُس جگہ جو چبوترہ اور عبرانی میں گبتا کہلاتی ہے تخت عدالت پر بیٹھا
یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا۔ پھر اُس نے یہودیوں
سے کہا۔ دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ۔ پس وہ چلائے کہ۔ لیجا اُسے صلیب
دے۔ پیلاطس نے اُن سے کہا۔ کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں؟
سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔ اس
پر اُس نے اُس کو اُن کے حوالہ کیا تاکہ صلیب دیا جائے۔ پس وہ
یسوع کو لے گئے۔ اور وہ اپنی صلیب آپ اُٹھائے ہوئے اُس جگہ تک
باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔ وہاں
انہوں نے اُس کو اور اس کے ساتھ دو اور شخصوں کو صلیب دی۔ ایک کو
ادھر ایک کو ادھر۔ اور یسوع کو بیچ میں۔ اور پیلاطس نے ایک کتابہ لکھ کر
صلیب پر لگا دیا۔ اُس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ
اس کتابہ کو بہت سے یہودیوں نے پڑھا۔ اس لئے کہ وہ مقام جہاں یسوع
صلیب دیا گیا تھا شہر کے نزدیک تھا۔ اور وہ عبرانی اور لاطینی اور یونانی میں لکھا
ہوا تھا۔ پس یہودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلاطس سے کہا کہ یہودیوں کا

بادشاہ نہ لکھ۔ بلکہ یہ کہ اُس نے کہا۔ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں۔ پیلاطس
نے جواب دیا کہ میں نے جو لکھ دیا وہ لکھ دیا۔" (یوحنا ۱۹: ۲۱-۲۲) مسیح
کے آنے کے وقت یہودی قوم کے لوگ ان سب باتوں کو یاد کر کے روئیں گے
اور آنسو بہا بہا کر یسوع کو جسے انہوں نے صلیب دلوائی سجدہ کرینگے
اور یوں گناہوں کی معافی پا کر بحالی حاصل کرینگے۔ اُنکی بحالی سے دنیا کی
تمام قوموں کو برکت ملیگی۔ غرض پولُس کتنی ہی وجوہات سے مسیح کی
دوسری آمد چاہتا تھا۔ مگر اُن میں خاص وجہ یہ تھی کہ وہ جانتا تھا کہ اُس کے
آنے کے وقت میری قوم کے لوگ جو یہودی ہیں اپنے گناہوں سے توبہ کر کے
بحالی حاصل کرینگے۔ اور اُن کی بحالی ساری قوموں کی برکت کا باعث
ہوگی۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آوے کیونکہ جب تک مسیح پھر نہ آوے
دنیا کا حال ایسا ہی بگڑا رہیگا۔ جیسا لکھا ہے کہ "تم لڑائیاں اور لڑائیوں
کی افواہ سنو گے۔ خبردار۔ گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور
ہے۔ لیکن اُسوقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت
چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑینگے اور بھونچال آئینگے۔ لیکن یہ سب
باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اُس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے
کے لئے پکڑوائینگے اور تمہیں قتل کرینگے اور میرے نام کے سبب ساری
قومیں تم سے عداوت رکھینگی۔ اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائینگے اور
ایک دوسرے کو پکڑوائینگے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔
اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کرینگے۔
اور بے دینی کے بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی۔
مگر جو آخر تک برداشت کریگا وہ نجات پائیگا۔ اور بادشاہت کی اس

خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی
ہو۔ اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔" (متی ۲۴: ۶-۱۴ و رومی ۸: ۱۸-۲۴)
یعنی مسیح آوے گا اور اس زمانے کو ختم کرے گا اور نیا اور راستی کا اور
خوشی کا زندگی بخش زمانہ شروع کریگا۔
۶- کسی ملک میں یا کسی قوم کو انجیل کی خوشخبری سنانے سے مسیح کے
خادموں کو منع کرنا خدا کے حکم کے خلاف ہے۔ اور منع کرنے والوں پر
کسی نہ کسی وقت کسی طرح سے خدا کا غضب نازل ہوگا۔ یہودی قوم والوں
نے پولُس اور اُس کے ہم خدمتوں کو منع کیا تھا کہ تم یونانیوں اور
رومیوں اور دوسری قوم والوں کو یسوع مسیح کے مُردوں میں سے زندہ
نکلنے اور آسمان پر چڑھ جانے اور اس کے پھر آنے کی منادی مت کرو۔
اور اگر نہیں مانو گے تو ہم تمہیں سزا دلوائینگے۔ اُنہوں نے نہ صرف تھسلنیکا
ہی کے لوگوں کو انجیل سنانے سے منع کیا تھا بلکہ اِس سے پہلے اُنہوں نے
مسیح کے رسولوں یعنے پطرس اور یوحنا کو منع کیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔
"جب اُنہوں نے پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی۔ اور معلوم کیا کہ یہ اَن پڑھ
اور ناواقف آدمی ہیں۔ تو تعجب کیا۔ پھر اُنہیں پہچانا کہ یہ یسوع کے
ساتھ رہے ہیں۔ پس اُنہیں بلا کر تاکید کی کہ یسوع کا نام لیکر ہرگز
بات نہ کرنا اور نہ تعلیم دینا۔ مگر پطرس اور یوحنا نے جواب میں اُن سے
کہا کہ تم ہی انصاف کرو۔ آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم
خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سنیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے
دیکھا اور سنا ہے وہ نہ کہیں۔" (اعمال ۴: ۱۳-۲۰) پولُس رسول
صاف کہتا ہے کہ یہودی قوم پر خدا کے غضب کے آ جانے کی ایک وجہ

یہ ہے کہ انہوں نے انجیل کی خوشخبری سنانے سے منع کیا تھا۔
کیا اس سے یہ نتیجہ صاف نہیں نکلتا ہے کہ اگر کسی شہر کا حاکم یا کسی قوم
کا سردار یا کسی گاؤں کا زمیندار یا کسی ملک کا بادشاہ اپنی عملداری
میں انجیل سنانے کے لئے منع کرے تو کوئی نہ کوئی وقت اور کسی نہ کسی
طرح سے اُس پر یا اُس کے خاندان یا قوم یا نسل پر الہیٰ غضب آپڑیگا
اس بات کی نظیر یہ ہے کہ مسیح کی پیدائش کے وقت یروشلیم کے حاکم
ہیرودیس نے اس غرض سے کہ مسیح کو بچپن ہی میں مروا دے یہ سخت
حکم دیا کہ جس گاؤں میں مسیح پیدا ہوا یعنی بیت لحم گاؤں کے
جتنے بچے دو دو برس کے یا اُس سے چھوٹے ہوویں سب قتل کئے جاویں۔ اس
کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہیرودیس اور اس کے خاندان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔
دوسرے ہیرودیس بادشاہ نے مسیح کے رسولوں کو انجیل کی منادی
کرنے سے منع کیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس وقت ہیرودیس بادشاہ
نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا۔ اور یوحنا کے
بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا۔ جب دیکھا کہ یہ بات یہودیوں کو پسند
آئی تو پطرس کو بھی گرفتار کر لیا۔ آخر کو خدا کا غضب ہیرودیس پر نازل ہوا
کیونکہ لکھا ہے کہ وہ ایک دن مقرر کرکے اور شاہانہ پوشاک پہن کر تخت عدالت
پر بیٹھا اور لوگوں سے کلام کرنے لگا۔ لوگ پکار اٹھے کہ یہ تو خدا کی آواز
ہے نہ انسان کی۔ اسی دم خدا کے فرشتے نے اُسے مارا اس لئے
کہ اُس نے خدا کی تمجید نہ کی۔ اور وہ کیڑے پڑ کے مر گیا۔ مگر
خدا کا کلام ترقی کرتا اور پھیلتا گیا۔ دیکھو اعمال ۱۲: ۱-۲۴
ان دونوں کے بادشاہ اور امیر اور زمیندار اور حاکم جس قدر ہوں

وہ سب ایک شخص بنام گملیئیل فریسی کی صلاح اور آگاہی کو کیوں نہ مان
لیں جس کا بیان اس طرح سے ہے کہ جب یہودی حاکم مسیح کے کتنے
پیروں کو سزا دلوانے کو تھے تو گملیئیل نے جو موسوی شریعت کا معلم اور سب
لوگوں میں عزت دار تھا انکو سمجھا کر یوں آگاہ کیا کہ اے اسرائیلیو ان
لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا چاہتے ہو بڑی ہوشیاری سے کرنا۔ میں
تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو
کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر یا کام
اگر آدمیوں کی طرف سے ہو تو آپ برباد ہو جائیگا۔ لیکن اگر خدا کی
طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے۔ دیکھو اعمال ۵: ۳۳-۴۲
کسی قوم یا شہر یا گروہ میں انجیل سنانے کے لئے منع کرنا یا ایسی
مخالفت کی تائید کرنا مسیح کو ناپسند ہے۔ علاوہ اس کے جس حال میں
ہم مسیحیوں نے انجیل کی معرفت بے بیان اور بے حساب برکتیں پائی ہیں
تو کیا ہم شکر گذاری کی راہ سے یہ برکتیں اوروں کو نہ پہنچائیں؟ افسوس
صد افسوس کہ بعض مسیحی جو انجیل کے وسیلے سے غریبی۔ پست حالی اور لاعلمی
جہالت اور حقارت کی کیچڑ سے نکلکر اب خوشحال تعلیم یافتہ اور مالدار
اور عہدے دار بن گئے ہیں۔ اپنی اور اپنے باپ دادوں کی پچھلی
حالت اور پستحالی کو بھول گئے اور غریبوں۔ کمینوں اور حقیروں کو انجیل
سنانے کی کچھ فکر اور پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ ہی وے اُن
مسیحی بھائیوں کی جو ایسے لوگوں کے درمیان انجیل کی خوشخبری سنانا
چاہتے ہیں۔ ہمت افزائی یا مدد کرتے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے وے
اپنے گھروں یا دفتروں میں آرام کرسیوں پہ بیٹھ کر ان حرفیوں کی نکتہ چینی

کرتے ہیں جو ان بیچاروں کی ترقی کے لئے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ہاں بیشک انجیل پھیلانے اور نو مریدوں کی ترقی کرانے کے طریقوں پر گفتگو کرنا کہ کون سے طریقے بہتر ہیں کچھ برا نہیں ہے۔ بلکہ مناسب ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے ساتھ صلاح دینا یا مسیحی مناد کے ساتھ گفتگو کرنا یہ بالکل دوسری بات ہے۔ جو مسیحی چھوٹی قوموں میں انجیل سنانے کے طریقوں پر سوا نکتہ چینی کرنے کے اور کچھ نہیں کرتے کیا وے درحقیقت یہودیوں کی مانند انجیل سنانے کی مخالفت نہیں کرتے؟ اگر اُن طریقوں کی کہ جن کو مسیحی مناد انجیل کے سنانے اور پھیلانے میں استعمال کرتے ہیں نکتہ چینی اور مخالفت کیجائے اور کوئی دوسرا بہتر طریقہ بتلایا نہ جائے۔ یا اگر بتلایا بھی جائے تو خود کچھ کیا نہ جائے تو یہ درحقیقت منع کرنا ہے۔ کاشکہ ان دنوں میں مسیحیوں کے درمیان منادوں اور نو مریدوں کے ایسے نکتہ چین اور انجیل سنانے سے روکنے والے نہ ہوں جیسے کہ پولس کے دنوں میں تھے۔ غرض اسی سبب سے خدا کا غضب نازل ہوا اور ہونیوالا تھا۔ اے مسیحیو خبردار۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی نہ کسی طرح سے انجیل کے منادوں کی منادی کے طریقوں پر حرف گیری یا نکتہ چینی کرکے اُن کو بیدل اور کم ہمت کر دو اور یوں اُن کو انجیل سنانے سے روک دو۔ اے گاؤں کے زمیندار یا شیخ یا قوم کے سردار یا ملک کے بادشاہ خبردار اپنے حلقے یا عملداری میں مسیح کی انجیل کی خوشخبری سنانے یا پھیلانے سے منع نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کے مخالف ٹھہرو اور تم پر اور تمہارے خاندان اور قوم پر اُس کا غضب آپڑے +

سوالات جو پڑھنے والا اپنے دل سے کرے

(۱) کیا میں انجیل کو خدا کا کلام جان کر قبول کرتا ہوں۔ اور اُسے پڑھتے ہوئے خدا کی روح کی دبی ہوئی آواز سنتا ہوں؟

(۲) کیا انجیل کے پڑھتے اور سناتے یا پڑھاتے وقت روح القدس میری روح پر تاثیر کرکے یقین دلاتی ہے کہ یہ کلام انسان کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے؟

(۳) کیا جس وقت میں انجیل پڑھتا یا سنتا ہوں خدا کا روح میری معرفت پڑھنے والوں یا سننے والوں کے دلوں پر تاثیر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وے اس بات سے قائل ہو سکتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے تازہ پیغام ہے؟

(۴) کیا میں مسیحی ہونے اور مسیح کے حکموں کو ماننے کے سبب سے اپنی قوم والوں سے تکلیف پاکر بیدل ہو جاتا ہوں؟ یا خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں اگلے زمانے کے نبیوں اور رسولوں اور شہیدوں کی طرح ستائے جانے کے لائق ٹھہرا ہوں؟

(۵) کیا میں اپنے دل کو یہ خوف دلایا کرتا ہوں کہ جیسے خدا نے اپنی قدیم پیاری قوم بنی اسرائیل کو اُن کی نافرمانی کے سبب سے رد کیا۔ اسی طرح سے کہیں اس زمانے میں بھی خدا مجھے اور مسیحی کلیسیا کو بھی نافرمانی اور ناراستی کے سبب سے چھوڑ دے؟

(۶) یہودیوں نے پولس اور اُس کے ہم خدمتوں کو غیر قوموں کو انجیل سنانے سے منع کیا تھا۔ کہیں میں بھی تو مسیح کے منادوں کی حقارت کرکے

یا اپنے ہونہار بیٹوں اور بیٹیوں کو منع کرکے کہ مسیح کی خدمت میں زندگی نہ گذاریں۔ یہودیوں کا سا تو گناہ نہیں کرتا ہوں؟ کیا مجھ پر یا میرے خاندان پر اس گناہ کے سبب سے خدا کا غضب نازل ہونے کا خوف نہیں ہے؟

اے میرے دل خبردار ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ مسیح کے خادموں کی حرف گیری اور نکتہ چینی کرکے تیرا گناہ یہودیوں کا سا ہو جنہوں نے پولس اور اس کے ہم خدمتوں کو انجیل سنانے سے روکا تھا۔

دوسرا باب ۱۷-۲۰ اور تیسرا باب ۱-۱۳

(۱۷) اے بھائیو جب ہم تھوڑے عرصے کے لئے ظاہر میں نہ دل سے۔ تم سے جدا ہو گئے تو ہم نے کمال آرزو سے تمہاری صورت دیکھنے کی اور بھی زیادہ کوشش کی۔ (۱۸) اس واسطے ہم نے یعنی مجھ پولس نے ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ تمہارے پاس آنا چاہا۔ مگر شیطان نے ہمیں روکے رکھا۔ (۱۹) بھلا ہماری اُمید اور خوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع کے سامنے اس کے آنے کے وقت تم ہی نہ ہو گے؟
(۲۰) ہمارا جلال اور خوشی تم ہی تو ہو۔
(۱) اس واسطے جب ہم زیادہ برداشت نہ کرسکے تو اتھینے میں اکیلا رہ جانا منظور کیا۔ (۲) اور ہم نے تیمتھیس کو جو ہمارا بھائی اور مسیح کی خوشخبری میں خدا کا خادم ہے اس لئے بھیجا کہ وہ تمہیں مضبوط کرے۔ اور تمہارے ایمان کے بارے میں تمہیں نصیحت

کرے۔ (۳) کہ ان مصیبتوں کے سبب کوئی نہ گھبرائے۔ کیونکہ تم آپ جانتے ہو کہ ہم انہیں کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ (۴) بلکہ پہلے بھی جب ہم تمہارے پاس تھے تو تم سے کہا کرتے تھے کہ ہمیں مصیبت اٹھانی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تمہیں معلوم بھی ہے۔ (۵) اس واسطے جب میں اور زیادہ برداشت نہ کرسکا تو تمہارے ایمان کا حال دریافت کرنے کو بھیجا۔ کہیں ایسا نہ ہوا ہو کہ آزمانے والے نے تمہیں آزمایا ہو اور ہماری محنت بے فائدہ گئی ہو۔ (۶) مگر اب جو تیمتھیس نے تمہارے پاس سے ہمارے پاس آکر تمہارے ایمان اور محبت کی اور اس بات کی خوشخبری دی کہ تم ہمارا ذکر خیر ہمیشہ کرتے ہو اور ہمارے دیکھنے کے ایسے مشتاق ہو جیسے کہ ہم تمہارے (۷) اس لئے اے بھائیو ہم نے اپنی ساری احتیاج اور مصیبت میں تمہارے ایمان کے سبب سے تمہارے بارے میں تسلی پائی۔ (۸) کیونکہ اب اگر تم خداوند میں قائم ہو تو ہم زندہ ہیں (۹) تمہارے باعث اپنے خدا کے سامنے ہمیں جس قدر خوشی حاصل ہے اس کے بدلے میں کس طرح تمہاری بابت خدا کا شکر ادا کریں؟ ہم رات دن بہت ہی دعا مانگتے رہتے ہیں کہ تمہاری صورت دیکھیں اور تمہارے ایمان کی کمی پوری کریں۔
(۱۱) اب ہمارا خدا اور باپ خود اور ہمارا خداوند یسوع مسیح تمہاری طرف ہماری رہبری کرے۔ (۱۲) اور خداوند ایسا کرے کہ جس طرح ہم کو تم سے محبت ہے اسی طرح تمہاری محبت بھی۔ آپس میں اور سب آدمیوں کے ساتھ زیادہ ہو اور بڑھے۔ (۱۳) تاکہ وہ تمہارے دلوں کو ایسا مضبوط

رہے کہ جب ہمارا خداوند یسوع اپنے سب مقدسوں کے ساتھ
آئے تو وہ ہمارے خدا اور باپ کے سامنے پاکیزگی میں بے عیب
ٹھہریں +

سرنامہ

تھسلنیکیوں کو دیکھنے کے لئے رسول کا اشتیاق اور
اور انکی اچھی خبر پاکر اُس کی خوشی اور دعا۔

آیات ۱۷-۱۹ میں پولُس اپنے تھسلنیکی بھائیوں کے دیکھنے کا اشتیاق
ظاہر کرتا ہے۔ وہ اُنکو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ یہودیوں نے یہ دیکھکر کہ شہر
تھسلنیکا کے بہت لوگ پولُس کی باتیں سنکر مسیح کے پیرو ہوتے جاتے ہیں
حسد میں آکر بازاری آدمیوں میں سے کئی بدمعاشوں کو اپنے ساتھ لیا اور
بھیڑ لگاکر شہر میں فساد کرنے لگے۔ اور پولُس اور اس کے ہم خدمتوں کو
شہر کے حاکموں کے پاس کھینچ لے گئے اور اُن پر بلوہ کا الزام لگایا لیکن
حاکموں نے اُن کی ضمانت لیکر اُنہیں چھوڑ دیا۔ مگر بھائیوں نے فوراً
راتوں رات پولُس اور سیلاس کو بریہ میں بھیجدیا۔ (دیکھو اعمال
۱۷: ۵-۱۰) اس سے ظاہر ہے کہ پولُس نے خوشی سے تھسلنیکی بھائیوں
کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ لاچاری سے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے
چلا آیا تھا۔ وہ انکے ساتھ بہت رہنا چاہتا تھا مگر یہودیوں کی مخالفت
کے سبب سے اُنکو چھوڑنا پڑا۔ پھر بھی اُس کا دل اُنکے ساتھ تھا۔ وہ

رات دن اُنکو یاد کرتا اور انکے پاس پھر جانے کی تدبیریں نکالا کرتا تھا
مگر ابھی تک رُکا رہا تھا۔ وہ قریب ایک ہی برس تک شہر تھسلنیکا میں
رہا تھا مگر اتنے ہی عرصے میں اُس شہر کے کتنے ہی یہودیوں اور یونانیوں
اور رومیوں میں ایسی دوستی پیدا ہو گئی تھی کہ جیسی ایک ہی خاندان کے
بھائی بہنوں میں ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے پیشے خیمہ دوزی کے لئے یا
سوداگر کی صورت میں سوداگری کی غرض سے ایک برس تک ان کے
درمیان رہتا اور پھر دوسرے شہر کو چلا جاتا۔ تو کیا اُس کے دل میں ان
تھسلنیکیوں کے لئے اس قدر محبت پیدا ہو جاتی کہ ان دونوں میں ایک
قسم کی نئی اور روحانی برادری قایم ہوکر یہ اثر پیدا کرتی کہ وے جدائی
کی حالت میں بھی ایک دوسرے کے دیکھنے کا ایسا شوق رکھتے
جیسا کہ بھائی اور بہن رکھتے ہیں ؟ پولُس خیمہ دوز یا سوداگر بن کر تھسلنیکے
کو نہیں گیا تھا بلکہ مسیح کے وسیلے نجات پانے کی خوشخبری سنانے کی
غرض سے گیا تھا۔ مسیح کی روح نے اُس کو وہاں کے مسیحیوں کے ساتھ
ایک نئی روحانی برادری میں بلایا تھا۔ جس کے سبب سے وے ایک
دوسرے کا خیال کرتے اور آپس میں ایسی محبت رکھتے تھے جیسی کہ
ایک ہی ذات اور ایک ہی خاندان کے بھائی بہن ایک دوسرے سے
رکھتے ہیں۔ پولُس کے رشتے داروں نے اُسے مردہ اور غیر سمجھکر چھوڑ
دیا تھا۔ اس سبب سے پولُس تھسلنیکی بھائیوں سے خوش تھا کیونکہ انہوں
نے مسیح کو مانا تھا۔ شاید اُس کے رشتے داروں نے ٹھٹھے کی راہ سے یہ
کہا ہو خیر۔ پولُس تم نے یسوع مسیح کی خاطر سے اپنے گھر والوں کو ترک
کر دیا ہے۔ پر اب بتاؤ کہ اس کے بدلے میں کیا کیا پایا ؟ پولُس اُنکو

یہ جواب ہو سکتا تھا کہ بھائیو ذرا انصاف کیجئے میں نے تو آپ لوگوں
کو نہیں چھوڑا۔ میں تو اپنے رشتے داروں کو دل وجان سے پیار کرتا ہوں۔
اور رات دن ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کے لئے دعا مانگتا اور
برکتیں چاہتا ہوں۔ مگر تم نے مجھے حقیر سمجھا اور دور دور کر کے اپنے شہر اور
برادری سے نکال دیا ہے۔ میرا اس میں کیا قصور؟ آپ ہی لوگ
انصاف کیجئے کیا میں نے آپ لوگوں کو چھوڑا یا کہ آپ لوگوں نے مجھے
ترک کر دیا ہے؟ وہ ان سے یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ تم مجھ سے پوچھتے
ہو کہ میں نے مسیحی ہو کر کیا پایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے تھسلنیکے کا
شہر بہت سے بھائی بہن پائے ہیں جو دل وجان سے مجھ سے محبت
رکھتے ہیں۔ جب میں نے گلتیہ میں انجیل کی خوشخبری سنائی جس کو سنکر اور
نادان گلتیہ والوں کے بہت لوگ مسیح کے پیرو ہو گئے اور جب میں ان کے بیچ میں
رہتے ہوئے بیمار ہو گیا تو وہاں کے مسیحیوں نے اس کمزوری اور بیماری
کی حالت میں خدا کے فرشتے کی مانند میری خبر لی۔ اور اگر ہو سکتا تو
وہ اپنی آنکھیں بھی نکال کر مجھے دے دیتے۔ دیکھو گلتی ۴: ۱۴ و ۱۵)
پھر اور شہروں میں بھی جیسے کرنتھس۔ فلپی اور افسس وغیرہ میں میرا بھی بہت
یونانی اور رومی مجھے ایسا ہی پیار کرتے ہیں جیسا کہ بھائی بہن ایک دوسرے
کو کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے اپنے ذاتی اور خاندانی ایک ایک بھائی یا بہن
کے بدلے میں سو سو مسیحی بھائی بہن پائے ہیں۔ جو وعدہ مسیح نے پطرس اور
اپنے دیگر شاگردوں سے کیا وہ میرے لئے پورا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ
پطرس اس سے کہنے لگا۔ دیکھ ہم نے تو سب کچھ چھوڑ دیا اور تیرے پیچھے
ہو لئے ہیں۔ یسوع نے کہا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں

جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں یا باپ یا بچوں یا کھیتوں کو
میرے اور انجیل کے واسطے چھوڑ دیا ہو۔ اور اب اس زمانے میں سو
گنا نہ پائے۔ گھر اور بھائی اور بہنیں اور مائیں اور بچے اور کھیت۔ مگر ظلم
کے ساتھ۔ اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔ (مرقس ۱۰: ۲۹-۳۰)
وہ وعدہ ان دنوں ہندوستان میں بھی پورا ہو رہا ہے۔ اس کی کتنی
ہی مثالیں موجود ہیں۔ بزرگ ڈاکٹر کالیچرن چٹرجی صاحب کو دیکھو۔ انہوں
نے اپنی بڑی کلین برہمن ذات اور خاندان کا کچھ خیال نہ کر کے مسیح
کا اقرار کیا اور اسکی خاطر سب کو چھوڑ کر بہت برس تک پنجاب میں
اس کی خدمت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب کے ہزارہا نو مرید انکو اپنا
روحانی باپ کہتے ہیں۔ اور سیکڑوں انگریز اور امریکن ان کے جیتے جی ان کو
عزیز اور بزرگ سمجھ کر ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اور اب انکو یاد
کر کے خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ان کی رفاقت۔ محبت اور نمونے سے بہت
برکتیں ملیں اور اب تک ملی جاتی ہیں۔ بزرگ ڈاکٹر چٹرجی صاحب کے
ساتھ مسیح کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ جو کوئی اس کے اور انجیل کے واسطے اپنی ذات
برادری کو چھوڑ دے یا اس سے نکالا جائے وہ اس زمانے میں سو گنا
پائیگا۔ ہاں نہ صرف ہندوستان کے بزرگ چٹرجی صاحب ہی پولس
کے ساتھ یہ گواہی دے سکتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان اور انگلستان اور
امریکہ اور دیگر ملکوں کے ہزاروں مسیح کے خادم خوشی سے بھی گواہی
دینے کو تیار ہیں +
پولس نے ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ تھسلنیکی مسیحیوں کے پاس جانا چاہا
مگر جا نہ سکا۔ وہ اپنے نہ پہنچنے کا سبب یہ بتلاتا ہے کہ شیطان نے مجھے

روک رکھا۔ ہم ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ کس طریقے اور حیلے سے شیطان
نے اُسے تھسلنیکا میں جانے سے روکا۔ شاید جس وقت وہ وہاں جانے
پر تھا تو اس کے مخالفوں نے اُس کے یا اس کے کسی ہم خدمت کے
خلاف حاکموں کے سامنے کوئی مقدمہ دائر کر دیا ہو جس کے سبب سے
وہ اُس شہر کو نہ چھوڑ سکا ہو جس میں وہ اُس وقت تھا۔ یا اُس شہر
کرنتھس کے مسیحیوں میں کہ جہاں وہ اُس وقت تھا کوئی پھوٹ
یا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا جسکو دور کر کے میل کرانے کے لئے اسکو وہاں
رُکنا پڑا۔ یا اُسکا کوئی ہم خدمت اُس وقت سخت بیمار ہو گیا کہ جس کو وہ
اس حالت میں نہ چھوڑ سکا۔ یا وہ خود روانہ ہوتے وقت اُس بیماری
میں مبتلا ہو گیا ہو کہ جس کو وہ شیطان کا قاصد کہتا ہے۔ اور اس سبب
سے وہ نہ جا سکا ہو۔ خیر جو رکاوٹ ہو پولس اسکو شیطان کی طرف
سے بتاتا ہے۔ بے شک بہ روز مرہ کے واقعات اور باتوں میں فرق
کرنا کہ یہ بات شیطان کی طرف سے اور وہ بات خدا کی طرف سے
ہے یا کہ دونوں باتیں اتفاقیہ واقع ہوئیں بہت ہی مشکل ہے۔
کیونکہ اس قسم کے واقعات پہلے اور اب بھی مسیحی اور غیر مسیحی دونوں
طرح کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو پھر پولس کیوں کہتا ہے
کہ شیطان نے مجھے تھسلنیکا میں آنے سے روک رکھا؟ وہ کیسے جانتے
کہ یہ رکاوٹ شیطان کی طرف سے ہے یا کہ انسان کی طرف سے یا کہ
صرف اتفاقیہ ہے؟ یاد رکھنا چاہئے کہ اس دنیا میں خدا اور نبی آدم کا
سخت دشمن ہے جس کو ہم شیطان کہتے ہیں۔ اُس نے پہلے آدمی یعنے
بابا آدم کو اُسکی بی بی حوّا کے وسیلے دھوکا دیا۔ اُس نے دوسرے آدم

یعنی ابن آدم کو بھی دھوکا کھلانے کی کوشش کی۔ اُس نے بزرگ نبی ایوب
کو سخت بیمار کر کے خدا پر ایمان رکھنے سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے
تیس روپیہ کا لالچ دے کر یہوداہ اسکریوطی کو بے ایمان اور نمک حرام بنا دیا۔
اُس نے پطرس رسول کے وسیلے سے مسیح کو ورغلانا چاہا یہاں تک کہ مسیح
نے پطرس کو ملامت کر کے کہا "اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو
کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے"
شیطان نے پطرس کو ڈرا کر موت کا خوف دلایا کہ اگر مسیح مارا جائے
تو تو بھی مارا جائیگا اس لئے پطرس نے مسیح کو موت سے ڈرانا چاہا۔ شیطان
نے بار بار رومی حاکموں کو اُکسا کر اور اُنہیں غصہ دلا کر پولس کو ہلاک کروانا
چاہا۔ جب خدا نے پولس کے لئے کرنتھس شہر میں انجیل سنانے کے لئے
ایک وسیع اور کارآمد دروازہ کھول دیا تو شیطان نے فوراً کتنے مخالفوں
کو کھڑا کر دیا۔ بلکہ اُس نے کرنتھس کے مسیحیوں میں بھی پھوٹ ڈال کر مسیح
کی کلیسیا کو بگاڑنا چاہا۔ (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۰ و ۱۱ و ۲: ۱۲ و ۱۶: ۹)
سوا ان رکاوٹوں میں تمیز کرنا کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف
سے۔ بہت ہی مشکل ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ جب پولس اور اُسکے ساتھیوں نے
فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے سے گذر کر آسیہ میں انجیل کی خوشخبری سنانا
چاہا تو روح القدس نے اُنہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا سو انہوں
نے موسیہ کے قریب پہنچکر بتھنیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کی روح نے انہیں
جانے نہ دیا۔ پس وہ موسیہ سے گذر کر ترواس میں آئے (اعمال ۱۶: ۶-۸)
اس واقع سے پولس پہلے تو بہت حیران ہوا ہوگا کہ دیکھو خدا نے مجھے اپنا
رسول ہونے اور انجیل سنانے کے لئے تو بلایا اور مخصوص بھی کیا۔ مگر

اب وہ اپنی روح کے وسیلے سے مجھے آسیہ میں کلام سنانے سے روکتا ہے۔ اور جب میں نے انجیل سنانے کی غرض سے تبونیہ کے علاقہ میں جانے کی کوشش کی تو وہاں بھی خداوند کی روح نے جانے نہیں دیا۔ سو خدا کی روح کیطرف سے اُن رکاوٹوں پر غور کرکے پولس کو کس قدر حیرانی اور تعجب ہوا ہوگا۔ شاید پہلے اُس نے اِن رکاوٹوں کو شیطان کی طرف سے سمجھا ہو اور یہ خیال کیا ہو کہ انجیل سنانے سے سوا شیطان کے اور کون منع کریگا۔ لیکن سوچتے سوچتے اور اُن پر غور کرتے کرتے آخر کو اُسے یقین ہوا کہ یہ رکاوٹ شیطان کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور کہ یہ مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آسیہ میں انجیل سنانا بند کرکے یورپ میں جاکر انجیل سناؤں۔ بعض مسیحی عالم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس وقت پولس ترواس شہر میں پہنچکر اُن رکاوٹوں پر غور کر رہا تھا تو اُسی وقت مکدنیہ ملک سے جو یورپ میں ہے ایک شخص وہاں پہنچا۔ اور خدا کے عجیب انتظام سے پولس اور وہ مکدنی مسافر سرائے میں یا کسی جگہ مل گئے اور آپس میں کچھ دوستی پیدا ہوگئی۔ یورپ کے علاقے میں اب تک انجیل نہیں سنائی گئی تھی اور اسکی روحانی حالت افسوسناک تھی۔ اس کے بڑے بڑے شہروں میں جیسے تھسلنیکا۔ فلپی اور کرنتھس وغیرہ میں بڑے بڑے بت خانے تھے۔ اور اگرچہ اس زمانے میں ان شہروں میں بڑے بڑے عالم وہاں رہتے تھے پر وے بھی عام لوگوں کی طرح سخت بت پرستی میں گرفتار ہو گئے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "خدا کا غضب اُن آدمیوں کی تمام بے دینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اُس کو اُن

پر ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اس کی ان دیکھی صفتیں یعنی اُسکی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ عذر باقی نہیں۔ اس لئے کہ اگرچہ اُنہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اُس کی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور اُن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپ کو دانا جتاکر بیوقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا" رومی ۱:۱۸-۲۳۔

کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اس مکدنی مسافر نے پولس سے اپنے ملک کی بت پرستی اور خرابی کا چرچا کیا ہو۔ اور پولس نے اس پر سوچکے اور دعا کرکے وہ رویا دیکھی جس کا بیان یوں لکھا ہے کہ "پولس نے رات کو رویا میں دیکھا کہ ایک مکدنی آدمی کھڑا ہوا اُس کی منت کرکے کہتا ہے کہ پار اُتر کر مکدنیہ میں آ۔ اور ہماری مدد کر۔ اُس کے رویا دیکھتے ہی ہمنے فوراً مکدنیہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ ہم اس سے یہ سمجھے کہ خدا نے انہیں خوشخبری دینے کے لئے ہم کو بلایا ہے۔ پس ترواس سے جہاز پر روانہ ہوکر ہم سیدھے سمتراکے میں اور دوسرے دن نیاپلس میں آئے۔ اور وہاں سے فلپی میں پہنچے جو مکدنیہ کا شہر اور اس قسمت کا صدر اور رومیوں کی بستی ہے۔ اور ہم چند روز اُس شہر میں رہے" (اعمال ۱۶: ۹-۱۲) اسی شہر فلپی میں پولس نے انجیل سنائی اور یوں یورپ میں مسیح کی پہلی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس کل ماجرے سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ مسیحی منادی یا خادم کو انجیل سنانے میں جو رکاوٹیں پیش آئیں اُن میں

فرق کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ان میں سے بعض خدا کی طرف سے ہیں جن
میں روح کی دبی ہوئی آواز پائی جاتی ہے۔ اس کو سنا چاہیئے کہ وہ ہم کو
کیا سکھانا چاہتا ہے۔ بعض رکاوٹیں بے شک شیطان کی طرف سے ہیں۔
پولُس جن رکاوٹوں سے تھسلنیکے جانے سے رکا رہا ان کو اس نے شیطان
کی طرف سے پہچانا۔ اور جن رکاوٹوں سے آسیہ میں انجیل سنانے سے
رکا ان کو اُس نے الٰہی سمجھا۔ کاش کہ ان دنوں میں بھی مسیح کے خادم پہچان
سکیں کہ انجیل کے سنانے میں کون سی رکاوٹیں خدا کی طرف سے ہیں
اور کون سی شیطان کی طرف سے۔ خدا کا خادم سب رکاوٹوں پر غور کرکے
اور دعا کرکے ان میں فرق کرے۔ اگرچہ شیطان نے کسی تدبیر اور حیلے سے پولُس
کو تھسلنیکے جانے سے روک رکھا تھا مگر پھر بھی وہ بے دل نہیں ہوا۔ جب
اُسکا جانا رک گیا تو اُس نے اپنے ہم خدمت تیمتھیس کو تھسلنیکیوں کے
پاس بھیجا تاکہ وہ ان کو تقویت اور تسلی دیوے۔ اور خاص کر وہ اُن کو
یہ سمجھا دے کہ جو مصیبتیں مسیحیوں پر مسیحی ہونے کے سبب سے آویں اُن سے
وہ نہ گھبرائیں۔ یہ جان کر کہ یہ مصیبتیں اتفاقی نہیں ہیں بلکہ ہمارے ایمان کو جانچنے
اور مضبوط کرنے کے لئے یا ہمارے اور اُن کے ہمیشہ کے فائدے کے لئے
آئی ہیں۔ پولُس کو شاید یہ خوف ہوا ہوگا کہ تھسلنیکی نو مرید مسیحی ستائے جانے
کے سبب سے ایمان چھوڑ بیٹھیں گے۔ شاید شیطان ان مصیبتوں کے وسیلے
اُن کی آزمائش کرکے انہیں گرا دے یوں اُس کی محنت بے فائدہ ہو لیکن
شیطان کے سارے منصوبے باطل نکلے۔ اُس نے انہیں آزما کے گرانا تو
چاہا مگر اُس کی ساری تدبیریں بے کار گئیں اور تھسلنیکی مسیحی دکھوں میں
ثابت قدم رہے۔ اُنھوں نے مسیح کا نام لینا اور اس کی تعریف کرنا نہیں

چھوڑا۔ اُنھوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی اگرچہ رشتہ داروں اور دوستوں اور
حاکموں نے بھی انہیں برا بھلا کہا۔ یہ سب خبریں تیمتھیس کی زبانی سنکر
پولُس کا دل خوشی سے بھر گیا (دیکھو آیت ۶) مذکورہ بالا خبر کے علاوہ۔ تیمتھیس یہ
خبر بھی لایا تھا کہ تھسلنیکی مسیحی پولُس کو یاد کیا کرتے ہیں جس سے اُسکا دل اور
زیادہ خوشی سے بھر گیا تھا۔ وے اُسے بہت پیار کرتے تھے اس لئے اُسکو دیکھنے
کے بہت مشتاق تھے۔ اور اگرچہ انھوں نے بہت دنوں سے اُسے نہیں دیکھا تھا
پھر بھی اُنکی محبت اُن کی طرف ٹھنڈی نہیں پڑی تھی۔ شاید شیطان نے اُن
نو مریدوں کے دلوں کو پولُس کی طرف سے بگاڑنے کی کوشش کی ہوگی۔
اُس نے اُن سے کہا ہوگا کہ دیکھو پولُس تمہارا کچھ خیال نہیں کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا
تو وہ تمہارے دکھ مصیبتوں کا حال سنکر فوراً تمہارے پاس آتا مگر اب تک
نہیں آیا۔ اُسکی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ نہیں کہ وہ تمہاری خاطر سفر کے خطروں اور
مصیبتوں کو برداشت کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو وجہ یا سبب اُس نے اپنے نہ آنیکی
بتائی ہے وہ جھوٹا ہے۔ پس اسی طرح شیطان نے اپنے حیلوں سے تھسلنیکے
کے نو مرید مسیحیوں کے دلوں میں پولُس کی طرف سے شک شبہہ اور بگاڑ پیدا
کرنا چاہا۔ مگر انھوں نے پولُس کی محبت اور سچائی کے برخلاف تہمت اور چغلی
کی باتیں نہیں سنیں۔ اور تیمتھیس کی معرفت اپنی محبت کی باتیں کہلا بھیجیں
جن کو سنکر پولُس کو پوری خوشی اور تسلی ملی۔ پولُس روپیہ یا رتبہ یا ناموری
اور عزت کے لئے محنت نہیں کرتا تھا۔ وہ مسیح کی کلیسیا کو اپنا خاندان سمجھتا اور
اُسکے ہر ایک شریک کو بہت پیار کرتا۔ اور خدا کی پہچان میں اور ہر ایک نیک
بات میں اُن کی ترقی اور بھلائی اس طرح چاہتا تھا جس طرح سے کہ خدا پرست
باپ اپنے گھرانے کی بہتری چاہتا ہے۔ اور جیسا کہ باپ کے لئے اُسکے

بیٹے بیٹیوں کی عزت سے تاج بنتا ہے سو پولس نے بھی تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کو اپنا تاج اور جلال سمجھا۔ اس لئے وہ کہتا ہے "بھلا ہماری امید اور خوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع کے سامنے اسکے آنے کے وقت تم ہی نہ ہوگے؟ ہمارا جلال اور خوشی تم ہی تو ہو" اگرچہ پولس نے تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کو ایسا پیار کیا جیسا کہ باپ اپنے بیٹے بیٹیوں کو پیار کرتا ہے۔ تو بھی انکے ایمان میں جو کسر اور کمی تھی اس سے وہ لاپرواہ نہیں تھا بلکہ اس کے دور کرنے کی فکر میں رہا۔ وہ اسی لئے انکے پاس جانا چاہتا تھا کہ انکے ایمان کو مضبوط کرے۔ اور جو کمی انکے ایمان میں ہو اسکو پورا کرے جیسا کہ دسویں آیت سے ظاہر ہے۔ خالص محبت کی ٹھیک پہچان یہ ہے کہ جس کو ہم سچ مچ پیار کرتے ہیں تو اگر اس میں کوئی نقص یا کمزوری یا عیب یا کسی قسم کی کمی ہو تو اسکو دور کرنے کے لئے ہم کو بہت فکر ہوگی۔ کسی بھائی کا نقص یا کمزوری ڈاکٹر کی سی آنکھ سے دیکھنا چاہئے تاکہ وہ بھائی چنگا کیا جائے۔ یہی محبت کا نشان ہے بے شک داغ کو صاف کرنا مشکل کام ہے۔ مثلاً جس پانی سے پاؤں کے داغ کو صاف کرنے کا ارادہ ہے اگر وہ پانی کھولتا ہوا ہو تو پاؤں جل جائیگا۔ یا اگر وہ پانی برف کا ہو تو پاؤں ٹھنڈا ہو جائیگا اور یوں داغ اور زیادہ خراب ہو جائیگا۔ اور وہ بیمار اس حکیم کو کہ جسنے اس کے ساتھ ایسا کیا اپنا دشمن اور بیوقوف آدمی بیان کر کے پھر کبھی اس سے بات بھی نہ کریگا۔ اسی طرح اگر کوئی باپ یا بڑا بھائی یا استاد یا پاسبان اپنے بیٹے یا بھائی یا شاگرد سے غصہ ہو کر اسے نصیحت یا ملامت کرے تو بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔

اگر یہ پوچھا جائے کہ پولس تھسلنیکے کے مسیحیوں کی کونسی کمی کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اسکا جواب ۱۰-۱۵- آیات میں پایا جاتا ہے۔ دسویں آیت میں وہ ان کے ایمان کی طرف اور بارھویں میں انکی محبت کی کمی اور پاکیزگی میں کچھ نقص کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وے ابتک نو مرید تھے۔ اور روحانی باتوں میں ابتک بچے تھے۔ وے مسیح کے نئے شاگرد تھے۔ اس لئے انکو اس سے ابتک بہت کچھ سیکھنا باقی تھا۔ شاید پولس نے انکے بچپن یا بیوقوفی یا جہالت یا کمزوری کی کچھ خبر تیمتھیس کی زبانی سنی ہو۔ اور اس نے فوراً اس کی جڑ ان کے ایمان کی کمی کو سمجھا جس میں ایمان کی کمی ہوگی وہ دعا میں غافل اور سست ہوگا۔ وہ جسم کی آنکھوں سے دیکھ کر کام کریگا نہ کہ ان دیکھے کو دیکھ کر مضبوط رہیگا۔ وہ آدمی کے خوف سے کبھی کبھی اپنے مسیحی ایمان کو چھپائیگا۔ وہ برادری کو خوش کرنے کی غرض سے انکے کتنے بیجا دستورات میں پھنس جائیگا۔ انسانی خوف۔ دولتمندوں کی خوشامد بیجان بتوں کے سامنے جھکنا اور ان کی عزت کرنا۔ ذات کی پابندی اور اسی قسم کی دیگر برائیاں ایمان کی کمی ہی کے سبب سے ہوا کرتی ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ انکی محبت میں بھی کچھ کمی تھی۔ البتہ پولس کی طرف تو انکی محبت میں کچھ کمی نہیں تھی پر شاید آپس کی محبت میں کچھ کمی ہوئی ہوگی یا شاید باہر والوں کے لئے اس قدر محبت نہ تھی کہ وے مسیح کے حکم کے مطابق اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگیں اور انکے لئے برکت چاہیں۔ اس کی نسبت مسیح نے یوں فرمایا ہے "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں

لئے دعا مانگو - تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو - کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے - اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینھ برساتا ہے - کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے؟ پس چاہئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" متی ۵: ۴۴-۴۸ +

پھر تھسلنیکی مسیحیوں میں پاکیزگی کا بھی کچھ عیب تھا (دیکھو آیت ۱۳)۔ ہم کو معلوم نہیں کہ یہاں پر پولس کونسی ناپاکی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ چوتھے باب کی ۳-۸ آیات میں حرامکاری کی ناپاکی کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے اور پولس انکو اس گناہ سے بچے رہنے کی نصیحت دیتا ہے تا وے بت پرست قوموں کی مانند شہوت کی غلامی میں نہ پڑ جاویں - یونان کے بعض بت خانوں میں کسبیاں رہتی تھیں - مثلاً کرنتھس شہر کے ایک بڑے مشہور مندر میں جو ایک یونانی دیوی وینس (زہرہ) کی عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا ایک ہزار کسبیاں رہتی تھیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے بت پرست کس قدر بے شرم اور بے حیا ہو گئے تھے کہ انکو اپنے مندروں میں بھی بسانے سے کچھ لحاظ نہیں آتا تھا - بعضوں کا خیال ہے کہ جس ناپاکی کی طرف پولس یہاں اشارہ کرتا ہے وہ شراب خواری کی ناپاکی تھی - پانچویں باب کی ۶ و ۷ آیات میں پولس انکو نیند یعنے بے پرواہی سے جگا کر آگاہ کرتا ہے - پولس نے جانا کہ تھسلنیکا کے نو مرید مسیحی شراب خواروں اور بت پرستوں اور حرامکاروں کے درمیان رہ کر طرح طرح کی آزمائشوں میں گرفتار ہونے جاتے ہیں اسلئے

وہ رات دن انکے لئے بہت دعا مانگتا رہتا تھا تاکہ وے ان بد عادتوں کی غلامی سے بچ جائیں - وہ ان خرابیوں سے بچنے کے لئے انکو یاد دلاتا ہے کہ خداوند یسوع اپنے سب مقدسوں کے ساتھ آنے والا ہے - اور اگر کوئی شخص اس آسمانی مقدس اور جلالی گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہے تو وہ پاکیزگی میں بے عیب ہو - یہی کافی نہیں ہے کہ کوئی شخص گاؤں کے پنچ یا سرکاری کچہری - یا کلیسیا کے بزرگوں کے سامنے پاک سمجھا جاوے - بلکہ ضرور ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کے تخت عدالت کے سامنے پاک اور مقدس ٹھہرے - سرکار یا پنچ یا کلیسیا کے بزرگوں کی نظر میں ہم راست و پاک ٹھہریں یا نہ ٹھہریں پر بڑی اور مقدم بات یہ ہے کہ ہم مسیح کو پسند آویں - "کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے - تاکہ ہر شخص اپنے ان کاموں کا بدلہ پاوے جو اس نے بدن کے وسیلے سے کئے ہوں - خواہ بھلے ہوں خواہ برے"
۲ کرنتھیوں ۵: ۱۰ +

حاصل کلام

(۱) پولس نے تھسلنیکی مسیحیوں کے ساتھ کیوں محبت کی؟ وہ تو عالم اور ذی عزت یہودی سردار تھا اور تھسلنیکی بے علم اور حقیر غیر قوم والے تھے - بعض انہیں سے کتنے لوگ حرامکاری - شراب خواری اور اسی قسم کی دوسری خرابیوں میں گرفتار تھے - اسپر بھی پولس کے دل میں انکے لئے ایسی محبت تھی جیسی کہ ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لئے ہوا کرتی ہے - اسکی وجہ کیا تھی؟ اس سوال کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ اس میں اور انہیں ایک ہی روح تھی

اور وہ روح مسیح کی تھی جو مسیح پر ایمان لانے والوں کو ملتی ہے۔ مسیح نے خود اس کی بابت پیشینگوئی کی تھی جیسا کہ لکھا ہے کہ "پھر عید کے اخیر دن جو خاص دن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کے کہا۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پئے۔ جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے۔ جیسا کہ کتاب مقدس میں آیا ہے۔ زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اُسنے یہ بات اُس روح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اس پر ایمان لائے۔ کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے کہ یسوع ابتک اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا" (یوحنا ۷: ۳۷-۳۹)۔ پنتکست کے دن یہ روح مسیح کے قبول کرنے والوں پر نازل ہوا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وے سب رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے روٹی توڑنے اور دعا مانگنے میں مشغول رہے۔ (اعمال ۲: ۴۲ و ۴: ۳۲-۳۵) پولس اور تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں میں یہ نئی اور عجیب محبت والی برادری روح القدس کے وسیلے سے پیدا ہوئی تھی۔ اس نئی برادری میں مسیح کی اس خاص دعا کے پورے ہونے کا ثبوت پایا جاتا ہے جس میں اُسنے کہا کہ جتنے اُس پر ایمان لائے ہوں وہ خواہ کسی قوم کے ہوں وہ سب ایک ہوں۔ (یوحنا ۱۷: ۲۰-۲۳)۔ کاشکہ ہندوستان کے سب مسیحیوں میں چاہے وے کسی ذات یا قوم کے ہوں ایسی ہی محبت ہو جیسی کہ پولس اور تھسلنیکا کے مسیحیوں میں تھی۔ ایسی محبت سچی اور پائیدار یگانگت کی جڑ ہے۔ وہ سدا قائم رہنے والی ہے کسی اور بنیاد پر حقیقی اور پائیدار یگانگت نہیں قائم ہو سکتی۔ مسیحیوں میں ظاہری اور اوپری باتوں میں فرق ہو تو ہو جیسا کہ بدن کے بڑے اور چھوٹے اعضا میں ہوتا ہے مگر ان سب اعضا میں ایک ہی جان ہے اور وے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ وے ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے۔ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔ اسی طرح سب

مسیحیوں کو بھی آپس میں میل کے ساتھ رہنا چاہئے (۱ کرنتھیوں ۱۲: ۲۰-۳۰) کاشکہ ہندوستان کی کلیسیا کا ہر ایک شریک چاہے وہ ولائتی ہو یا دیسی۔ مشنری ہو یا استاد یا معمولی شریک۔ وہ اپنے دل کو یہ نصیحت اور آگاہی کی باتیں سنایا کرے جو پولس اکثر اپنے دل کو سنایا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ "اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سارے بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہووے اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں تو میں کچھ بھی نہیں۔ اور اگر اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں۔ یا اپنا بدن جلانے کو دے دوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فایدہ نہیں۔ محبت صابر ہے اور مہربان۔ محبت حسد نہیں کرتی۔ محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔ نازیبا کام نہیں کرتی۔ اپنی بہتری نہیں چاہتی۔ جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتی۔ بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔ سب کچھ سہ لیتی ہے۔ سب کچھ یقین کرتی ہے۔ سب باتوں کی امید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے" ۱ کرنتھیوں ۱۳: ۱-۷۔

"اے خدا مجھے جانچ اور میرے دل کو جان۔ مجھے آزما۔ اور میرے اندیشوں کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی دردانگیز عادت ہے کہ نہیں۔ اور مجھ کو ابدی راہ میں چلا" (زبور ۱۳۹: ۲۳) شیطان کے حیلوں سے واقف رہنا اُس سے بچنے کی ایک راہ ہے (دیکھو آیت ۱۸) حضرت نوح نے یہ بات نہیں پہچانی کہ تھوڑی سی شراب پینے میں یہ آزمایش اور خطرہ ہے کہ کسی دن غفلت میں اگر ذرا زیادہ پی لینے سے بیہوش جاتے ہیں۔ اور پیتے رہنے سے دیندار شخص بلکہ بانی بھی بیہوش ہو جاتے۔ اور عیب اپنے بیٹے بیٹیوں اور گھر والوں کے سامنے شرمندہ۔

کیا جاوے۔ بزرگ نوح بڑھاپے میں شیطان کا حیلہ نہ سمجھ کر زیادہ شراب
پی کر نشے میں آگیا اور شیطان سے مغلوب ہوگیا۔ سمسون اپنی قوم بنی اسرائیل
میں ایک نامور قاضی تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔
لیکن افسوس کہ وہ خود ایک غیر قوم عورت کے پھندے میں پھنس گیا جس نے
اسکو دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ اس کے دشمنوں نے سمسون کو اندھا کر کے اس کی
سخت بے عزتی کی یہاں تک کہ اس سے چکی پسوائی۔ افسوس صد افسوس۔ ایسا
بہادر کہ جس نے بڑی بہادری دکھلا کر اپنی قوم کے لوگوں کو غلامی سے چھڑا دیا خود
ایک عورت کے بس میں ہو کر موت کے دن تک اندھا اور غلام بنا رہا۔ شیطان نے
اس عورت کی حیلہ بازی کے وسیلے اس نامور قاضی کو بدنام اور تباہ کر ڈالا۔ شیطان نے
حضرت داؤد کو بھی گناہ میں پھنسا کر اسکو تمام اُمت کے سامنے شرمندہ کیا۔ ہاں
شیطان نے مسیح کے ایک رسول کے دل میں روپیوں کا لالچ پیدا کر کے اُسے چور
بنا دیا اور آخرکار اُس سے خودکشی کروائی۔ ان مثالوں سے کیا یہ آگاہی اور عبرت
کی بات حاصل نہیں ہوتی کہ ہم شیطان کے حیلوں اور منصوبوں سے بے خبر نہ رہیں بلکہ
انکو معلوم کر کے فوراً اس جال سے نکل بھاگیں۔ اور جیسے کہ پولس نے دعا کے وسیلے سے
شیطان کے حیلوں کو پہچانا سو ہم بھی اسی طرح اُن سے واقف ہو سکتے ہیں۔ کیا خداوند
یسوع مسیح خود روزہ کے ساتھ دعا کر کے شیطان کی چالوں سے خبردار نہیں رہا۔ یہاں
تک کہ شیطان نے نورانی فرشتے کی شکل اختیار کر کے خدا کے کلام کے وعدوں سے
برابر اُسے ورغلانے کی کوشش کی۔ مگر مسیح نے فوراً پہچانا کہ یہ شیطان کا ایک
حیلہ ہے اور اُس کے جال میں نہ پھنسا بلکہ اُس کو ملامت کر کے کہا۔ اے شیطان
دور ہو۔ متی ۴: ۱۰ +

(۴) پولس نے نہ صرف دعا ہی کے ذریعہ سے شیطان کی رکاوٹوں کو ناقص ٹھہرانے

کی کوشش کی بلکہ فوراً ایک تدبیر نکالی کہ جس سے شیطان کی تدبیر بیکار ہو جائے
شیطان نے کسی تدبیر سے پولس کو تھسلنیکا کے مسیحیوں کے پاس جانے سے روک
رکھا تھا۔ اس سے شیطان کی غرض یہ تھی کہ ستائے جانے کے سبب سے پولس کی
غیر حاضری میں گھبرا جاویں اور اپنا ایمان چھوڑ دیں۔ کیا پولس شیطان کا یہ حیلہ پہچان
کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ رہا۔ اور سوا دعا کے اور کچھ نہیں کیا؟ کیا اُس نے یہ
کہا کہ خیر کچھ نہیں بن پڑتا۔ یہ قسمت اور تقدیر کی بات ہے۔ جو کچھ خدا کی مرضی ہو سو
ہو۔ میں لاچار ہوں۔ میں نے بار بار جانا چاہا مگر رُک گیا۔ میں نے دعا پر دعا کی کہ یہ
رکاوٹیں دور ہو جاویں لیکن دور نہ ہوئیں۔ پس میں کیا کروں۔ میں تو مجبور ہوں معلوم
نہیں کہ شیطان ان بیچارے نو مرید مسیحیوں کو کس صورت سے اور کس حیلے سے دھوکا
دینے اور مسیح سے اور مجھ سے جدا کرنے کی کوشش کریگا۔ ہائے مجھ لاچار اور اُن
بیچارے بچوں پر۔ اُنکا خدا حافظ۔ پولس نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی بلکہ اس نے
شیطان سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ایک وفادار ہمخدمت تمتھیس کو یہ کہہ کر اُن کے
پاس بھیجا تو تم ایک دم تھسلنیکا کی راہ لو۔ بے شک یہ راہ خطرناک تو ہے اور دشمن بھی بہت
ہیں۔ اور شیطان جھوٹ کا بانی اور خونی ہے۔ مگر تم اُس سے مت ڈرو بلکہ جس طرح ہو سکے
ان کے پاس جاؤ اور اُن بیچاروں کو سنبھالو اور تسلی دو کہ وہ مسیح کو نہ چھوڑیں بلکہ
اُس کے لئے جان تک دے دینے کو تیار رہیں۔ اور جلدی لوٹ کر اُن کے حال کی مجھے
خبر دو۔ جب تک تم واپس نہ آؤ میں تمہاری راہ دیکھونگا اور تمہارے لئے دعا مانگتا
رہونگا۔ پولس نے تمتھیس سے اس قسم کی باتیں کر کے فوراً اُسے روانہ کیا "تاکہ وہ
تھسلنیکا میں پہنچکر شیطان کا مقابلہ کرے اور اُس کی سب تدبیروں کو ناقص کر دے۔
اس میں ہمارے واسطے نصیحت اور نمونہ ہے۔ شیطان کے منصوبوں کو ناقص ٹھہرانے
کے لئے ہمیں تدبیریں نکالنا چاہئے۔ جب کوئی تدبیر نکالے تو ہم بھی سوچ سمجھ کر کوئی

تدبیر نہیں کہ جس سے اُس کی تدبیر بیکار ہو جائے۔ سارے پولس کا شکر ہے ہم جو
ہندوستان کے مشنری اور مناد اور مسیحی ہیں تیری سی دانشمندی اور دلیری
اور دعا کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے بیچارے نو مریدوں
کو سیکڑوں حیلوں سے دھوکا کھلانے اور مسیح کی کلیسیا کو بگاڑنے کی کوشش
کرتا رہتا ہے۔ چاہیے کہ ہم اِس گیت کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

۱- مخالف بے شمار
تجھے ستاتے ہیں
اے میرے دل ہو خبردار
وے تجھ پر آتے ہیں۔

۲- تو جاگ اور مانگ دعا
دلیر ہو اور نڈر
تو ہاتھ کو جنگ سے مت اُٹھا
برچھی سے لڑا کر

۳- مت ڈھونڈھ تو اب آرام
کہ یہ ہے جنگ کی جا۔
جو جنگی ہوگا فتحیاب
تاج اُسکو ملیگا۔

۴- تب تک اے میرے دل
آرام کو جان حرام
سردار جب حکم دیویگا
تب ہوویگا آرام۔

(۳) خط خطوط کے وسیلے سے بھی مسیح کی پُر تاثیر اور پھلدار خدمت ہو سکتی
ہے۔ جس وقت تمطاؤس نے تھسلنیکا سے لوٹ کر پولس کو خوشی کی خبر سنائی
کہ تھسلنیکا کے نو مرید اُس کو بڑی محبت سے یاد کرتے ہیں۔ تو پولس نے فوراً بیٹھکر
اپنے قلم کو شکرگذاری کے آنسوؤں میں بھگو کر اُنکو وہ خط لکھ بھیجا جو تھسلنیکیوں
کو پہلا خط کہلاتا ہے۔ آیت ۶ میں جس لفظ کا ترجمہ اب کیا گیا ہے اُس سے ابھی
مراد ہے؛ اِس کے معنی یہ ہیں کہ جس گھڑی یا جس دن تمطاؤس تھسلنیکیوں کی ایمان
اور محبت کی نسبت خوشی کی خبر لیکر پولس کے پاس آ پہنچا تو پولس نے اسی وقت
اُسی گھڑی اور اسی دن شکرگذاری سے بھرے ہوئے دل سے یہ خط لکھ بھیجا۔ مطلب
یہ ہے کہ اگر وہ دو ایک روز یا دو ایک ہفتے ٹھہر کر لکھتا تو اس دیری کا نتیجہ یہ ہوتا
کہ اس عرصے میں اُس کے دل میں دوسرے خیالات پیدا ہوتے اور اُسکا دل دوسری
باتوں اور کاموں میں لگ جاتا یہاں تک کہ یہ شکرگذاری کا خط یا تو لکھا ہی نہ جاتا
یا اُس کے دل میں تھسلنیکیوں کے لئے محبت کا اس قدر جوش نہ رہتا جیسا کہ خبر پاتے
ہی تھا۔ دیری کرکے خط لکھنے سے پولس کی محبت کچھ ٹھنڈی ہو جاتی اور تب محبت
کے آنسوؤں کے بغیر نرے سیاہی میں قلم بھگو کر لکھتا جسکو پڑھنے سے نہ تو تھسلنیکیوں کے
دل پر اور نہ ہمارے دل پر کچھ اثر ہوتا۔ جو خط صرف فرض کو پورا کرنے یا دل کے بوجھ
کو ہلکا کرنے کی غرض سے لکھا جاوے اسکا اثر پڑھنے والے کے دل پر بہت کم ہوگا
مگر جو خط محبت اور شکرگذاری کے آنسوؤں سے لکھا جاتا ہے وہ بے تاثیر نہیں
رہ سکتا۔ ذرا اس بات پر غور کرو کہ جس وقت پولس کا یہ خط تھسلنیکیوں کی اُس
چھوٹی اور کمزور اور گھبرائی ہوئی کلیسیا میں پڑھ کر سنایا گیا تو ان کے دلوں میں گویا
محبت کا نیا جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے فوراً گھٹنے ٹیک کر پولس کی محبت اور
تعلیم اور تسلی بخش خط کے لئے خدا کا شکر کیا۔ ہمارے پاس پولس کے تیرہ خطوط

موجود ہیں۔ شاید اور بھی ہوئے ہونگے جو گم ہو گئے۔ ان محبت کے آنسوؤں
کی سیاہی سے لکھے ہوئے خطوں کے ذریعے اُس نے بیان تک انجیل کی منادی
کی کہ اب تک کلیسیا اُن سے ترقی۔ تسلّی اور مدد پاتی رہتی ہے۔ اے مقدس
پولس ہم بھی تھسلنیکی مسیحیوں کے ساتھ اس تسلّی بخش خط کو پڑھکر خدا کا شکر
کرتے ہیں۔ اے خداوند یسوع جیسے تیرے بندے پولس نے شکرگذاری کے
آنسوؤں سے اس خط کو لکھا ویسے ہی ہم اسکو پڑھیں بھی۔ اس میں ہمارے لئے
اچھا نمونہ ہے کہ پولس نے تھسلنیکیوں کی خبر پاتے ہی فوراً انکو خط لکھ بھیجا۔
جس وقت ہم کو اپنے کسی دوست کی خوشحالی یا بحالی یا ترقی کی خبر ملے یا اُس کے
خاندان میں کوئی خوشی کی بات ہو۔ یا کوئی غم کی بات ہوئی ہو تو ہم یا تو بذات خود
جاکر یا خط لکھ کے اپنی خوشی یا ہمدردی کا اظہار کریں۔ اس طریقے سے اُسکی
اور ہماری آپس کی محبت ظاہر ہوکر بڑھتی جائیگی۔ اور یوں ہم مسیح کی اس بات
پر عمل کرینگے جو اس نے کہی کہ خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی کرو۔ اور رونے
والوں کے ساتھ روؤ۔ رومی ۱۲ : ۱۵ +

(۴) جو فرق یا امتیاز مسیحی اور غیر مسیحی جماعت میں ہے اُسکا اشارہ ان آیات
میں پایا جاتا ہے۔ مسیحی جماعت کی خاصیت یا پہچان ایک خاص بات پر موقوف
ہے۔ اور وہ یہ کہ اُس کے شرکا خداوند یسوع مسیح کو دل سے اپنے گناہوں سے
بچانے والا مان کر ایک دوسرے سے محبت کرکے ایک نئی مسیحی برادری میں شامل
ہوئے ہیں۔ غیر مسیحی جماعت کے لوگ مسیح کو یہ تو مانتے ہیں کہ وہ ایک بزرگ نبی یا
ایشور کے اوتاروں میں سے ایک ہے۔ لیکن وے اُسکو اوروں سے افضل و اعلیٰ
ماننے اور سجدہ کرنے کو تیار نہیں۔ اور نہ وے اُس کے نام سے اپنے کو عیسائی یا مسیحی
کہلانا چاہتے ہیں۔ بلکہ وے اپنے اور اپنے خاندان کے لوگوں کے لئے کسی دوسرے کا

نام زیادہ عزیز جان کر پسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ محمدی محمد صاحب کا نام اور ہندو
رام۔ کرشن بُدھ اور نانک وغیرہ ناموں کو زیادہ عزیز اور مقدم جانتے ہیں۔
تھسلنیکیوں میں بپتسمہ پایا مسیحی ہونے کا نشان نہیں تھا۔ اس خط میں بپتسمہ کا کچھ
ذکر نہیں ہے۔ اور نہ اُس کی طرف کچھ اشارہ پایا جاتا ہے۔ مسیحی جماعت میں اور دیگر
قوموں میں بھی مسیح پر ایمان لانا اور آپس میں برادرانہ محبت دکھلانا مسیحی ہونے
کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں۔ تھسلنیکا کے مسیحیوں میں یہ دونوں نشانیاں صاف
نظر آتی ہیں۔ وے دُکھ اٹھاتے بلکہ جان دینے کو بھی راضی تھے مگر مسیح
کی پیروی اور اُسکا اقرار کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اس لئے پولس انکو اپنا جلال
اور تاج کہتا ہے۔ جیسا کہ اُستاد اپنے اُن شاگردوں کو جو اول درجے میں پاس
ہوتے ہیں اپنا تاج سمجھتا ہے۔ یا سپہ سالار اُن سپاہیوں کو جو زخمی ہونے
پر بھی بیدل نہیں ہوتے اپنا جلال اور تاج جانتا ہے۔ پس برادرانہ محبت
مسیحی جماعت کا خاص نشان ہے۔ جس مسیحی کلیسیا یا جماعت میں یہ نشان ظاہر
نہ ہو تو اس میں اور ایک غیر مسیحی جماعت میں سوا نام کے اور کچھ فرق
نہیں ہے۔ مسیح نے خود اپنے شاگردوں کو یہ نشان بتایا ہے۔ اُس نے
جیتے جی کہا۔ "میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت
رکھو۔ کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت
رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھوگے تو اس سے سب جانینگے کہ تم میرے
شاگرد ہو"۔ یوحنا ۱۳ : ۳۴ و ۳۵ +

چوتھا باب ۱-۸

(۱) غرض اے بھائیو۔ ہم تم سے درخواست کرتے ہیں۔ اور خداوند یسوع میں تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ جس طرح تم نے ہم سے مناسب چال چلنے اور خدا کو خوش کرنے کی تعلیم پائی۔ اور جس طرح تم چلتے بھی ہو۔ اسی طرح اور ترقی کرتے جاؤ۔ (۲) کیونکہ تم جانتے ہو کہ ہم نے تم کو خداوند یسوع کی طرف سے کیا کیا حکم پہنچائے۔ (۳) چنانچہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ تم پاک بنو۔ یعنی حرامکاری سے بچے رہو۔ (۴) اور ہر ایک تم میں سے پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے ظرف کو حاصل کرنا جانے۔ (۵) نہ شہوت کے جوش سے اُن قوموں کی مانند جو خدا کو نہیں جانتیں۔ (۶) اور کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ اس امر میں زیادتی اور دغا نہ کرے۔ کیونکہ خداوند ان سب کاموں کا بدلا لینے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے پہلے بھی تم کو تنبیہ کرکے جتا دیا تھا۔ (۷) اس لئے کہ خدا نے ہم کو ناپاکی کے لئے نہیں بلکہ پاکیزگی کے لئے بلایا۔ (۸) پس جو نہیں مانتا وہ آدمی کو نہیں۔ بلکہ خدا کو نہیں مانتا۔ جو تم کو اپنا پاک روح دیتا ہے۔

سرنامہ

پاکدامنی اور برادرانہ محبت اور محنت کشی کی نصیحتیں

پولس نے تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کے لئے یہ دعا کی تھی کہ ان کی محبت آپس میں اور سب آدمیوں کے ساتھ زیادہ ہو اور بڑھے۔ اور یہ کہ جس وقت خداوند یسوع اپنے سب مقدسوں کے ساتھ آوے تو تھسلنیکی مسیحی خدا کے سامنے پاکیزگی اور پاکدامنی میں بے عیب ٹھہریں۔ (۳: ۱۲ و ۱۳)۔ اس چوتھے باب کی دوسری آیت میں وہ انہیں یاد دلاتا ہے کہ جس وقت وہ اُن کے بیچ میں تھا اُس نے اُن کو چال چلن کی پاکیزگی اور خدا کو خوش کرنے کی تعلیم دی تھی۔ وہ مانتا ہے کہ وے اُس کی تعلیم و نصیحت کے موافق چلتے بھی تھے اور نیک چال چلن میں ترقی بھی کرتے جاتے تھے۔ وہ انہیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ اُس نے نہ صرف اُن کو نیک نصیحت ہی دی بلکہ نصیحت کے ساتھ خداوند یسوع مسیح کے وہ حکم بھی اُن کو پہنچائے تھے جو اُس نے اپنے شاگردوں کے چال چلن کی نسبت دئے تھے۔ (آیت ۲)۔ خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر چڑھ جانے سے پہلے اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا تھا۔ پس تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور انہیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔ (متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰) اسی حکم کے بموجب پولس نے شہر تھسلنیکا کے مسیحیوں کو تعلیم سنائی تھی اور جنھوں نے مسیح کو قبول کیا تھا انکو بپتسمہ دیکر مسیح کے شاگرد بنایا تھا۔

اور جو حکم مسیح نے دیئے تھے اُنکو ماننے اور عمل میں لانے کی تعلیم ونصیحت اُن کو دی تھی۔ خدا کے جو حکم دل پر لکھے ہیں وہ ہے چال چلن کو نیک بنانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اس لئے اُن کے علاوہ لکھی ہوئی شریعت کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے خدا نے اپنے کتنے بندوں کو مخصوص کیا جو پیغمبر یا نبی یا رسول کہلاتے تھے۔ اور اُن کے وسیلے سے اپنے حکموں کو کتاب یا خط کی صورت میں لکھوایا۔ جو حکم مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیئے تھے وہ انجیل میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور اُن کے وسیلے سے اُس کے شاگرد پاک بنتے ہیں۔ پولُس کی تعلیم اُنہیں حکموں پر موقوف تھی* اُس نے اپنی تعلیم اور حکم کو اسی کسوٹی پر کسا تاکہ معلوم کرے کہ وہ مسیح کی تعلیم کے موافق اور اُس کی طرف سے ہیں یا نہیں۔ تھسلنیکی نو مرید مسیحیوں کی ترقی اور پاکیزگی اور بےعیبی بھی اسی تعلیم کے ماننے پر منحصر ہے۔ اگرچہ تھسلنیکی مسیحیوں میں کمی اور کمزوریاں نظر آتی تھیں پھر بھی نیک باتوں میں اُن کی ترقی بھی دکھائی پڑتی تھی۔ پولُس اُن کی اس ترقی اور نیک چال چلن کی خوبیوں کو نہیں بھولا بلکہ خوشی سے اُن کا ذکر کرتا ہے۔

۳-۸ آیات میں پولُس حرامکاری کے گناہ کی طرف اشارہ کرکے تھسلنیکی مسیحیوں کو اس مکروہ اور نفرت انگیز اور مہلک گناہ سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ کئی ایک باتوں سے اس گناہ کی طرف اُن کے دلوں میں نفرت۔ دشمنی اور شرم اور خوف پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پہلے وہ کہتا ہے کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ تم حرامکاری سے بچے رہو۔ خدا کی مرضی سے خدا کا حکم مراد ہے۔ ابتدا میں خدا نے ایک مرد اور ایک عورت کو پیدا کیا۔ اس سے اُس نے اپنی مرضی صاف طور سے ظاہر کی کہ کوئی مرد ایک عورت سے زیادہ نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ خدا کے حضور گنہگار سمجھا جاوے۔

* مسیح کی تعلیم کے موافق چلنے پر موقوف تھی۔ ہماری حقیقی ترقی اور پاکیزگی۔

اُس نے موسیٰ کی معرفت دس خاص احکام دیئے جن میں سے ساتواں یہ ہے کہ تو زنا نہ کر۔ لہٰذا جو کوئی کسی دوسرے کی عورت رکھے تو وہ دونوں خدا کے کلام کے موافق زناکار ہیں۔ خدا کی مرضی سے نہ صرف اُس کی خوشی اور حکم ہی مراد ہے بلکہ اس مرضی میں اُس کی الٰہی قدرت بھی شامل ہے۔ کوئی نہ سمجھے کہ خدا کی مرضی ایک بیکار اور مردہ سی شے ہے۔ کوئی نہ سمجھے کہ اُس کی مرضی خالی ایک حکم یا ہوا کی بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس کی مرضی کے ساتھ اعلیٰ درجے کی موثر قدرت بھی موجود ہے۔ اگر کوئی پاک بننا چاہتا ہے تو خدا کی مرضی اعلیٰ درجے کی قدرت کے ساتھ موثرانہ طریقے پر کام کرتی ہے۔ خدا کی مرضی یعنے اُس کی قدرت پاکیزگی چاہنے والے کے ساتھ ہے۔ اگر کوئی حرامکاری اور شہوت کے جوش سے لڑنا چاہتا ہے تو خدا خود اسکا مددگار رہیگا۔ وہ اکیلا اس جنگ میں نہیں ہوگا۔ بلکہ خدا اپنی لامحدود حضوری سے اُسے ہتھیار بخشیگا کہ وہ ناپاکی و شہوت کے جوش اور حرامکاری سے بچا رہیگا۔ پولُس تھسلنیکی نو مرید مسیحیوں کو حرامکاری کی بد روح سے لڑنے کے لئے تقویت اور تسلی دینے کی غرض سے یاد دلاتا ہے کہ خدا کوئی سخت دل اور بےرحم سپہ سالار نہیں ہے جو اپنی فوج کے لوگوں کو کوئی مشکل حکم تو دیوے کہ فلاں دشمن کو ہلاک کر دو۔ لیکن اُس کو مارنے کے لئے نہ تو اُن کو ہتھیار دے اور نہ اُن کی مدد کرے اور نہ اُن کے ساتھ چلے۔ خدا حکم دیتا ہے کہ حرامکاری سے بچے رہو۔ اور ساتھ ہی اس کے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے پاک روح کے ہتھیار لے کے اس بےرحم دشمن سے لڑو اور اس پر غالب آؤ۔ اس لڑائی میں یہ مثل صادق آتی ہے کہ "جس کی طرف رب اُس کی طرف سب" یعنی جس کی طرف خدا کی مرضی ہو وہ اُس ملاح کی مانند ہے جس کی کشتی باد و ہوا کے ساتھ ساتھ چلتی ہو نہ کہ اُس کے خلاف

چوتھی آیت میں جو نصیحت ہے کہ ہر ایک تم میں سے پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے ظرف کو حاصل کرے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک اپنے بدن کے جوش کو قابو میں رکھے۔ یا یہ کہ ہر ایک پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنی بیوی کو رکھے اور دوسرے کی بیوی یا کسی اور عورت کے ساتھ صحبت رکھنے کا خیال تک نہ کرے۔ اس آیت میں ظرف سے بیوی مراد ہے۔ اور نصیحت یہاں پر شوہروں کو دی جاتی ہے وہ اس نصیحت سے ملتی ہے جو ۱ پطرس ۳: ۷ میں یوں درج ہے کہ "اے شوہرو تم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو۔ اور عورت کو نازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو۔ اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں۔ تاکہ تمہاری دعائیں رک نہ جائیں"۔ جو کوئی حرامکاری یا زنا کرتا ہے وہ اپنے ظرف یعنے اپنے بدن یا اپنی بیوی کی بے عزتی کرتا ہے سو وہ اپنی بیوی کے ساتھ بے وفائی کرکے ناحق اُسے شرمندہ کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے کل خاندان کے لئے شرم کا باعث ہوتا ہے۔ وہ ایک ناسمجھ جانور کی مانند ہے جو اپنے بدن کو قابو میں رکھنا نہیں جانتا بلکہ شہوت کے جوش میں ادھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے۔ اے شوہرو تم شہوت کے غلام مت بنو۔ اے شوہرو اپنی بیویوں کی بے عزتی مت کرو۔ اے مناد و اور اُستادو پولس رسول کی یہ نصیحت سنو اور اپنے دل کو اور دوسرے لوگوں کو بھی سنایا کرو "شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں"۔ افسی ۵: ۲۸۔

پانچویں آیت میں حرامکاری کرنے سے بچے رہنے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ یونانیوں اور رومیوں اور دیگر قوموں پر شہوت کے جوش کے سبب سے خدا کا غضب آ پڑا تھا۔ رومیوں اور یونانیوں میں حرامکاری کی بابت عموماً کوئی تمیز نہ تھی۔ اور نہ صرف ان قوموں کے عوام لوگوں ہی میں شہوت اور حرامکاری

کی کچھ تمیز نہ تھی بلکہ اُن کے بڑے بڑے علما اور اُستاد بھی ناپاک صحبت اور حرامکاری سے نفرت نہیں کرتے تھے۔ رومی اور یونانی علما کی کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ اور یہی علما ان کتابوں میں حرامکاری اور شہوت پرستی کی باتیں ذکر کرتے ہیں اور وہ ان باتوں کا بیان کرنے اور انکا ترجمہ کرنے سے شرماتے ہیں۔ مثلاً یونانی عالموں میں افلاطون ایک اعلیٰ درجے کا فیلسوف اور نامی مصنف تھا۔ اُس کی کتابیں آج تک موجود ہیں جن میں ایسی مکروہ اور گھنونی اور ناپاک باتوں کا بیان پایا جاتا ہے کہ جنکا بیان بھی شرم کے مارے مسیحیوں کے درمیان کیا نہیں جاتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ ایسی بڑی بڑی لائق اور قوم میں اس قسم کی حرامکاری اور شہوت پرستی کی کیا وجہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سچے اور زندہ خدا کی عبادت چھوڑ کر ایسے آدمی اور عورتوں کو دیوی اور دیوتا مان کر اُن کی پرستش کرتے تھے جو خود ہی ہر قسم کی حرامکاری میں گرفتار ہوتے تھے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ پرستار یا عابد اپنے معبود سے زیادہ پاک نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یونانی اور رومی قومیں حرامکار دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے کرتے انہیں کی مانند بن گئیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کا غضب اُن قوموں پر نازل ہوا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "کیونکہ خدا کا غضب اُن آدمیوں کی تمام بے دینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اُس کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اُس کی اندیکھی صفتیں یعنی اُس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذر باقی نہیں۔ اس لئے کہ اگرچہ اُنہوں نے خدا کو جان تو لیا مگر اسکی

نا امید کا نام دیگر اس کا یوں بیان کیا "اب مسیحی نے کہا مجھے اجازت دیجئے۔ مفسر نے کہا نہیں ذرا ٹھہرو۔ میں تمہیں کچھ اور دکھاتا ہوں۔ تب پھر تم اپنی راہ لینا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے ایک اندھیری کوٹھری میں لے گیا جہاں ایک آدمی لوہے کے پنجرے میں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے سے حسرت ٹپکتی تھی اور وہ آنکھیں نیچے کئے اور ہاتھ جوڑے ایسی آہیں مارتا تھا کہ گویا اس کا دل ٹوٹا ہی چاہتا ہے۔ مسیحی نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟

مفسر۔ اسی سے پوچھو۔

تب مسیحی نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب میں کہا۔ اب میں وہ ہوں جو آگے نہ تھا۔

مسیحی۔ آگے تم کون تھے؟

مرد۔ آگے میں اپنی اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا دیندار اقبالمند تھا اور سمجھتا تھا کہ آسمانی شہر کو جانے کے میں ہی لائق ہوں۔ اور وہاں جانے کے خیال ہی سے خوش تھا۔

مسیحی۔ اور اب تمہیں کیا ہوا؟

مرد۔ اب میں ناامیدی کے پنجرے میں ایسا بند ہوں کہ میرا نکلنا بالکل غیر ممکن ہے۔ ہائے افسوس میں نکل نہیں سکتا۔

مسیحی۔ تمہاری ایسی حالت کیونکر ہوئی؟

مرد۔ میں نے احتیاط اور اتقا چھوڑ دیا اور اپنی حرص کی لگام کو ڈھیلا کیا۔ آہ میں نے کلام کی روشنی اور خدا کی نیکی کے خلاف گناہ کیا۔ میں نے روح کو غمگین کیا۔ اور وہ مجھ سے دور ہو گیا ہے۔ میں نے شیطان کو ابھارا اور وہ میرے پاس آیا ہے۔ میں نے خدا کو غصہ دلایا اور اس نے مجھے ترک کیا ہے۔ میں نے

خدا کے لائق اس کی بڑائی اور شکر گذاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنے آپکو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے" (رومی ۱: ۱۸-۲۲)۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پولس کے دنوں میں رومی اور یونانی قومیں کس قدر خراب اور گھنونی حالت میں پہنچ گئی تھیں۔ اور کہ ان مکروہ گناہوں کے سبب سے خدا کا غضب کہاں تک ان پر آ گیا تھا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ان گناہوں کی اصلی جڑ خدا کو نہ جاننا ہے۔ دیکھو رومی ۱: ۲۴-۲۸۔

آیت ۶ میں حرامکاری اور زناکاری کی ایک اور خرابی ظاہر ہوتی ہے کہ جو مسیحی زناکاری کی غرض سے کسی طرح کے ظلم یا دغا یا چاپلوسی کی چکنی چپڑی باتوں سے اپنے کسی مسیحی بھائی کی بیوی کو اپنے قابو میں کر لے تو وہ بغیر سزا کے نہ چھوٹے گا۔ ایسے زناکار کو سرکار چاہے سزا دے یا نہ دے۔ اور کلیسیا کے بزرگ اسے جماعت سے خارج کریں یا نہ کریں اور قوم کی پنچایت اسکا حقہ پانی بند کر کے برادری سے نکالے یا نہ نکالے۔ لیکن خدا ضرور کسی نہ کسی طرح سے اس مظلوم شوہر اور اس کے گھرانے کے دکھ اور شرم اور نقصان کا بدلہ لیگا۔ کبھی کبھی خدا کسی سخت لاعلاج بیماری کے وسیلے زناکار کے بدن کو دکھ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگرچہ وہ بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کی دوا کرتا اور بہت پیسہ بھی خرچ کرتا ہے مگر پھر بھی شفا نہیں پاتا۔ اور کبھی کبھی جلد مر جاتا ہے۔ یا عمر بھر کے لئے ایسا کمزور اور ناتوان ہو جاتا ہے کہ وہ کسی ایسے کام کے لائق نہیں رہتا کہ جس میں سمجھ اور طاقت کی ضرورت ہو۔ جان بنین صاحب نے اپنی مشہور کتاب بنام "مسیحی کا سفر" میں ایک زناکار حرامکار اور شہوت پرست مسیحی کی تصویر کھینچی ہے۔ جان بنین صاحب نے اس آدمی کو

اپنے دل کو ایسا سخت کیا کہ اب توبہ نہیں کر سکتا ہوں +

تب مسیحی نے مفسر سے پوچھا۔ کیا آدمی کو بچنے کی کوئی امید نہیں؟

مفسر۔ اُسی سے پوچھو +

مسیحی۔ کیا تمہارے لئے کوئی امید نہیں۔ [illegible] تم اسی ناامیدی کے پنجرے میں بند رہو گے؟

مرد۔ نہیں۔ کچھ بھی امید نہیں +

مسیحی۔ کیوں نہیں؟ اُس کا بیٹا بڑا مہربان ہے +

مرد۔ میں نے اُسے دوبارہ صلیب دیا ہے (عبرانی ۶ : ۶)۔ میں نے اُس سے نفرت کی (لوقا ۱۹ : ۱۴)۔ اس کی صداقت کو ناچیز ٹھہرایا۔ عہد کے لہو کو ناپاک جانا۔ اور فضل کی روح کو بے عزت کیا ہے۔ (عبرانی ۱۰ : ۲۸ و ۲۹)۔ اس لئے میں ہر ایک وعدے سے ناامید ہو بیٹھا ہوں۔ اور اب میرے لئے سوا عدالت کی ہولناک دھمکیوں اور غضب کے انتظار کے جو مجھے بھسم کر ڈالیگا اور کچھ باقی نہیں +

مسیحی۔ تم ایسی حالت میں کیوں پڑے؟

مرد۔ اس دنیا کی ہوا و ہوس اور عیش و عشرت اور فائدے کے لئے جن سے اس وقت مجھے بڑی خوشی ہوتی تھی۔ لیکن اب ان میں سے ہر ایک مجھے کاٹتی اور میری بوٹیاں نوچتی ہے +

مسیحی۔ کیا تم اب توبہ کر کے خدا کی طرف پھر نہیں سکتے؟

مرد۔ خدا نے مجھے توبہ سے محروم کر دیا ہے۔ اس کے کلام سے مجھے ایمان لانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ ہاں اسی نے مجھے اس لوہے کے پنجرے میں بند کر دیا ہے اور دنیا کے تمام باشندے مجھے نکال نہیں سکتے۔ ہائے ہمیشگی! ہمیشگی! اس ہمیشگی کے

عذاب سے کیونکر آرام پاؤں؟

مفسر۔ اس کی مصیبت کو یاد رکھو اور اس سے عبرت لو +

مسیحی۔ ہائے یہ تو بڑی سخت ہے۔ خدا میری مدد کرے کہ ہمیشہ ہوشیار اور پرہیزگار رہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ جن اسباب سے یہ شخص اس حالت کو پہنچا میں ان سے بچا رہوں "۔ (دیکھو مسیحی کا سفر صفحہ ۲۷) +

ناامید حرامکار۔ کیا جو تصویر جان بنین صاحب نے کھینچی وہ کوئی خیالی یا بے بنیاد تصویر نہیں ہے۔ اس میں حقیقت کا اظہار ہے۔ ہر زمانے اور ہر ملک میں ایسے ناامید پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے شہوت کے جوش میں آ کر کسی بھائی کی بیوی یا بیٹی کی عزت کو خاک میں ملایا اور اس عورت کے کل خاندان کو شرمندہ کرایا۔ اور پھر سرکاری یا کلیسیائی پنچائتی سزا سے بچ نکلا۔ شاید اُس نے جھوٹ بول کر یا کسی پر جبر کر کے یا بہت روپیہ پیسہ خرچ کر کے اپنی بد اعمالی اور حرامکاری کو چھپایا ہو۔ یا کسی دوسرے بے قصور پر جھوٹا الزام لگا کر اُسے پھنسا دیا ہو۔ مگر یاد رکھو کہ وہ گناہ خدا سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ وہ دیکھنے والا تھا اور وقت پر ضرور وہ بدلا دیگا +

۷ و ۸ آیات میں پولس فرماتا ہے کہ تھسلنیکی نو مرید مسیحی ہر طرح کی ناپاکی اور شہوت پرستی سے گھن کر کے پاک بنتے جاویں اس لئے کہ خدا نے انکو پاک بننے کے لئے بلایا تھا۔ اُس نے انہیں اپنے پیارے بیٹے کے نام میں بلایا تھا۔ اُس نے انکو یونانی اور رومی ناپاک دیوی دیوتاؤں کی پوجا سے الگ کر کے اور صاف پانی کے بپتسمہ کی رسم کے وسیلے سے ایک پاک برادری میں شامل کیا تھا۔ نو مرید مسیحی مقدس ہونے کے لئے بلائے گئے تھے۔ جو کلیسیا کے شریک ہیں وہ بپتسمہ کی رسم کے وسیلے اپنی پرانی برادری سے ظاہرا طور پر الگ کئے گئے۔ اور پاک بننے کے لئے

ایک نئی برادری میں شامل کئے گئے تھے۔ پولس اپنے خطوں میں سب چھوٹے بڑے
مسیحیوں کو مقدس کا خطاب دیتا ہے۔ دیکھو رومی ۱ : ۷ و ۱ کرنتھی ۱ : ۱ و ۲ و
۲ کرنتھی ۱ : ۱ و افسی ۱ : ۱ و فلپی ۱ : ۱ و کلسی ۱ : ۲۔

جیسے کہ کوئی شخص اس غرض سے سرکاری پلٹن میں بھرتی کیا جاتا ہے کہ
وہ سرکار کے دشمنوں سے لڑنا اور انہیں شکست دینا سیکھے۔ اسی طرح سے
خدا نے تھسلنیکی کے نومرید مسیحیوں کو کلیسیا میں اس لئے بھرتی کرایا کہ وہ
ناپاکی سے لڑنا اور پاک بننا سیکھیں۔ ناپاک اور حرامکار مسیحی سے کچھ نہیں بنتا۔
وہ مسیحی کلیسیا کے بگاڑ اور بربادی اور شکستگی کا باعث اسی طرح سے ہوتا
جیسے کہ ایک نمک حرام سپاہی اپنی پلٹن اور سرکار کی بدنامی اور شکست اور
بربادی کا سبب ہوتا ہے۔

اے نومرید مسیحیو یاد رکھو کہ خدا نے اپنے پاک اور پیارے بیٹے کا نام تم
کو اس غرض سے بخشا ہے کہ تم پاک ہو کر اس کی تعریف کا باعث ہو۔ یاد رکھو
کہ تم اپنی پرانی برادری سے اس لئے الگ کئے گئے ہو تاکہ تم پاک بنتے جاؤ۔ یاد رکھو
کہ رسول یا پاسبان یا استاد کو نہ ماننا یا اسکو حقیر جاننا خدا کو نہ ماننے یا حقیر
جاننے کی بہ نسبت بہت چھوٹی بات ہے۔ سو جو کوئی حرامکاری کرتا ہے وہ
صرف رسول ہی کی آگاہی کو حقیر نہیں جانتا بلکہ وہ خدا کو بھی حقیر جانتا ہے
گناہ مختلف قسم کے ہیں۔ جیسے کہ نادانی سمجھ کا پھیر۔ بے سوچے سمجھے کچھ کرنا بھول
چوک اور غفلت کے گناہ وغیرہ۔ مگر زناکاری اور حرامکاری ایسے گناہ میں شامل
نہیں ہے۔ یہ مکروہ اور مہلک گناہ ہے۔ اس لئے کہ زناکار جان بوجھ کر
قصداً دیدہ و دانستہ یہ گناہ کرتا ہے۔ یہ کوئی بھول چوک یا سمجھ کے پھیر کا گناہ
نہیں ہے۔ زناکار اپنے پڑوسی کے مال کی چوری کرنے کا قصد نہیں کرتا بلکہ

اس سے بڑھ کر وہ اس کی بیوی کے بدن اور دل دونوں کو ہلاک کرنے
کے لئے جال بچھاتا ہے اور اپنے پڑوسی کا ایسا نقصان کرتا ہے جو لاعلاج
ہے۔ رسول اور پاسبان اور پادری اور کلیسیا کے پنچ اور سرکار ایسے گناہ کے
لئے پوری اور واجب سزا نہیں دے سکتے۔ اس لئے خدا خود زناکار اور
حرامکار کو یا تو اسی دنیا میں سزا دلانے کو شیطان کے حوالے کر دیتا
ہے۔ یا آنے والے زمانے میں ایسی سزا دیگا جو بیان سے باہر ہے۔ "کیا تم
نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ
نہ حرامکار خدا کی بادشاہت کے وارث ہونگے نہ بت پرست۔ نہ زناکار۔
نہ عیاش۔ نہ لونڈے باز۔ نہ چور۔ نہ لالچی۔ نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے۔
نہ ظالم۔ اور بعض تم میں ایسے ہی تھے بھی۔ مگر تم خداوند یسوع مسیح
کے نام سے اور ہمارے خدا کے روح سے دھل گئے اور پاک ہوئے
اور راستباز بھی ٹھہرے۔" ۱ کرنتھی ۶ : ۹-۱۱۔

آٹھویں آیت کے آخری جملے میں پولس تھسلنیکی نومرید مسیحیوں کو حرامکاری
اور شہوت کے جوش سے بچنے کی راہ بتا کر ان کے دلوں میں اس پر فتح پانے
کی امید پیدا کرتا ہے۔ وہ ان کو یاد دلاتا ہے کہ بےشک خدا ایسے گناہوں
سے نفرت کرکے طرح طرح سے ان سے بدلا لیتا ہے۔ مگر وہ ایسے گناہوں سے
بچنے کے لئے اپنا روح پاک بھی دیتا ہے۔ وہ ہماری ہلاکت نہیں چاہتا
ہے۔ بلکہ وہ ہماری پاکیزگی چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنا پاک روح
بخشا کہ وہ بشکل آسمانی بارش کے ہم کو پاک و صاف کرے۔ جس کے دل میں
پاک روح انڈیلا جائیگا وہ پاک و صاف بنتا جائیگا۔ اگر میلی سے میلی
بوتل یا شیشی میں صاف پانی ڈالتے چلے جائیں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ یہ کہ تھوڑے

عرصے میں اُس شیشی یا بوتل میں سیاہی کی ایک بوند بھی باقی نہ رہیگی - بلکہ بو تک جاتی رہیگی - اور شیشی بالکل صاف ہو جائے گی - اور جیسے کہ خدا نے اس سیاہی کی بوتل کو صاف کرنے کے لئے آسمانی بارش یا کنوئیں یا دریا کا پانی مہیا کیا مفت بخشتا ہے - اسی طرح اس نے ہمارے ناپاک اور شہوت کے جوش سے بھرے ہوئے دلوں کو پاک صاف کرانے کے لئے اپنا پاک روح بخشا ہے - اور جیسا کہ پانی کے سوا اور کسی حکمت سے میلا برتن صاف نہیں کیا جا سکتا ہے سو روح پاک کو چھوڑ کر اور کسی صورت سے ہمارے ناپاک دل پاک صاف نہیں کئے جا سکتے ہیں - جو شخص حرامکاری یا شہوت کے جوش سے بچنا چاہتا ہے وہ اپنے بدن کو روح القدس کا مقدس یا ہیکل جانے - جیسا کہ لکھا ہے - کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضا ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضا لیکر کسی کے اعضا بناؤں؟ ہرگز نہیں؟ کیا نہیں جانتے کہ جو کوئی کسبی سے صحبت کرتا ہے وہ اُس کے ساتھ ایک تن ہوتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہونگے - اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتا ہے - حرامکاری سے بھاگو - جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں - مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے - کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے؟ اور تم اپنے نہیں کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو - پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو - ۱ کرنتھی ۶ : ۱۵ - ۲۰ +

حاصل کلام

(۱) اے پڑھنے والو - خدا پھر اپنے کلام اور اس پیغام کے وسیلے سے تم کو پکار کر کہتا ہے کہ ہر طرح کی حرامکاری سے بچے رہو - خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ بیگانہ عورت کا انجام ناگدونے کی مانند کڑوا ہے - اور دو دھاری تلوار کی مانند تیز ہے - اُس کے پاؤں موت ہی میں اُترتے ہیں - اُس کے قدم جہنم کو پکڑتے ہوئے ہیں - اُس کی راہیں ایچ پیچ کی ہوتی ہیں - سو تو انہیں پہچان نہیں سکتا - پس اے لڑکو میری سنو اور میرے منہ کی باتوں سے کنارہ نہ کرو - اپنا راستہ اُس سے دور بناؤ - اور اس کے گھر کے دروازہ کے نزدیک نہ جاؤ - تا نہ ہووے کہ تم اپنی عزت اوروں کو اور اپنی عمر بے رحموں کو دو - نہ ہووے کہ بیگانہ لوگ تیری قوت سے سیر ہو ویں اور تیری ساری کمائی اجنبی کے گھر میں صرف ہو - اور تو آخر کو جس وقت تیرا گوشت اور تیرا بدن فنا ہو جاوینگے تو کراہیگا اور تو کہیگا افسوس - میں نے تربیت سے کیوں کینہ رکھا - اور میرے دل نے سرزنش کو کیوں حقیر جانا - اور اپنے اُستادوں کی صدا کو نہ مانا - اور اُن کی طرف جو مجھے تربیت کرتے تھے اپنا کان نہ جھکایا - تو اپنی جوانی کی جورو کے ساتھ خوشوقت رہ - جو اپنی جوانی کے خاوند کو ترک کر دیتی ہے - اور اپنے خدا کے عہد کو بھلا دیتی ہے - اسکا گھر موت کی طرف جھکا ہوا ہے - اور اس کی راہیں مردوں کی طرف جاتی ہیں - سب جو کہ اس کی طرف جاتے پھر نہیں لوٹتے - وے زندگانی کی راہوں کو پھر نہیں پکڑتے - دیکھو امثال ۵ : ۳ - ۲۳ +

اے مسیحیو - آج تم خدا کی آواز سنو - اور اپنے دل کو سخت نہ کرو۔ خداوند یسوع کو جو گناہ سے بچانے والا ہے معافی اور مدد کے لئے آج ہی پکارو۔ روح القدس کی دبی ہوئی آواز کو سنو اور اس سے الٰہی قدرت حاصل کرو۔ خدا کے پاک روح سے مدد پاکر حرامکاری سے لڑو تو ضرور جیتو گے۔ اور اس گندگی کو اپنے دل سے نکال کے پھینک سکو گے۔ ہاں بلکہ وہ پاک روح تمہارے اندر آکر آپ ہی اس ناپاک روح کو نکال دیگا۔

(۵) مسیحی جماعت کے پاسبان پر فرض ہے کہ وہ کبھی کبھی حرامکاری اور زناکاری کی خرابیاں دکھا کر نو مرید مسیحیوں کو اس ہولناک گناہ سے بچنے کی راہ بتا دے۔ جیسے کہ پولس نے ان آیات میں افسسیوں کے نو مرید مسیحیوں کو بتایا۔ مثلاً نو مرید مسیحیوں کو یوں سمجھانا چاہئے کہ (۱) زناکاری خدا کے حکم کے خلاف ہے۔ آیت ۳ - اور خروج ۲۰: ۱۴ - (۲) زناکار اپنی بیوی کی بے عزتی کرتا ہے - آیت ۴ - (۳) زناکار جس عورت سے زنا کرتا ہے وہ اس کے شوہر کے ساتھ زیادتی اور دغا کرتا ہے۔ آیت ۶ - (۴) خدا اس گناہ کا بدلہ لینے والا ہے۔ وہ زناکار کو کسی نہ کسی طرح سے سزا ضرور دیگا۔ آیت ۶ - (۵) جو شہوت کی خواہش کے تابع ہے وہ مسیح کو نہیں جانتا۔ آیت ۵ - اور وہ ابھی تک شیطان کی عملداری میں زندگی بسر کرتا ہے وہ مسیح کا نہیں بلکہ شیطان کا ہے۔ (۶) جس کلیسیا یا جماعت میں سے حرامکار یا زناکار نہ نکالا جاوے تو اس کلیسیا اور ناپاک دیوی دیوتاؤں کو ماننے والی جماعتوں میں درحقیقت کچھ فرق نہیں ہے۔ آیات ۵-۸ - (۷) ناپاکی اور شہوت کی غلامی سے نجات دینے والا سوا خداوند یسوع مسیح کے اور کوئی نہیں ہے۔ آیت ۸ - یہ کیسی خوشی کی خبر ہے کہ خدا کمزور اور ناتوان شخصوں کو اپنا

پاک روح دے کر ان کو اس ہولناک اور مہلک گناہ سے بچانے کے لئے تیار ہے۔ جس کسی پر یہ گناہ کی آزمائش آوے تو وہ خدا کے پاک روح کو اپنا مددگار سمجھ کر اس گناہ سے لڑے تو فتح پائیگا۔ خدا مانگنے والوں کو پاک روح دینے کو تیار ہے کیونکہ لکھا ہے "پس جبکہ تم برے ہوکر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دیگا؟" لوقا ۱۱: ۱۳۔

مسیحی پاسبان - اگر آپ کالے سانپ کا بل گرجے میں یا کسی کے گھر میں دیکھیں تو کیا آپ پر یہ فرض نہ ہوگا کہ آپ اس گھر کے رہنے والوں کو جتا دیں کہ وہ اس کالے سانپ کو اپنے گھر سے نکالنے کی کوشش کریں- اور ان کی اس کوشش میں آپ ہر طرح سے مدد کریں۔ اگر اس سبب سے کہ سانپ سے خوف آتا ہے۔ یا اس لئے کہ گھر کی چھت یا دیوار کو نقصان پہنچے یا گر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یا گھر کے مالک کی لاپروائی کے سبب سے آپ بھی لاپرواہ ہو جائیں اور اس کالے سانپ کے وہاں رہنے کے سبب سے آخرکار کل گھرانے کو نقصان پہنچے تو کیا آپ اس نقصان کے جوابدہ نہ سمجھے جائینگے؟ اے پاسبان یا کلیسیا کے بزرگ خداوند یسوع مسیح نے اپنے گلہ یعنی کلیسیا کی بہتری اور بہبودی اور پاکیزگی اور نیک نامی کیا تمہارے ہاتھ میں نہیں سونپ دی؟ اگر تم غفلت کے سبب سے زناکار یا حرامکار آدمی کو مسیحی جماعت میں رہنے دو تو کیا مسیح خوش ہوگا یا کہ وہ ناراض ہوگا؟ مسیح نے اس غرض سے تم کو کلیسیا کے اوپر افسر مقرر کیا کہ تم کلیسیا کی پاکیزگی اور پاکدامنی کے فکرمند رہو۔ جیسے کہ ہوشیار باپ اپنی کنواری بیٹی کی پاکدامنی کے لئے غیرتمند ہوتا ہے اسی طرح سے کلیسیا کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ کلیسیا کی پاکدامنی کے لئے فکرمند اور دوراندیش ہوں۔ اس غرض سے

پولس رسول نے مسیحی پاسبانوں کو کیسا اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مجھے تمہاری بابت خدا کی سی غیرت ہے۔ کیونکہ میں نے تمہیں شوہر کے ساتھ تمہاری نسبت کی ہے تاکہ تم کو پاکدامن کنواری کی مانند مسیح کے پاس حاضر کروں ۔ ۲ کرنتھی ۱۱: ۲ و ۳ و ا کرنتھی ۵: ۱-۱۳ و ۶: ۱۵-۲۰۔

شیطان نے کتنے ہی مسیحیوں کو حرامکاری اور زناکاری کے جال میں پھنسا کر برباد کر دیا۔ خدا کے کلام میں بڑی صفائی سے دکھایا گیا ہے کہ کتنے ہی دیندار اس جال میں پھنس کے برباد ہوئے ہیں۔ مثلاً شمسون اپنی جوانی میں خدا کی پاک خدمت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کا ایک نامور قاضی تھا۔ لیکن پیچھے وہ ایک عورت کے بس میں آ گیا۔ اور اگرچہ خدا نے بار بار اس کو جتایا کہ یہ عورت خراب اور بے وفا ہے۔ وہ تمہاری جانی دشمن ہے۔ اور اگر تم اس کو نہ چھوڑو گے تو وہ کسی دن تم کو تمہارے دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار کروا دیگی۔ مگر اس نے خدا کی اس آگاہی کا کچھ خیال نہیں کیا بلکہ اس کو حقیر جانا۔ اس سخت دلی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کو خدا کے پاک روح نے رنجیدہ ہو کر اسے چھوڑ دیا۔ تب وہ اس عورت کی دغابازی سے اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا۔ ان دشمنوں نے اس کی آنکھیں نکلوا کر قید خانے میں ڈلوا دیا جہاں وہ موت کے دن تک عورتوں کی مانند چکی پیسنے کی سخت محنت کرتا رہا۔ اے شمسون افسوس صد افسوس کہ تم شہوت کے بس میں پھنس گئے۔ (دیکھو قاضیوں کی کتاب ۱۶ باب)۔ اے جوان مسیحیو شمسون کی بربادی سے نصیحت پکڑو۔ نہ صرف جوان ہی شہوت کے جوش سے برباد کئے جاتے ہیں بلکہ عمر رسیدہ دیندار بھی حرامکاری اور زناکاری کے

جال میں پھنس گئے ہیں۔ مثلاً داؤد نبی بہت برسوں تک ثابت قدم رہا مگر آخر کو اس ہولناک گناہ میں گر گیا۔ اور اسی گناہ کے سبب سے اس پر اور اس کے گھرانے پر بڑی بڑی مصیبتیں اور بلائیں آ پڑیں۔ پس ۲ جو کوئی خداوند کا نام لیتا ہے ناراستی سے باز رہے۔ بڑے گھر میں نہ صرف سونے چاندی ہی کے برتن ہوتے ہیں بلکہ لکڑی اور مٹی کے بھی۔ بعض عزت بعض ذلت کے لئے پس جو کوئی ان سے علیحدہ ہو کر اپنے تئیں پاک کریگا وہ عزت کا برتن اور مقدس بنیگا اور مالک کے کام کے لائق اور ہر نیک کام کے لئے تیار ہوگا۔ جوانی کی خواہشوں سے بھاگ۔ اور جو پاک دل کے ساتھ خداوند سے دعا مانگتے ہیں ان کے ساتھ راستبازی اور ایمان اور محبت اور صلح کا طالب ہو ۔ ۲ تیمتھیس ۲: ۱۹-۲۲۔

حرامکار اور زناکار کو اسی طرح سے سمجھانا اور جتانا چاہئے جیسے کہ پولس نے نومرید مسیحیوں کو بتا کے آگاہ کیا کہ خدا ضرور تمہاری حرامکاری کا بدلا لیگا۔ فریب نہ کھاؤ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا۔ جو کوئی اپنے جسم کے لئے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا اور جو روح کے لئے بوتا ہے۔ وہ روح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹیگا ۔ گلتی ۶: ۷ و ۸) یعنے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اور "اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں یعنی حرامکاری۔ ناپاکی۔ شہوت پرستی۔ بت پرستی۔ جادوگری۔ عداوتیں۔ جھگڑا۔ حسد۔ غصہ۔ تفرقے جدائیاں۔ بدعتیں۔ نشہ بازی۔ ناچ رنگ۔ اور اور ان کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں۔ جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" گلتی ۵: ۱۹-۲۱۔

۳۔ یاد رکھنا چاہئے کہ بیاہ کا رشتہ ایک نہایت پاک اور ذی عزت

اور خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا اور اسکا پسندیدہ رشتہ ہے۔ اس پاک رشتے کے مقرر کئے جانے کا ایک سبب یہ تھا کہ آدمی زناکاری اور حرامکاری کی آزمائش سے بچا رہے۔ جیسے کہ خدا کے کلام میں لکھا ہوا ہے کہ "بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جاوے اور بستر بے داغ رہے۔ اس واسطے کہ خدا حرامکاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا" (عبرانی ۱۳ : ۴)۔ خلقت کے شروع میں خدا نے پہلے آدمی یعنے بابا آدم کے لئے ایک ہی عورت پیدا کی نہ کہ دو تین یا چار پانچ۔ موسیٰ کی توریت کی پہلی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ نر اور ناری اُن کو پیدا کیا۔ اور جب ہمارے خدا باپ نے اپنی پہلی بیٹی بنام حوّا کو بیاہ کے طور پر آدم کے سپرد کر دیا تو اُسوقت بابا آدم نے یہ کہا۔ اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے۔ اس سبب سے وہ ناری کہلاوے گی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہیگا۔ اور وے ایک تن ہونگے۔ (دیکھو پیدائش کی کتاب ۲ : ۲۳ - ۲۵)۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ دیکھو موسیٰ کی توریت میں آدمی کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ تو اسکا جواب ہمارے خداوند نے خود یوں دیا کہ انسان کی سخت دلی کے سبب سے یہ اختیار دیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "فریسیوں نے پاس آکر اُس کے آزمانے کے واسطے اُس سے پوچھا۔ کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے؟ اُس نے اُن سے جواب میں کہا کہ موسیٰ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ وہ بولے۔ موسیٰ نے تو اجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں۔ مگر یسوع نے اُن سے کہا کہ اُس نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہارے لئے یہ حکم لکھا تھا۔ لیکن خلقت کے شروع سے اُنہیں مرد اور عورت

بنایا۔ اس سبب سے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہوکر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا۔ اور وہ اور اُس کی بیوی دونوں ایک جسم ہونگے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے۔ اور گھر میں شاگردوں نے اُس سے اس کی بابت پھر پوچھا۔ اُس نے اُن سے کہا۔ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے وہ اُس پہلی کے برخلاف زنا کرتا ہے۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے" (مرقس ۱۰ : ۲ - ۱۲ تک اور یہی بیان دیکھو متی ۱۹ : ۳ - ۱۲ میں)۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جو بیوی اپنے شوہر کو مسیحی ہونے کے سبب سے یا یونہی بغیر کسی معقول سبب کے بالکل چھوڑ دیوے۔ اور باوجود شوہر کی بڑی کوشش کے وہ نہ تو اُس کے گھر آوے اور نہ اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہووے۔ تو کیا ایسی حالت میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ اُس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرے؟ اس امر میں جاننا چاہئے کہ شہر کرنتھس میں اس قسم کے مقدمات ہوئے تھے اور پولس رسول سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو مسیحی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے تو کیا وہ شوہر عمر بھر اُس عورت کی پابندی میں رہے۔ یا کہ اُس سے آزاد ہو کر دوسری عورت سے بیاہ کرے؟ اس سوال کا جواب پولس بڑی صفائی سے دیتا ہے کہ ایسی حالت میں شوہر آزاد ہے۔ کیونکہ اس عورت نے اپنے شوہر کو اُس کے مسیحی ہونے کے سبب سے چھوڑ دینے کے باعث آپ ہی اپنے اس رشتے سے تعلق کو قطع کر ڈالا۔ اور یوں اپنے شوہر کے حق کو کھو دیا۔ وہ عورت اپنی سخت دلی اور بے رحمی کے باعث اپنے اُس شوہر کو عمر بھر ناحق اپنے بس میں نہیں رکھ سکتی ہے۔ پولس یہ بھی سکھاتا ہے کہ اگر کسی مسیحی کی بیوی مسیح پر ایمان نہ لاوے مگر اپنے شوہر کے

ساتھ رہے کو رضامند ہوئے تو وہ بھی اپنی بیوی کو نہ چھوڑے (دیکھو اکرنتھی ۷: ۱۲-۱۷ تک اور میری تفسیر ان آیات پر جو اُس کتاب کے صفحہ ۱۴۶ پر پائی جاتی ہے) ۔ اگر کوئی کہے کہ حرامکاری اور شہوت کے جوش سے بچے رہنے کی ایک بہتر تدبیر یہ ہے کہ جوان جنگل میں جاکر سادھو یا برہمچاری بن بیٹھے تو وہ خاندان اور عورتوں کے جنجال سے علیحدہ رہ کر شہوت کی آزمایش سے بچ جائیگا۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط اور وہم ہے ۔ اگر آدمی خاندان کو چھوڑ کر جنگل میں چلا جائے تو کیا وہ اپنے دل کے خیالات اور جسم کی خواہش اور حوس سے بچ جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ آدمی جنگل میں جانے سے اپنے جسم کی اور نفس کی ہوا اور حوس سے آزاد نہیں ہو سکتا ۔ وہ ان نفسانی خواہشات کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے جو اُس کو وہاں جنگل میں بھی ناپاک کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ پولس نے رومیوں ۱: ۲۴-۲۸ - آیات میں ذکر کیا ہے "اِس واسطے خدا نے اُن کے دلوں کی خواہشوں کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا کہ اُن کے بدن آپس میں بے حرمت کئے جائیں۔ اِس لئے کہ اُنھوں نے خدا کی سچائی کو بدل کر جھوٹ بنا ڈالا۔ اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اُس خالق کے جو ابد تک محمود ہے ۔ اسی سبب سے خدا نے اُنکو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا ۔ ۔ ۔ ۔ اور جس طرح اُنھوں نے خدا کو پہچاننا ناپسند کیا ۔ اسی طرح خدا نے بھی اُن کو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیا کہ نالایق حرکتیں کریں"۔ پس کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مجرّد رہنے سے یا سادھو یا برہمچاری بننے سے یا جنگل میں سکونت اختیار کر لینے سے یا خاندان کے جھگڑے سے الگ ہونے سے وہ شہوت کے جوش اور اُس کے غلبے سے بچا رہیگا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ آدمی کا دل خدا کی پاک روح سے ہمیشہ

بھرا رہے پھر چاہے وہ شادی شدہ ہو یا مجرّد ہو۔ شہر میں رہے یا جنگل میں اکھاڑے میں ہو یا کسی خانقاہ میں ہو۔ وہ حرامکاری اور شہوت کے جوش سے بچا رہیگا ۔ خدا کا شکر ہو کہ اس نے ہمارے جسم کی کمزوری کا خیال کرکے ہمیں اس آزمایش سے بچے رہنے کے لئے روح القدس کو ہمارا مددگار اور رکھوالا ٹھہرایا۔ وہ ہر وقت ہمارے بدن کو اپنا مقدس یا قلعہ بنا کر ہم کو شیطان اور اس کے جلتے ہوئے تیروں سے بچا سکتا ہے۔

چوتھا باب ۹ - ۱۲

(۹) مگر برادرانہ محبت کی بابت تمہیں کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ تم آپس میں محبت کرنے کی خدا سے تعلیم پا چکے ہو۔ (۱۰) اور تمام مکدنیہ کے سب بھائیوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہو۔ لیکن اے بھائیوں ۔ ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ ترقی کرتے جاؤ ۔ (۱۱) اور جس طرح ہم نے تم کو حکم دیا۔ چپ چاپ رہنے اور اپنا کاروبار کرنے اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کی ہمت کرو (۱۲) تاکہ باہر والوں کے ساتھ شایستگی سے برتاؤ کرو اور کسی چیز کے محتاج نہ ہو ۔

سرنامہ

برادرانہ محبت اور محنت کی نصیحت

جن کلیسیاؤں کی بنیاد پولس رسول نے ڈالی اونکے شریکوں کو اس نے بار بار اور صاف صاف سکھایا کہ مسیح کے شاگردوں کی دو خاص علامتیں ہیں۔ یعنی (۱) وے ہر طرح کی ناپاکی اور حرامکاری اور شہوت پرستی سے نفرت کر کے اس سے باز رہیں۔ اور خدا کی پاک روح سے مدد پاکر پاک بنتے جائیں۔ یہ مسیح کے شاگرد کا خاص نشان ہے جسکا ذکر اوپر چوتھے باب کی ۱-۸ آیات میں پایا جاتا ہے۔ (۲) مسیح کے شاگردوں کا دوسرا نشان برادرانہ محبت ہے۔ مسیح نے خود بتایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھنا میری شاگردی کا نشان ہے۔ "میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔" یوحنا ۱۳: ۳۴ و ۳۵۔ برادرانہ الفت نہ صرف مسیح کی محبت کا نتیجہ ہے بلکہ وہ اس کی کلیسیا کی ذاتی اصلی اور بنیادی بات ہے اگر یہ نہ ہو تو وہ کلیسیا بے بنیاد گھر یا بے جڑ درخت کی مانند ہوگی۔ اور جس گھر کی بنیاد نہ ہو یا اگر کچی بنیاد ہو تو وہ گھر ضرور گر پڑیگا۔ اسی طرح سے جس درخت کی جڑ نہ ہو یا اس کی جڑ کو دیمک کھا گئی ہو تو وہ درخت بے پھل رہیگا اور کسی نہ کسی دن ہوا یا آندھی اسے گرا دیگی۔ اسی طرح جس مسیحی کے دل میں برادرانہ محبت نہ ہو وہ بے بنیاد گھر یا بے جڑ درخت

کی مانند ہے۔ اگر کوئی مسیحی اپنی حقیقی حالت کو جانچنا چاہے کہ آیا وہ مسیح کا شاگرد ہے تو وہ خدا کے سامنے اس سوال کا جواب دیوے۔ کیا تم اپنے مسیحی بھائیوں سے محبت رکھتے ہو اور ان کی بھلائی چاہتے ہو اور انکی مدد کرتے ہو؟ یا بے پرواہ ہو کر تم ان کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو اور انکی بھلائی اور بہتری کے لئے کچھ کوشش نہیں کرتے ہو؟

جو کلام یوحنا رسول نے مسیحیوں میں برادرانہ محبت کی ضرورت کی نسبت کہا ہے وہ سنو۔ "اسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ جو کوئی راستبازی کے کام نہیں کرتا وہ خدا سے نہیں اور وہ بھی نہیں جو اپنے بھائی سے محبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جو پیغام تم نے شروع سے سنا وہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں ... ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے۔ جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خونی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ کسی خونی میں ہمیشہ کی زندگی موجود نہیں رہتی۔ ہم نے محبت کو اسی سے جانا ہے کہ اس نے ہمارے واسطے اپنی جان دیدی۔ اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینی فرض ہے۔ جس کسی کے پاس دنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اس میں خدا کی محبت کیونکر قایم رہ سکتی ہے؟ اے بچو ہم کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعے سے بھی محبت کریں۔" ... "اے عزیزو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔ کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اور خدا کو جانتا ہے۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا۔ کیونکہ خدا محبت ہے۔ جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی

کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ ہم اس کے سبب سے
زندہ رہیں۔ محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے
کہ اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے
کو بھیجا۔ اے عزیزو۔ جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے
محبت کرنی فرض ہے۔ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے
محبت کرتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اس کی محبت ہمارے دل میں کامل
ہو گئی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ پہلے اس نے ہم سے محبت کی۔
اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں اور وہ اپنے بھائی سے عداوت
رکھے تو جھوٹا ہے۔ کیونکہ جو اپنے بھائی سے جسے اس نے دیکھا ہے محبت نہیں
رکھتا۔ وہ خدا سے بھی جسے اس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔ اور ہم کو
اس کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی
سے بھی محبت رکھے" ۱ یوحنا ۳: ۱۰ و ۱۱ و ۱۴-۱۸ و ۴: ۷-۱۲ و
۱۹-۲۱۔

انجیل مقدس کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ محبت تمام فضیلتوں میں افضل و
بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے "اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور
محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت
ملے اور سارے بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک
کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں تو میں کچھ بھی نہیں۔ اور اگر
اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں۔ یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں۔ اور محبت
نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں۔ محبت صابر ہے اور مہربان۔ محبت حسد نہیں
کرتی۔ محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔ نازیبا کام نہیں کرتی۔ اپنی بہتری

نہیں چاہتی۔ جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتی
بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔ سب کچھ سہہ لیتی ہے۔ سب کچھ یقین کرتی ہے۔ سب
باتوں کی امید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ محبت کو زوال نہیں۔
نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائینگی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہینگی۔ علم ہو تو مٹ
جائیگا۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے۔ اور ہماری نبوت ناتمام ۔ ۔ ۔ ۔ محبت کے
طالب ہو" ۱ کرنتھی ۱۳: ۱-۹ و ۱۴: ۱ "پس اگر کچھ تسلی مسیح میں اور محبت
کی دلجمعی اور روح کی شراکت اور رحمدلی و دردمندی ہے۔ تو میری یہ خوشی پوری
کرو کہ یکدل رہو۔ یکساں محبت رکھو۔ ایک جان ہو۔ ایک ہی خیال رکھو۔ تفرقے
اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو۔ بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے
ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں۔ بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔
ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ اس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا
خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا۔ اور
خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں
ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا۔ اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی
موت گوارا کی" فلپی ۲: ۱-۸۔

اگر کوئی پوچھے کہ پولس کے دنوں میں مسیحی کلیسیا کی ایسی بڑی ترقی کی کیا وجہ
تھی تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ان دنوں مسیحیوں میں آپس کی محبت ایسی ہی تھی
جیسی کہ ایک ہی خاندان کے بھائی بہنوں میں ہوا کرتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے
لئے فکرمند رہتے تھے۔ مثلاً جب مکدنیہ کے مسیحیوں کو خبر ملی کہ یروشلیم کی کلیسیا کے
مسیحی کال کے سبب سے سخت تکلیف میں ہیں تو فوراً انہوں نے آپس میں چندہ جمع
کر کے اپنے یروشلیم کے مسیحی بھائیوں کی محتاجی کو رفع کرنے کے لئے پولس اور کتنے اور

بھائیوں کے ہاتھ سے مدد بھیجی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "انہیں دنوں میں چند نبی یروشلیم سے انطاکیہ میں آئے۔ اُن میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا کھڑے ہوکر روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دنیا میں بڑا کال پڑیگا۔ اور یہ کلودیس کے عہد میں واقع ہوا۔ پس شاگردوں نے تجویز کی کہ اپنے مقدور کے موافق یہودیہ میں رہنے والے بھائیوں کی خدمت کے لئے کچھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور برنبا اور ساؤل کے ہاتھ بزرگوں کے پاس بھیجا" (اعمال ۱۱ : ۲۷ ۔ ۳۰)۔ "جو خدمت مقدسوں کے واسطے کی جاتی ہے اُسکی بابت مجھے تم کو لکھنا فضول ہے۔ کیونکہ میں تمہارا شوق جانتا ہوں جس کے سبب سے مکدنیہ کے لوگوں کے آگے تم پر فخر کرتا ہوں کہ اخیہ کے لوگ پچھلے سال سے تیار ہیں۔ اور تمہاری سرگرمی نے اکثر لوگوں کو اُبھارا" ۲ کرنتھی ۹ : ۱ و ۲۔

اگر کسی کلیسیا کے حق میں یہ سوال کیا جاوے کہ اس کی ترقی کی کمی کا کیا سبب ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اُس کے شریکوں میں برادرانہ محبت کی کمی ہے۔ رحمدل سامری کی تمثیل میں یہ لکھا ہے کہ "ایک آدمی یروشلیم سے یریحو کی طرف جارہا تھا۔ کہ ڈاکوؤں میں گھر گیا۔ اُنہوں نے اس کے کپڑے اُتار لئے اور مار بھی اور ادھموا چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً ایک کاہن اُسی راہ سے جارہا تھا اور اُسے دیکھ کے کترا کر چلا گیا۔ اُسی طرح ایک لیوی اس جگہ آیا۔ وہ بھی اُسے دیکھ کے کترا کر چلا گیا۔ لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آنکلا اور دیکھ کر ترس کھایا۔ اور اس کے پاس آیا اور اس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کرکے سرائے میں لے گیا اور اس کی خبرگیری کی۔ دوسرے دن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دئیے اور کہا۔ اس کی خبرگیری کرنا۔ اور جو کچھ اس سے زیادہ خرچ ہوگا میں پھر آکر تجھے ادا کردونگا۔ ان تینوں میں سے اُس شخص کا

جو ڈاکوؤں میں گھر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا۔ اُس نے کہا۔ وہ جس نے اُس پر رحم کیا۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ جا۔ تو بھی ایسا ہی کر" (لوقا ۱۰ : ۳۰ ۔ ۳۷)۔ اس تمثیل میں رحمدل سامری سے خداوند یسوع مراد ہے۔ اور بھٹیارے سے مسیح کی کلیسیا کے پاسبان اور شریک مراد ہیں۔ جیساکہ رحمدل سامری نے اس ادھموئے مسافر پر ترس کھا کر اس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا۔ اور اپنے جانور پر سوار کرکے سرائے میں لے گیا اور اس کی خبرگیری کی اور دوسرے دن چلتے وقت اُس کو بھٹیارے کے ہاتھ میں سونپ دیا کہ وہ اس کی خبرگیری کرے۔ اسی طرح سے مسیح نے شیطان سے زخمی کئے ہوئے انسانوں کو اپنی کلیسیا کے پاسبانوں اور اس کے شریکوں کو سونپ دیا ہے۔ تاکہ وے اُن کی خبرگیری کریں۔ اگر سرائے کا بھٹیارا اُس زخمی مسافر کی خبرگیری نہ کرتا تو کئی بُرے نتیجے پیدا ہوتے مثلاً۔ (۱) وہ زخمی آدمی ہمیشہ کمزور بنا رہتا اور کبھی بحال نہ ہوتا۔ (۲) وہ زخمی مسافر ایسے لالچی اور لوبھی اور بے پرواہ بھٹیارے کا بُرا نمونہ دیکھ کر خود بھی اس قسم کے دکھیا اور مصیبت زدوں کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتا۔ (۳) کہ وہ رحمدل سامری ایسے بے رحم اور لاپرواہ بھٹیارے سے ناراض ہو کر پھر کبھی کسی زخمی آدمی کو اس کی سرائے میں نہ بھیجتا۔ اور نہ وہ یا اُس کے دوست پھر کبھی اُس سرائے میں ٹھہرتے۔ آخر کار وہ سرائے اور اس کے بھٹیارے اور اس میں کے سب رہنے والے بدنام ہو جاتے۔ اور آئندہ مسافر اس سرائے سے کترا کر جاتے۔ اس مثال کا یہ مطلب ہے کہ جس کلیسیا کے پاسبان اور اس کے شریک اُس بے رحم اور بے وفا بھٹیارے کا سا مزاج رکھتے ہوں تو کیا لاچار۔ کمزور اور دل شکستہ۔ مسافر یا باہر والے لوگ اس میں خوشی سے

کبھی داخل ہونگے ؟ کوئی نہیں ۔ ہاں جو اس سرائے میں پیدا ہوئے ہیں
وہ وہاں رہیں تو ہیں۔ یعنی جو مسیحی خاندانوں میں پیدا ہوئے ہوں وے
وقتاً فوقتاً اس کلیسا کے شریک ہوں تو ہوں۔ اور یوں ہر سال مسیحی لڑکے
لڑکیوں کے سیانے ہوجانے کے سبب سے اُس کلیسیا کے شمار میں کچھ ترقی ہو
تو ہو یا کال کے وقت مرکز یا مشن کی مدد سے یتیم اور لاوارث محتاج لڑکے
لڑکیاں یا اور لوگ اس سرائے نما کلیسیا میں آجاویں تو آجاتے ہیں اور یوں اسکا شمار بھلے
ہی بڑھے۔ لیکن روحانی کوشش سے اوس کی ترقی نہ ہوگی۔ جب تک کہ کلیسیا
میں پاسبان اور اُس کے شریک اُس میں اور باہر کے لاچار محتاجوں کی طرف
ایسی محبت نہ رکھیں جیسی کہ اُس نیک دل سامری اور اس سرائے کے بھٹیارے
میں نظر آئی ۔ تب تک کلیسیا کی سچ مچ اور حقیقی ترقی نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اُس
کے وسیلے سے شیطان سے نکالے گئے ہوئے کمزور لاچار آدمیوں۔ عورتوں اور بچوں
کی نجات اور خبرگیری ہوسکتی ہے۔ اس لئے پولس ان آیات میں اور اپنے تمام
خطوں میں برادرانہ محبت کو مسیحی ہوئے ہم کا سب سے اول اور اعلیٰ درجے کا نشان
قرار دیتا ہے۔ مسیحیوں میں اور باتیں جیسے علم۔ فصاحت اور دولت وغیرہ چاہے
جتنی ہوں۔ مگر بغیر برادرانہ محبت کے سب بے پھل اور بیکار ہیں۔

دسویں آیت میں پولس خوشی کے ساتھ اقرار کرتا ہے کہ تھسلنیکا کے
نو مرید مسیحیوں میں برادرانہ محبت ظاہر ہے۔ لیکن پھر بھی ترغیب دیتا ہے کہ
تم اس محبت میں ترقی کرتے جاؤ۔ ہر ایک مسیحی کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کی
محبت بے حد ہے۔ اس کی محبت ہر ایک جان اور فرد بشر تک پہنچتی ہے چاہے
وہ کہیں کا باشندہ کیوں نہ ہو۔ پورب کا ہو یا پچھم کا۔ اُتر کا ہو یا دکھن کا۔ کیونکہ
خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی

اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶)
مسیح کی محبت کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ چنانچہ وہ آپ ہی کہتا ہے کہ جو کوئی میرے
پاس آئیگا اُسے میں ہرگز نہ نکالونگا (یوحنا ۶: ۳۷)۔ اُس نے کمزوروں بے
دینوں۔ گنہگاروں اور اپنے دشمنوں کے لئے اپنی جان دی۔ جیسا کہ لکھا ہے
"کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر مؤا۔
کسی راستباز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دیگا۔ مگر شاید کسی نیک
آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرات کرے۔ لیکن خدا اپنی
محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری
خاطر مؤا۔ پس جب ہم اُس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اُس
کے وسیلے سے غضب الٰہی سے ضرور بچیں گے۔ کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے
کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلے سے ہمارا میل ہوگیا تو میل ہونے
کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے" (رومیوں ۵:
۶-۱۰) جیسے کہ خدا اور مسیح کی محبت کی کوئی حد نہیں سو مسیح کی کلیسیا کی
محبت کی بھی کوئی حد نہ ہو۔ اس کا دروازہ ہر ایک کے لئے رات و دن کھلا
ہوا رہے۔ جیسا کہ سرائے کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے کہ مسافر جب چاہیں
اُس کے اندر جا کر ٹکیں اور آرام کریں۔ کبھی کبھی سننے میں آتا ہے کہ محبت
خاندان ہی سے شروع ہوتی ہے" (Charity begins at home)۔
یہ سچ ہے کیونکہ اگر گھر ہی کے اندر محبت شروع نہ ہو تو باہر کیسے پہنچیگی۔ مگر
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محبت صرف گھر ہی میں محدود رہے اور باہر والوں
کی طرف ظاہر نہ کی جاوے۔ جو محبت صرف رشتے داروں یا خاص لوگوں
ہی تک محدود رہے وہ محبت ہے نہیں بلکہ اُس کا نام خاندانی خود غرضی ہے۔

انگلستان اور امریکہ اور دیگر مسیحی ملکوں میں کبھی کبھی مسیحیوں کے منہ سے
یہ بات سننے میں آتی ہے کہ جس حال ہمارے ہی ملک میں اتنے غریب اور
بیوائیں اور یتیم و لنگڑے لولے۔ اندھے اور بیمار پائے جاتے ہیں تو ہم انہیں
چھوڑ کر اور ملکوں میں اپنے آدمی اور روپیہ کیوں بھیجیں؟ جب تک ہمارے
ہی ملک میں اس قدر غریب اور یتیم موجود ہیں تو ہم کیوں ہندوستان۔
چین۔ جاپان اور حبش وغیرہ ملکوں میں سال بہ سال لاکھوں روپے
یتیم خانوں۔ شفاخانوں اور کوڑھی خانوں پر اور جاہل لڑکوں کی تعلیم پر
خرچ کریں؟ اور ہم کیوں اپنے جوانوں پر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے انہیں
بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے پاس کرادیں اور جب انہیں غیر ملکوں میں بھیجدیں؟
یہ سب فضول ہے۔ اگر وے جوان اپنے ہی ملکوں میں رہ کر اپنی قوم کے غریب
لڑکے لڑکیوں کو تعلیم دیں۔ اور بیماروں کی تیمارداری کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ اسلئے
ہم غیر ملکوں میں، غیر قوم کے یتیموں اور غریبوں کے پڑھنے لکھنے کیلئے کچھ نہ
دینگے۔ اور نہ اپنے بیٹے بیٹیوں کو وہاں بھیجیں گے۔ لیکن اس قسم کی باتوں کا
جواب یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا کہنا درست مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلیگا
کہ جس وقت انگریزوں کی قوم بت پرست اور جاہل تھی تو اس وقت انجیل کی
[illegible] نے اپنا ملک اور عزیز چھوڑ کر ان کو پڑھایا اور کلام سنایا اور یوں انکی
خدمت میں اپنا مال و جان خرچ کیا تو انہوں نے بڑی نادانی کی۔ اگر
وے اپنے ہی ملک میں رہ کر وہاں کے غریبوں اور جاہلوں کو پڑھاتے
اور انکی خدمت کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ سو اگر اس وقت وے جوان
یہ خیال کرتے؛ اپنے ہی ملک میں رہتے اور اپنی عزت اور جان کی کچھ پرواہ
نہ کرتے انگریزوں کے ملک میں جاکر انجیل نہ پھیلاتے تو آجکل انگریزی قوم

کی کیا حالت ہوتی؟ انجیل ہی کی بدولت انگریز اور امریکن قومیں ترقی
کے زینے پر قدم رکھ کے اس اعلیٰ درجے کی عزت اور تہذیب تک پہنچی
ہیں۔ غیر قوم والے مسیحیوں کی محبت اور محنت اور مدد کے ذریعہ انگریز
اور امریکہ کے لوگ لاعلمی اور بت پرستی کی دلدل سے نکالے جاکر سرفرازی
کے زینے پر پہنچے ہیں۔ اور جب وے ہندوستان کے غریبوں اور جاہلوں کو
اُن کی پستحالی سے اُٹھانا چاہتے ہیں تو وہ صرف ایک طور سے اپنا قرض
ادا کرتے ہیں۔ کاشکہ ہندوستان کے مسیحی جو ولایتی مسیحیوں کی محنت اور
محبت اور مدد سے بچائے گئے ہیں اپنی پرانی حالت کو نہ بھولیں بلکہ
اپنے غریب۔ حقیر اور لاچار ہم وطنوں کی مدد کر کے اپنی شکرگذاری کو
ظاہر کریں۔ کاشکہ بہتیرے مسیحی جوان اپنی قوم کے گرے ہوئے لوگوں
کو اُٹھانے اور سرفراز کرنے کی کوشش کریں۔ خدا کا کلام ان سے یہ
کہتا ہے کہ تم نے مفت پایا مفت دو۔ کس نے تم میں اور ان میں فرق یا
بھید پیدا کیا ہے۔ جو علم تمہارے پاس ہے وہ تم نے کس سے پایا ہے؟
میں خداوند کو اس کی ساری نعمتوں کے عوض میں جو مجھے ملیں کیا دوں؟
(زبور ۱۱۶: ۱۲) جب کوئی مسیحی اپنے دل سے یا خدا سے اس قسم کے سوال
کرے تو اُسکا جواب یہ ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ "برادرانہ محبت سے آپس میں
ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔ مقدسوں
کی احتیاجیں رفع کرو۔ مسافر پروری میں لگے رہو۔۔۔ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو
تو اُس کو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو
اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائیگا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی
کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ۔" (رومیوں ۱۲: ۱۰ و ۱۳ و ۲۰ و ۲۱) مسیح کے

آسمان پر چڑھ جانے کے تھوڑے دنوں بعد رسولوں نے یروشلیم کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ وہ قدیم رسولی کلیسیا اب تک ہمارے لئے نیک نمونہ ہے۔ لکھا ہے کہ جب یروشلیم میں مسیح کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے تھے تو یونانی مسیحی بیواؤں کی خبر گیری میں کچھ غفلت ہوئی۔ اس سبب سے یونانی اور یہودی مسیحیوں کے درمیان برادرانہ محبت میں فرق پڑ جانے کا خطرہ ہوا۔ جب رسولوں کے سامنے یونانیوں کی شکایت پیش ہوئی تو وے آپس پر ناراض نہیں ہوئے بلکہ فوراً ایسا انتظام کیا کہ جس سے یہ شکایت مٹ گئی اور کلیسیا کے شریکوں میں میل و محبت بدستور قائم رہی۔ اس انتظام اور یونانی اور یہودی مسیحیوں میں برادرانہ محبت کا یہ اچھا نتیجہ ہوا کہ باہر والے یہ دیکھ کر کہ ان مسیحیوں میں برادرانہ محبت کا زور اس قدر ہے کہ مختلف قوم کی بیواؤں کی پرورش کا اچھے سے اچھا انتظام کیا گیا ہے تو وہ قائل ہوگئے اور مان لیا کہ بیشک یہ محبت انسانی یا قومی یا خاندانی خودغرضی کی محبت نہیں ہے۔ بلکہ وہ روحانی آسمانی اور بے ریا الٰہی محبت ہے۔ لہذا وہ بھی مسیح کے پیرو ہوئے اور یروشلیم کی کلیسیا کی بڑی ترقی ہوئی۔ جیسا کہ لکھا ہے "اور خدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا اور کاہنوں کا بڑا گروہ اس دین کے تحت میں ہوگیا" اعمال ۶: ۷ +

کلیسیاؤں میں جب پاسبان اور دیگر ممبر غریبوں اور بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کا انتظام کرتے ہیں تو اس کو دیکھ کر باہر والے یقین کرتے ہیں کہ یہ بھی سچے زندہ خدا کے بندے ہیں اور یوں وے بھی مسیح کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ غریب غربا کی پرورش کے انتظام سے کبھی کبھی یہ برا نتیجہ تو نکلتا ہے کہ وے سست اور لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مشقت کرنا چھوڑ کر بھیک مانگنے والوں کی طرح گھر پر بیٹھے رہتے ہیں۔ وے

ہمیشہ کلیسیا کی خیرات پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اور کبھی کبھی یہ خرابی بھی ہوتی ہے کہ بعض لوگ اپنے قریب رشتے داروں کو ناحق کلیسیا پر ڈال دیتے ہیں۔ اگر کوئی مسیحی سچ مچ غریب ہو تو اس کا حق اپنے رشتہ داروں پر ہے کہ ان سے مدد حاصل کرے نہ کلیسیا پر۔ اگر رشتے دار نہ ہوں تب کلیسیا کا فرض ہے کہ انکی خبر گیری کرے۔ دیکھئے اس امر میں پولس رسول نے کیا لکھا ہے "ان بیوہ عورتوں کی جو واقعی بیوہ ہیں عزت کر۔ اور اگر کسی بیوہ کے بیٹے یا پوتے ہوں تو وہ پہلے اپنے ہی گھرانے کے ساتھ دینداری کا برتاؤ کرنا اور ماں باپ کا حق ادا کرنا سیکھیں۔ کیونکہ یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ جو واقعی بیوہ ہے اور اس کا کوئی نہیں۔ وہ خدا پر امید رکھتی ہے۔ اور رات دن مناجات اور دعاؤں میں مشغول رہتی ہے۔ مگر جو عیش و عشرت میں پڑ گئی ہے وہ جیتے جی مر گئی ہے۔ ان باتوں کا بھی حکم کر تاکہ وہ بے الزام رہیں۔ اگر کوئی اپنوں اور خاصکر اپنے گھرانے کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے۔ ۔۔ اگر کسی ایماندار عورت کے ہاں بیوہ عورتیں ہوں تو وہی ان کی مدد کرے اور کلیسیا پر بوجھ نہ ڈالا جائے تاکہ وہ ان کی مدد کر سکے جو واقعی بیوہ ہیں" ۱-تمتھیس ۵: ۳-۸ و ۱۶ +

۱۱ و ۱۲ ویں آیات میں پولس تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ جب وہ ان کے ساتھ تھا تو اس نے ان کو حکم دیا تھا کہ وے ان باتوں کے کرنے کی ہمت کریں یعنی (۱) چپ چاپ رہنے کی ہمت کریں۔ (۲) اپنے کاروبار کرنے کی ہمت کریں۔ (۳) اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کی ہمت کریں۔ (۴) باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرنے کی ہمت کریں۔ (۵) وے کسی چیز یا کسی آدمی کی خیرات یا بخشش کے محتاج نہ ہوں۔ ان آیات میں جس لفظ کا ترجمہ "ہمت" کیا گیا ہے یونانی زبان میں اس کے اصلی معنے ہیں حوصلہ یا ناموری یا نام حاصل کرنے کی خواہش۔ یا اعلیٰ نشانہ ہے۔ یہ یونانی لفظ انجیل میں صرف دو اور جگہ پایا جاتا ہے یعنی رومی ۱۵: ۲۰ میں جہاں پولس اپنے حوصلے

کا یوں بیان کرتا ہے کہ "میں نے یہی حوصلہ رکھا کہ جہاں مسیح کا نام نہیں لیا گیا وہاں خوشخبری سناؤں تاکہ دوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اٹھاؤں"۔ پھر دوسرا مقام ۲ کرنتھی ۵: ۹ ہے جہاں پولس اپنے حوصلے کا یہ ذکر کرتا ہے کہ "اسی واسطے ہم یہ حوصلہ رکھتے ہیں کہ وطن میں ہوں خواہ جلاوطن۔ اُس کو خوش کریں" یعنی مسیح کو خوش کرنا یہی اس کی ہمت یا حوصلہ تھا۔ دنیادار مسیحی کا حوصلہ بالکل اور ہے۔ اُس کا حوصلہ یہ نہیں ہے کہ مسیح کا کلام اور نام چاروں طرف اور دور دراز ملکوں میں بھی سنایا جائے۔ وہ نہ تو خود دور دراز ملکوں میں انجیل سنانے کے لئے جانے کو راضی ہے اور نہ اپنے بیٹے بیٹیوں کو بھیجنا چاہتا ہے۔ وہ نہ تو انجیل پھیلانے کے لئے بائبل سوسائٹی اور ٹریکٹ سوسائٹی یا کسی مشنری سوسائٹی کو کچھ دیتا ہے۔ اور نہ اُس کا حوصلہ ہے کہ میں ہر وقت اور ہر جگہ چاہے گھر کے چھوٹے موٹے کام میں ہوں یا کچہری کے مقدمات میں رہوں۔ وطن میں ہوں یا کہ جلاوطن ہوں مسیح کو خوش کروں اور اُسے پسند آؤں۔ تھسلنیکا کے کتنے نو مرید مسیحیوں میں یہ خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں کہ اُنہوں نے اپنے کاروبار اور ہاتھوں سے محنت کرنا چھوڑ دیا تھا اور دوسروں کی محنت سے پرورش پاتے تھے۔ اور باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ نہیں کرتے تھے۔ پولس نے یہ یقین جانا کہ جن مسیحی نو مریدوں نے اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا چھوڑ دیا ہے اور گھر گھر پھر کے بک بک کرتے اور دوسروں کے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ آئندہ ایسے چال چلن اور زندگی سے مسیحیوں کی بدنامی ہوگی۔ اس لئے پولس نے اُن کو جتایا کہ "اے بھائیو ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو جو بے قاعدہ چلتا ہے اور اُس روایت پر عمل نہیں کرتا جو اُس کو ہماری طرف سے پہنچی۔ کیونکہ تم آپ جانتے ہو کہ ہماری مانند کس طرح بننا چاہئے۔ اس لئے کہ ہم تم میں بے قاعدہ نہ چلتے تھے

اور کسی کی روٹی مفت نہ کھاتے تھے۔ بلکہ محنت مشقت سے رات دن کام کرتے تھے۔ تاکہ تم میں سے کسی پر بوجھ نہ ڈالیں"۔ ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۶-۸۔

باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب وے نو مرید مسیحیوں میں یہ خوبیاں دیکھیں گے کہ وے اوروں کے کام میں دخل نہیں دیتے بلکہ چپ چاپ اپنے ہی کام اور پیشے میں محنت مشقت کر کے اپنا گذارا کرتے اور دوسروں کی مدد بھی کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر وے ضرور سوال پوچھیں گے کہ ہاں جب سے یہ تھسلنیکی مسیحی ہو گئے ہیں تب سے ہر ایک نیک بات میں اُن کی ترقی ہوئی ہے وے جھگڑالو نہیں ہیں بلکہ چپ چاپ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ وے سست اور بیکار رہ کر مفت میں کسی کے سر روٹی نہیں کھاتے ہیں۔ اور نہ وے کسی کے گھر کے فقیر بن کے بیٹھتے ہیں۔ بلکہ جب سے وے مسیحی ہوئے تب سے کسی آدمی کی خیرات کے محتاج نہیں ہوئے۔ اگر کوئی یہ دریافت کیا چاہے کہ شائستگی کے معنی کیا ہیں یا کہ شائستگی سے کیا مراد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ۔ جو باتیں شائستگی میں شامل ہیں۔ اور جو باتیں شائستگی کے خلاف ہیں وہ باتیں ان آیات میں ظاہر ہیں۔ جو شخص چپ چاپ محنت کر کے اپنا کاروبار کرتا اور کسی کے دروازے پر جا کر بھیک مانگنے کا محتاج نہیں وہ شائستگی سے برتاؤ کرتا ہے۔ اور جو شخص جھگڑالو ہے اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کی ہمت کرنا چھوڑ کر بھیک مانگنے سے شرماتا نہیں وہ شائستگی کے برخلاف برتاؤ کرتا ہے۔ مسیحیوں میں شائستگی کی باتوں سے باہر والے کلیسیا میں کھنچے چلے آئیں گے۔ اس لئے پولس محنت کشی اور شائستگی پر زور دیتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "اور جب ہم تمہارے پاس تھے اُس وقت بھی تم کو یہ حکم دیتے تھے کہ جسے محنت کرنی منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پائے۔ ہم سنتے ہیں کہ تم میں بعض بے قاعدہ چلتے ہیں۔ اور کچھ کام نہیں کرتے بلکہ اوروں کے کام میں دخل دیتے ہیں۔ ایسے شخصوں کو ہم خداوند یسوع مسیح میں

حکم دیتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ چپ چاپ کام کرکے اپنی ہی روٹی کھائیں۔ اور تم اے بھائیو نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہارو" ۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱۰-۱۳ +

حاصل کلام

۱- برادرانہ محبت مسیحیوں کی خاصیت ہے۔ اگر سرکاری چپراسی بغیر چپراس کے کچہری میں یا تحصیل میں یا کسی گاؤں میں جائے تو کوئی اسکو سرکاری چپراسی نہ مانیگا اس کی چپراس اُس کے اختیار اور کام کی چھاپ یا نشان ہے۔ اسی طرح سے مسیح کے شاگرد آپس کی برادرانہ محبت سے پہچانے جاتے ہیں۔ اگر ان میں جھگڑے لڑائیاں اور جدائیاں ہوں تو وے مسیح کے شاگرد کہلانے کے لائق نہیں ہیں چاہے اُن کے نام کسی کلیسیا کی کتاب میں ہوں یا نہ ہوں۔ ایسے آدمی صرف برائے نام مسیحی ہیں اور دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہیں۔ اُن کے سبب سے باہر والے ٹھوکر کھاتے اور مسیح کی کلیسیا کو حقیر جانتے ہیں۔ وے کہتے ہیں کہ ہم مسیحیوں میں اور غیر مسیحیوں میں کیا فرق ہے؟ جیسے ہم آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں ایسے اُن مسیحیوں میں بھی یہ باتیں پائی جاتی ہیں +

اے مسیحی بھائیو۔ ہمارے آپس کے جھگڑوں کے سبب سے بہتیرے باہر والے مسیح کا کلام سننے سے دور رہتے ہیں اور مسیح کی کلیسیا میں آنا نہیں چاہتے پر ہاں وے مسیحیوں میں برادرانہ محبت دیکھیں تو وے ضرور مانیں گے کہ یہ محبت

دنیاوی یا جسمانی یا خاندانی محبت سے بڑھ کر ہے۔ وے یقین کرینگے کہ یہ محبت آسمانی۔ روحانی اور الٰہی ہے +

کاشکہ ہم سب مسیحی بڑے چھوٹے اس بات کو یاد رکھیں کہ آپس کی برادرانہ محبت سے مسیح کے نام کی تعریف اور اس کی کلیسیا کی بڑی ترقی ہوتی ہے +

۲- جب کلیسیا کے لوگوں میں برادرانہ محبت ہوگی تو وے سب ملکر غریب مسیحی بھائیوں اور بہنوں اور بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لئے انتظام کرینگے۔ یروشلیم کے مسیحیوں نے کلیسیا کی بیواؤں کی خبرگیری کرنے کی خدمت کے لئے ایماندار اور معتبر شخصوں کو چن لیا اور اس انتظام پر خدا کی برکت ہوئی (دیکھو اعمال ۶: ۱-۷)۔ سو ان دنوں میں بھی ہر کلیسیا کی طرف سے بیواؤں یتیموں اور بیماروں اور کمزوروں کے لئے خاص انتظام کیا جائے۔ اور اس خدمت کے لئے معتبر اور لائق مسیحیوں کی ایک خاص کمیٹی مقرر ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ پولس نے غریب اور لاچار مسیحیوں کی مدد کے لئے اس قسم کا انتظام کیا "اب اس چندے کی بابت جو مقدسوں کے لئے کیا جاتا ہے جیسا میں نے گلتیہ کی کلیساؤں کو حکم دیا ویسا ہی تم بھی کرو۔ ہفتے کے پہلے دن تم میں سے ہر شخص اپنی آمدنی کے موافق کچھ اپنے پاس رکھ چھوڑا کرے۔ تاکہ میرے آنے پر چندے نہ کرنے پڑیں۔ اور جب میں آؤنگا تو جنہیں تم منظور کروگے ان کو میں خط دیکر بھیجدونگا کہ تمہاری خیرات یروشلیم کو پہنچا دیں۔ اور اگر میرا بھی جانا مناسب ہوا تو وہ میرے ساتھ ہی جائینگے" ۱ کرنتھی ۱۶: ۱-۴ "اور جب انہوں نے اس توفیق کو معلوم کیا جو مجھے ملی تھی تو یعقوب اور کیفا اور یوحنا نے جو کلیسیا کے رکن سمجھے جاتے تھے۔ مجھے اور برنباس کو دہنا ہاتھ دیکر شریک کر لیا۔ تاکہ ہم غیر قوموں کے پاس جائیں اور وہ مختونوں کے پاس۔ اور صرف یہ کہا کہ

غریبوں کو یاد رکھنا۔ مگر میں خود ہی اسی کام کی کوشش میں تھا۔ گلتی ۲: ۹ و ۱۰ و ۲ کرنتھی ۸: ۱-۹۔

مسیحی برادری پر فرض ہے کہ وہ غریب مسیحیوں کی مدد کرے۔ اگر وے مدد نہ کریں تو یعقوب رسول ایسے مسیحیوں کے ایمان کی سچائی پر شک لاتا ہے دیکھو یعقوب ۲: ۱۵-۱۷۔

۳۔ ان آیات میں محنت کشی کی خوبیاں ظاہر ہیں۔ پولس دکھلاتا ہے کہ مسیحیوں کو اپنا کاروبار کرنے میں مشغول رہنا اور اپنے ہاتھوں سے محنت کرنا کیا ہی خوب ہے۔ ذیل کی وجوہات سے۔

(۱) اس لئے کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ ابتدا میں خدا نے بابا آدم کو باغ عدن میں بسایا اور اس باغ کی خبرداری اور رکھوالی کے لئے اسے حکم دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے گناہی کی حالت میں بھی آدمی کو محنت کرنے کا حکم تھا۔ پس محنت کشی خدا کے غضب کا نشان نہیں ہے۔ پھر بابا آدم کے گناہ اور اسی نافرمانی کی وجہ سے جب وہ باغ عدن سے نکالا گیا تو خدا نے یہ حکم دیا کہ "تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائیگا جب تک کہ زمین میں پھر نہ جاوے۔ کہ تو اس سے نکالا گیا ہے۔ کہ تو خاک ہے اور پھر خاک میں جائیگا"۔ پیدایش ۳: ۱۹۔

(۲) مسیحیوں کو محنت کشی کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ خداوند یسوع نے تیس برس کی عمر تک اپنے اور اپنے خاندان کے لئے بڑھئی خانے میں محنت کی۔ اور پھر جب استاد ہو کر لوگوں کو تعلیم دینے لگا تو کیا تمام گلیل اور یہودیہ ملک میں گشت کرنے میں دوڑ دھوپ اور محنت نہیں کی؟

(۳) مسیحیوں کو چاہئے کہ جس کسی پیشے یا کام میں ہوں خوب محنت مشقت

کریں کیونکہ یہ اچھی بات ہے۔ کیونکہ اس طرح سے وے نہ صرف اپنی اور اپنے خاندان ہی کی پرورش کر سکینگے بلکہ غریب غربا کی بھی مدد کر سکینگے۔ مسیح نے خود فرمایا ہے کہ "دینا لینے سے مبارک ہے"۔ کیا ہی مبارک ہیں وے لوگ جو اپنی محنت کشی سے وے لنگڑوں اندھوں کمزوروں بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لئے کچھ رکھ چھوڑتے ہیں۔ آخر میں مسیح ان سے یہ کہیگا "کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے"۔ متی ۲۵: ۳۵ و ۳۶۔

(۴) مسیحیوں کو محنت کشی اس لئے زیبا ہے کہ اس طریقے سے باہر والے بھی کلیسیا میں کھنچے چلے جائیں گے۔ وے کہیں گے کہ دیکھو یہ مسیحی کیسے محنتی ہیں۔ ان میں بھیک مانگنے والے نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک بھیک مانگنا یا کسی دوسرے کی محنت سے پرورش پانا یا کسی کی روٹی مفت کھانا معیوب بات ہے۔ بلکہ ان میں یہ بات مشہور ہے کہ جسے محنت کرنی منظور نہ ہو وہ کھانے بھی نہ پاوے (۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱۰)۔ "اور غیر قوموں میں اپنا چال چلن نیک رکھو تاکہ جن باتوں میں وے تمہیں بدکار جان کر تمہاری بدگوئی کرتے ہیں تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کے انہیں کے سبب ملاحظے کے دن خدا کی بڑائی کریں"۔ ۱ پطرس ۲: ۱۲۔ جب باہر والے یہ دیکھیں کہ مسیحی اپنے ہر ایک کام میں چاہے کھیت ہو یا دفتر وہ کیسے بڑے محنتی ہیں۔ اور انہیں ایسی برادری ہے کہ وے اپنے بیمار لاچار اور غریب بھائیوں اور بیواؤں اور یتیموں کے لئے عمدہ سے عمدہ انتظام کرتے ہیں۔ تو وے ضرور اپنے دل میں کہیں گے کہ یہ مسیحی بے شک خدا کے سچے بندے ہیں۔ اور یوں وے مسیح کی اور اس کی کلیسیا کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔ ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں

سے نیک کاموں کو نمک اور روشنی سے مثال دیا ہے جیسا کہ لکھا ہے "تم زمین کے نمک ہو لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اس کے کہ باہر پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے۔ تم دنیا کے نور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اور چراغ جلا کر پیمانے کے نیچے نہیں بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہیں تو اس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں" متی ۵: ۱۳-۱۶ +

چوتھا باب ۱۳-۱۸

(۱۳) اے بھائیو۔ ہم نہیں چاہتے کہ جو سوتے ہیں ان کی بابت تم ناواقف رہو۔ تاکہ اوروں کی مانند جو ناامید ہیں غم نہ کرو (۱۴) کیونکہ جب ہمیں یقین ہے کہ یسوع مر گیا اور جی اٹھا تو اسی طرح خدا ان کو بھی جو سو گئے ہیں یسوع کے وسیلے سے اسی کے ساتھ لے آئیگا۔ (۱۵) چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہینگے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھینگے۔ (۱۶) کیونکہ خداوند خود آسمان سے اتر آئیگا۔ اس وقت للکار اور مقرب فرشتے کی آواز سنائی دیگی۔ اور خدا کا نرسنگا پھونکا جائیگا۔ اور پہلے تو مسیح میں موئے ہوئے جی اٹھیں گے

(۱۷) پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں۔ اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے۔ (۱۸) پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو +

سرنامہ

مسیح کی آمد اور مردوں کی قیامت کے بیان میں

پولس نے تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کو صاف صاف دکھلایا تھا کہ اگرچہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا ہے مگر وہ پھر آویگا۔ اور جس حال کہ اس کے آنے کا دن یا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے لہذا ہر روز اور ہر وقت اس کے آنے کی راہ دیکھنا چاہیئے۔ دیکھو باب ۱: ۱۰ و ۲: ۱۹ و ۳: ۱۳۔ وہ یکایک آویگا۔ متی ۲۴: ۴۴-۲۵ وہ جیسے اپنے شاگردوں کو برکت دیتے ہوئے گیا ویسے ہی اُن کو برکت دیتے ہوئے آویگا۔ دیکھو اعمال ۱: ۱۰ و ۱۱ +

ان باتوں پر غور کر کے تھسلنیکا کے مسیحی ہر وقت مسیح کے آنے کی اُمید اور انتظاری کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں یہ اُمید اور خواہش تھی کہ کاش مسیح جلد آوے اور تمام دنیا میں اپنی بادشاہت پھیلاوے۔ ان کے دلوں میں یہ خوف بھی تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مسیح کی آمد کے وقت ہم غافل اور بے پرواہ اور بے تیاری کے پائے جائیں۔ ممکن ہے کہ روز روز وے آپس میں کہتے ہوں کہ شاید آج ہی مسیح آکر دنیا میں اپنی بادشاہت جاری کرے۔ اسی خیال اور اسی اُمید کو رکھتے ہوئے اُنکے

بھائی بہنوں میں سے کتنے ہی گذر گئے۔ اور اُن کی بابت یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگر مسیح آج آجاوے تو ہم جو زندہ ہیں برکت پاوینگے اور اُس کی بادشاہت میں شامل ہونگے۔ مگر ہمارے ان بھائی بہنوں کا کیا حال ہوگا جو گذر گئے ہیں؟ کیا وے بھی اسوقت مسیح کو آسمان پر سے اُترتے ہوئے دیکھیں گے؟ کیا وے بھی ہمارے ساتھ ملکر برکت پاوینگے؟ کیا وے اُسوقت اُسکی بادشاہت میں دخل پاوینگے؟ یا کہ اُس کی بادشاہت کی برکتوں سے محروم رہینگے اس لئے کہ وے اُس کے آنے سے پہلے مر گئے؟

اِن آیات میں پولُس نے اُن کے مرحوم عزیزوں کی مبارک حالت کا بیان کرکے اُن کے خاندان کے لوگوں کے شک و شبہے کو دور کرکے اُنکو بڑی تسلی دی۔ وہ اُن سے کہتا ہے کہ البتہ اپنے پیاروں کو یاد کرکے غم تو کرو کیونکہ اس میں کچھ گناہ نہیں ہے لیکن نااُمیدوں کی مانند رونا چلانا اور چھاتی پیٹنا بیجا اور منع ہے۔ دیکھو آیت ۱۳ +

نااُمیدوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو موت کے بعد ایک بہتر اور اعلیٰ درجے کی زندگی کی کچھ امید نہیں رکھتے ہیں۔ یونان اور روم کے بڑے بڑے نامور علما کہتے تھے کہ موت کے بعد کیا ہوگا۔ ہم کو کچھ بھی معلوم نہیں۔ ہمارے عزیز اس دنیا سے گذر گئے کیا جانے اُنکا کیا حال ہوگا۔ معلوم نہیں کہ وے جیتے ہیں یا کہ جانوروں کی طرح وے بھی خاک میں مل کے نیست و نابود ہوگئے۔ موت کے بعد کچھ نہیں ہے۔ اور اگر کچھ ہو بھی تو کسی کو معلوم نہیں۔ لہٰذا ہم یہاں کھائیں پئیں اور خوشی منائیں کیونکہ اس زندگی کے بعد کچھ نہیں ہے۔ ایک مشہور یونانی شاعر بنام ہومر اپنی مشہور کتاب اوڈیسے میں یوں کہتا ہے کہ اس دنیا میں کسی غریب کا غلام بننا کل مردوں کے بادشاہ ہونے سے بہت بہتر ہے۔

ایک نامور رومی عالم یہ لکھتا ہے کہ اس دنیا میں اگر تاریکی سورج کو گھیر آ کے پکڑے تو کچھ ہی دنوں تک اُسے چھپا سکیگی۔ لیکن اگر موت کی تاریکی ہماری برسوں کی زندگی کو پکڑے تو ہمیشہ تک روشنی کی ایک کرن بھی نظر نہ آسکیگی۔ اور ایک بے تبدیل اندھیری رات ہمیشہ کے لئے چھائی رہیگی۔ رومی اور یونانی اپنے خاندان کے لوگوں کی موت کے وقت اُن کی خوشحالی کی کچھ اُمید نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ ہی اُن کو یہ اُمید تھی کہ ہم اُنہیں پھر ملینگے۔ اس لئے وے بہت غم اور رونا پیٹنا کرتے تھے کیونکہ وے خیال کرتے تھے کہ اب ہمیشہ کے لئے جدائی ہو گئی +

پولُس تھسلنیکا کے نومریدوں سے کہتا ہے کہ رومیوں اور یونانیوں کی مانند جو اپنے عزیزوں کی موت کے وقت نااُمید ہیں غم نہ کرو۔ اگر چاہو تو اپنے واسطے غم کرو لیکن اپنے مرحوم عزیزوں کے لئے نہیں کیونکہ وے مسیح کے ساتھ ہیں۔ وے زندہ اور خوش ہیں۔ اور جیسا مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا سو مقررہ وقت پر وے بھی جو مسیح میں مر گئے ہیں جی اُٹھینگے۔ جس وقت مسیح پھر آئیگا تو خدا اُن کو مسیح کے ساتھ لے آئیگا۔ (دیکھو آیت ۱۴)۔ مسیح اور اس کے پیاروں میں ایسی یگانگت ہے کہ جیسا وہ مردوں میں سے زندہ نکل آیا سو وے بھی اُس کے آنے کے وقت مردوں میں سے زندہ نکل آوینگے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ پہلا پھل مسیح پھر مسیح کے آنے پر اُس کے لوگ (۱ کرنتھی ۱۵: ۲۳)۔ مسیح اور اُسکے پیاروں میں ایسی یگانگت ہے کہ اُسکا مردوں میں سے زندہ نکل آنا اُن کے زندہ ہونے کی ایک صاف مثال ہے۔ اور صرف مثال ہی نہیں بلکہ ایک صاف اور زندہ ثبوت بھی ہے۔ کیونکہ جب ہم اُس کی موت کی مشابہت سے اُس کے ساتھ پیوستہ ہوگئے تو بیشک اُسکے جی اُٹھنے کی مشابہت سے بھی پیوستہ ہونگے [illegible]

جو یگانگت مسیح اور اس کے پیاروں میں ہے وہ ہمیشہ کی روحانی زندگی کی یگانگت ہے اور وہ ٹوٹنے کی نہیں۔ نہ موت سے اور نہ کسی اور صدمے سے۔ "مسیح یسوع وہ ہے جو مر گیا۔ بلکہ مردوں میں سے جی بھی اُٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔ کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کریگا؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ ۔۔۔۔ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکیگی نہ زندگی۔ نہ فرشتے نہ حکومتیں۔ نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں۔ نہ قدرتیں نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق" (رومی ۸: ۳۴ - ۳۹) موت ہمارے پیاروں کو ہم سے تو جدا کر سکتی ہے پر مسیح سے جدا نہیں کر سکتی ہے۔ وے اس کے ساتھ ہیں اور جب وہ پھر آویگا تو وے اُس کے ساتھ آئینگے (آیت ۱۴) اگر کوئی پوچھے کہ اس اُمید اور یقین کا کیا ثبوت ہے تو اس کا ثبوت ۱۴ ویں آیت میں پایا جاتا ہے۔ پولس نے یہ یقین اپنی عقل سے نہیں نکالا۔ اور نہ عالموں کی کتابوں سے۔ بلکہ وہ خداوند کے کلام کے مطابق یہ یقین رکھتا تھا۔ کیا خداوند یسوع نے یہ نہیں کہا کہ خدا مردوں کا خدا نہیں ہے بلکہ زندوں کا خدا ہے۔ پس ابراہام اضحاق اور یعقوب جیتے ہیں اس لئے کہ کلام میں لکھا ہے کہ "میں ابراہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں وہ تو مردوں کا خدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے" (متی ۲۲: ۳۲)۔ ۱۵ ویں آیت میں مسیح کے کلام کی طرف اشارہ ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے آنے وقت چاہے کوئی مسیحی مبارک [illegible] میں ہو یا زمین پر زندہ ہو دونوں اُٹھائے جائینگے۔ اُن میں کوئی پہلا اور کوئی پچھلا نہ ہوگا۔ پولس کے ان الفاظ سے کہ "ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہینگے" بعض مسیحی مصنف یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پولس خود بھی یہ اُمید رکھتا تھا کہ مسیح میرے ہی دنوں میں آویگا

سو مجھے مرنا نہ پڑیگا۔ اس کی نسبت ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جس حال میں پولس کو معلوم نہ تھا کہ کس وقت مسیح آویگا آیا میری زندگی میں یا بعد میری موت کے۔ اور جس حال کہ وہ لکھتے وقت اپنے کو مردوں میں شمار نہیں کر سکتا تھا تو اُس کو یہ کہنا پڑا کہ "ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے" پولس کی اُمید یہ تھی کہ مسیح جلد آکر اپنی بادشاہت کو تمام دنیا میں پھیلائیگا۔ اور کیا یہ ہماری اُمید بھی نہیں ہے؟ اور کیا ہم روز روز یہ دعا نہیں کرتے کہ "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو" (متی ۶: ۹ و ۱۰)۔ کیا جب تک بادشاہ نہ آوے تو اُسکی بادشاہت کے قایم ہونے کی کچھ اُمید ہے؟ جب بادشاہت قایم ہوگی تب ہی اُسکی مرضی پوری ہوگی جیسی کہ آسمان پر ہوتی ہے۔

آیات ۱۶ و ۱۷ میں پولس مسیح کے ظہور کی نسبت ذیل کے بیان کرتا ہے:-

(۱) خداوند خود آسمان سے اُتر آئیگا آیت ۱۶۔ اپنے آسمان پر چڑھ جانے کے بعد آپ نے جو پہلا وعدہ فرشتوں کی معرفت اپنے شاگردوں سے کیا وہ اُس وقت پورا ہوگا۔ اُسکے آسمان پر جانے کا یہ بیان ہے: "پھر وہ اُنہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا" (لوقا ۲۴: ۵۰ و ۵۱)۔ اور جیسے کہ وہ اپنے شاگردوں کو برکت دیتا ہوا گیا ویسے ہی وہ اُنکو برکت دیتے ہوئے پھر آئیگا کیونکہ یہ لکھا ہے کہ "اُس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُنکے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اے گلیلی مردو۔ تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا۔ اُسی طرح پھر آویگا جس طرح تم نے اُسے

آسمان پر جاتے دیکھا ہے" اعمال ۱: ۱۰ و ۱۱ +

(۲) مسیح کے ساتھ پاک فرشتوں کی ایک بڑی گروہ آوے گی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وے اُسکے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اُس سرے تک جمع کرینگے" متی ۲۴: ۳۱ +

(۳) مسیح کے سب پیرو۔ وے چاہے جس جگہ ہوں۔ مبارک مرحوموں کی گروہ میں یا زمین پر کی کسی گروہ یا اُمت میں ہوں۔ سب مسیح کے آنے وقت ہوا میں اُس کے ملنے کے لئے اُٹھائے جائینگے۔ وے پھر نہ تو مسیح سے اور نہ ایک دوسرے سے جدا ہونگے۔ وے اُس کے ساتھ بادشاہت کرینگے۔ پولس نے ان باتوں سے تھسلنیکی مسیحیوں کو تسلی بخشی اور ان سے کہا کہ اپنے مسیحی عزیزوں کو یاد کرکے ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو۔ اور اس اُمید سے بھی کہ مسیح کے آنے وقت ہم جو جیتے ہیں اُسکے ملنے کو اُٹھائے جائینگے ایک دوسرے کو تسلی دیا کریں۔ کیا ہم ان دنوں میں بھی اسی مبارک اُمید سے ایک دوسرے کو تسلی نہ دیا کریں ؟

حاصل کلام

۱۔ مسیح کی دوسری آمد کے وقت مبارک مرحوموں کی قیامت ہوگی۔ مسیح اُن کو اپنے ساتھ لے آئیگا۔ اور جب تک وہ نہ آوے وے بسلامت اور خوشی آسمان پر اُس کا جشن گاتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے "ان باتوں کے بعد جو میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور قبیلے اور اُمت اور اہل زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں

میں لئے ہوئے۔ تخت اور برے کے آگے کھڑی ہے۔ اور بڑی آواز سے چلا چلا کر کہتی ہے کہ نجات ہمارے خدا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے۔ اور برے کی طرف سے اور سارے فرشتے اُس تخت اور بزرگوں اور چاروں جانداروں کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ پھر وے تخت کے آگے منہ کے بل گر پڑے اور خدا کو سجدہ کر کے کہا۔ آمین حمد اور تمجید اور حکمت اور شکر اور عزت اور قدرت اور طاقت ابد الآباد ہمارے خدا کی ہو۔ آمین۔ اور بزرگوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ یہ سفید جامے پہنے ہوئے کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے اُس سے کہا کہ اے میرے خداوند تو ہی جانتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ یہ وہی ہیں جو اُس بڑی مصیبت میں سے نکل کر آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے جامے برے کے خون سے دھو کر سفید کئے ہیں۔ اسی سبب سے یہ خدا کے تخت کے سامنے ہیں اور اُس کے مقدس میں رات دن اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور جو تخت پر بیٹھا ہے وہ اپنا خیمہ اُن کے اوپر تانیگا۔ اُس کے بعد نہ کبھی اُن کو بھوک لگیگی نہ پیاس۔ اور نہ کبھی اُن کو دھوپ ستائیگی نہ گرمی۔ کیونکہ جو برہ تخت کے بیچ میں ہے وہ اُن کی گلہ بانی کریگا اور انہیں آب حیات کے چشموں کے پاس لیجائیگا۔ اور خدا اُن کی آنکھوں سے سب آنسو پونچھ دیگا" (مکاشفہ ۷: ۹-۱۷)۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح کا ایک نام برہ بھی ہے۔ لکھا ہے کہ "دوسرے دن اُس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھکر کہا دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے" (یوحنا ۱: ۲۹) وہ آسمان پر بھی یہی نام رکھتا ہے۔ اُس نے بے گناہ ہو کر گنہگاروں کے لئے اپنی جان مثل بے عیب برے کے قربان ہونے کے لئے دے دی۔

اس لئے جتنے اپنے گناہوں کے کفارے کے لئے دل سے اُسکی صلیبی موت
کی قربانی قبول کرتے ہیں وے بے خوف خدا کے حضور میں دخل پاتے ہیں۔ اور
اس بات کو یاد کرکے کہ مسیح نے ہمارے گناہوں کو خدا کے حضور سے اُٹھالیجانے کے لئے
صلیب کی موت تک پاک برے کی قربانی کی مانند اپنا لہو بہایا۔ وے اُس کی حمد و ستائش
کرتے ہیں۔ اگرچہ وے اپنی موجودہ حالت میں خوش اور مبارک ہیں تو بھی وے اُس دن
کی انتظاری کرتے ہیں کہ جب پاک فرشتگان اور سب قدوسوں کے مبارک مرحوم مسیح کے ساتھ
بادلوں پر اُتریںگے۔ اُن کو معلوم ہوگا جیسا کہ ہمکو معلوم ہے کہ مسیح کی دوسری آمد تک خدا کی
بادشاہت نہ آویگی۔ اور اُس کی مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین
پر پوری نہ ہوگی۔ اس لئے وے دوسری آمد کے جلال کا خیال کرکے اُس کے
بہت خواہشمند ہیں۔ وے پاک فرشتوں کی جلالی رونق اور فرمانبرداری کو دیکھکر
یہ چاہتے ہیں کہ زمین پر بھی بنی آدم کی جلالی رونق اور فرمانبرداری ہو۔ وے
مسیح کے جلالی بدن کو دیکھکر یہ چاہتے ہیں کہ ایسا بدن ہم کو اور آسمان کے سب
مبارک مرحوموں کو اور زمین پر کے سب مقدسوں کو بھی ملے۔ جیسا کہ ہم اُس
دن کے جلال کی انتظاری کرکے یہ دعا کیا کرتے ہیں کہ اے خداوند یسوع تمام
روئے زمین پر اپنا جلال ظاہر کر۔ اور اپنی بادشاہت پھیلا دے۔ ویسے وے
بھی یہ دعا کیا کرتے ہونگے +

۲۔ گمان غالب ہے کہ مبارک مرحوم مسیح کے آنے تک کسی طرح کی پاک
خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ پاک نوشتوں میں صاف نہیں لکھا ہے کہ وے
کس قسم کی خدمتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ مگر یہ تو ناممکن ہے کہ وے خالی ہاتھ
بیٹھے رہتے ہوں۔ ضرور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ خدمت دی جائیگی۔ مثلاً لکھا ہے
کہ جب مسیح اپنے شاگردوں کی آنکھوں کے سامنے اوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی

نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے
اُن کے پاس آکھڑے ہوئے اور اُن سے کہنے لگے کہ تم کیوں کھڑے آسمان
کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے
اُسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔ (اعمال
۱: ۹-۱۱)۔ یہ دو مرد کون تھے اور کہاں سے آئے؟ کیا وے مبارک
مرحوموں میں سے آسمان سے نہ اُترے ہونگے؟ کس نے اُن کو بھیجا؟ وے
آپ سے آپ نہیں آئے۔ کس نے اُن کو یہ نیا اور عجیب اور تسلی بخش پیغام
دیا؟ بعض مسیحی علما یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دو مرد موسیٰ اور ایلیاہ تھے۔
اور جیسے وے مسیح اور اس کے تین شاگردوں کو مسیح کے جیتے جی دکھائی دیئے
اور اُس وقت اُس کی موت کا ذکر کیا ویسے ہی اُسوقت وے اُسکے پھر آنے
کی خوشخبری دینے کو بھیجے گئے۔ ہم ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ یہ خیال درست ہے
یا نہیں۔ مگر گمان غالب ہے کہ یہ دو شخص مبارک مرحوموں میں سے تھے۔ نتیجہ
اس سے یہ نکلتا ہے کہ جیسے یہ دو مرد خاص اور عمدہ خدمت کے لئے مخصوص
کئے ہوئے تھے۔ سو مرحوموں میں سے دوسرے بھی اسی طرح سے مختلف قسم
کی خدمتوں میں سے کوئی نہ کوئی خدمت کرتے ہونگے۔ مکاشفہ کی کتاب میں
اس بات کی نسبت اشارتاً یہ لکھا ہوا ہے کہ یوحنا رسول نے رویا میں دیکھا کہ
"بزرگوں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ یہ سفید جامے پہنے ہوئے کون ہیں؟
اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے اُس سے کہا کہ اے میرے خداوند تو ہی
جانتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ یہ وہی ہیں جو اُس بڑی مصیبت میں سے نکل کر
آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے جامے برے کے خون سے دھو کر سفید کئے ہیں۔
اسی سبب سے یہ خدا کے تخت کے سامنے ہیں اور اُس کے مقدس میں رات دن

اُس کی عبادت کرتے ہیں" (مکاشفہ ۷: ۹–۱۵)۔ ان آیات سے مبارک مرحوموں کی خدمت کی نسبت اتنا دریافت ہو سکتا ہے کہ وے آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ وے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سکھلاتے ہیں۔ ایک نے دوسرے سے یہ سوال کیا کہ "یہ سفید جامے پہنے ہوئے کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں" جیسا کوئی تجربہ کار اُستاد گو کہ وہ آپ خود اپنے سوال کا جواب ٹھیک جانتا ہے تو بھی اس طرح سے پوچھتا ہے کہ گویا نہیں جانتا کہ اس دوسرے سننے والے کی عقل کو اُکسا دے۔ پھر جب سننے والا اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کو مان لیتا ہے تب اُستاد خود اپنے سوال کا جواب دیتا ہے۔ جو گفتگو اُستاد اور شاگرد کے طور پر ان دو مبارک مرحوموں میں ہوئی اُس سے ظاہر ہے کہ وہاں بعض سکھلانے والے ہیں اور بعض سیکھنے والے۔ پھر مکاشفہ ۱۹: ۱۰ میں اس کا ایک اور ثبوت ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ مبارک مرحوموں میں سے ایک شخص ایسا رونق دار اور عالیشان صورت کا دکھائی دیا کہ یوحنا رسول اُسے سجدہ کرنے کے لئے اُس کے پاؤں پر گرا۔ لیکن اُس بزرگ نے اُس کو منع کرکے کہا کہ خبردار ایسا نہ کر میں بھی تیرا اور تیرے اُن بھائیوں کا ہم خدمت ہوں جو یسوع کی گواہی دینے پر قائم ہیں۔ ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مبارک مرحوم سیکھتے جاتے ہیں۔ اور اُن کے سکھانے کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے بعض بزرگ مقرر کئے جاتے ہیں۔ کیا کوئی تعجب کی بات ہے کہ پولس جیسے اپنے جیتے جی یہاں دنیا میں بڑا اُستاد تھا سو وہاں بھی مبارک مرحوموں میں نامور اور تجربہ کار اُستاد ہے؟ مسیح نے فرمایا کہ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ جیسے یہاں ہر مختلف خاندان الگ الگ مکانوں میں رہتے ہیں ویسے وہاں بھی مبارک مرحوم

جدا جدا مکانوں میں سکونت کرینگے۔ اور جیسے یہاں پر کلیسیا میں اُستاد اور افسر کے درجے ہوتے ہیں سو وہاں بھی طرح طرح کے درجے ہونگے۔ کوئی پانچ شہر کے اور کوئی دس شہر کے اوپر۔ اور جیسے ستاروں میں فرق ہوتا ہے کہ کوئی ستارہ بڑا اور کوئی چھوٹا ہے سو وہاں بھی ہوگا۔ لیکن ہر ایک چھوٹا بڑا ستارہ روشنی سے بھرا ہوتا ہے مگر اُن کے درجوں میں فرق ہے اسی طرح مبارک مرحوموں کے رتبے اور درجے میں فرق ہوگا۔ جو مسیح کے ہیں وے مرتے وقت پاک اور خوش ہونگے۔ اور ہر ایک اپنی لیاقت اور حیثیت کے موافق خدا کی بادشاہت میں درجہ اور خدمت پائیگا۔ جو ڈاکو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا مرتے وقت اپنے گناہوں سے توبہ کرکے مسیح پر ایمان لایا اور اسکا شاگرد ہوکر آسمانی گھر کے کسی کمرے میں داخل ہوا اُس کا درجہ خدا کی بادشاہت میں اور ہے۔ اور بزرگ پولس رسول جس نے تیس برس تک مسیح کی خدمت کی اور آخر کو اُس کی خاطر اپنی جان دی اُس کا درجہ اور ہے۔ دونوں خوش ہونگے دونوں بہشت کے باشندے ہونگے۔ مگر ان میں فرق یہ ہے کہ ایک چھوٹا ستارا ہے اور دوسرا بڑا۔ ایک میں روشنی تھوڑی سما سکتی ہے اور دوسرے میں زیادہ لکھا ہے کہ آفتاب کا جلال اور ہے اور ستاروں کا جلال اور۔ کیونکہ ستارے ستارے کے جلال میں فرق ہے۔ مُردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے۔ دیکھو ۱ کرنتھی ۱۵: ۴۱ +

۲- مسیح کے آنے کے وقت پہلی قیامت ہوگی۔ اُس وقت جتنے مبارک مرحوم ہونگے اور جتنے مسیح کے پیچھے پیرو زمین پر زندہ ہونگے وہ سب مسیح سے ملنے کو اُٹھائے جائینگے۔ اور جتنے ایسے نہ ہونگے چاہے وہ مُردوں میں ہوں یا زندوں میں چھوڑے جائینگے۔ وے پہلی مبارک قیامت کے لائق نہ ہونگے

جائیں گے جیسا کہ مسیح نے خود بتایا کہ "جو لوگ اس لائق ٹھہرینگے
کہ اُس جہان کو حاصل کریں اور مُردوں میں سے جی اُٹھیں۔ اُن میں بیاہ
شادی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ پھر مرنے کے بھی نہیں اس لئے کہ فرشتوں
کے برابر ہوں گے۔ اور قیامت کے فرزند ہوکر خدا کے بھی فرزند ہونگے"
لوقا ۲۰: ۳۵ و ۳۶ +

مکاشفہ کی کتاب میں اس پہلی پاک اور مبارک قیامت کا یہ بیان
ہے "پھر میں نے ایک فرشتے کو آسمان سے اُترتے دیکھا جس کے ہاتھ
میں اتھاہ گڑھے کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی۔ اُس نے اُس اژدہے یعنے
پرانے سانپ کو جو ابلیس اور شیطان ہے پکڑ کر ہزار برس کے لئے باندھا۔
اور اُسے اتھاہ گڑھے میں ڈال کر بند کر دیا اور اس پر مہر کر دی۔ تاکہ وہ
ہزار برس کے پورے ہونے تک قوموں کو پھر گمراہ نہ کرے۔ اس کے بعد
ضرور ہے کہ تھوڑے عرصے کے لئے کھولا جائے۔ پھر میں نے تخت دیکھے اور
لوگ اُن پر بیٹھ گئے۔ اور عدالت اُن کے سپرد کی گئی۔ اور ان کی روحوں کو
بھی دیکھا جن کا یسوع کی گواہی دینے اور خدا کے کلام کے سبب سر کاٹا
گیا تھا۔ اور جنہوں نے نہ اُس حیوان کی پرستش کی۔ نہ اُس کے بت کی
اور نہ اُس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی۔ وہ زندہ ہوکر ہزار
برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔ اور جب تک یہ ہزار برس پورے
نہ ہولئے باقی مردے زندہ نہ ہوئے۔ پہلی قیامت یہی ہے۔ مبارک اور مقدس
وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اختیار
نہیں بلکہ وہ خدا اور مسیح کے کاہن ہونگے۔ اور اُس کے ساتھ ہزار برس
تک بادشاہی کرینگے" (مکاشفہ ۲۰: ۱-۶)۔ اس سے ظاہر ہے کہ پہلی اور

دوسری قیامت کے بیچ میں ایک ہزار برس کا فرق ہوگا۔ یہ ہزار برس کا
زمانہ انگریزی زبان میں ملینیم (Millennium) کہلاتا ہے یعنے
ہزار سالہ مسیح کے آنے پر یہ ہزار سالہ زمانہ شروع ہوگا جس وقت مسیح آسمان پر سے اُتریگا اُس وقت
مبارک مرحوموں کی قیامت ہوگی۔ اُنکو مسیح کا سا جلالی بدن ملیگا جتنے اُس کے پیچھے مرے ہیں
وے بھی مسیح کا سا جلالی بدن پائینگے۔ چنانچہ لکھا ہے "اے بھائیو میرا مطلب یہ ہے کہ گوشت
اور خون خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے
دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب
بدل جائیں گے۔ اور یہ ایک دم میں۔ ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے
ہی ہوگا۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا جائیگا اور مردے غیر فانی حالت میں اُٹھینگے
اور ہم بدل جائیں گے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور
یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہنے۔ اور جب یہ فانی جسم بقا کا
جامہ پہن چکیگا اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہن چکیگا تو
وہ قول پورا ہوگا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لقمہ ہو گئی۔ اے موت تیری فتح
کہاں رہی؟ اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟ موت کا ڈنک گناہ اور
گناہ کا زور شریعت ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح
کے وسیلے سے ہم کو فتح بخشتا ہے" ۱کرنتھی ۱۵: ۵۰-۵۷ +

۴۔ پولس رسول اس پہلی اور پاک اور مبارک قیامت کے درجے
تک پہنچنے کی اُمید اور کوشش کرتا تھا۔ جیسا کہ وہ آپ ہی کہتا ہے کہ
"میں کسی طرح مُردوں کے جی اُٹھنے کے درجے تک پہنچوں" فلپی ۳: ۱۱۔
اگر سب اگلے پچھلے مردوں کی قیامت ایک ہی وقت میں ہوگی تو پولس نے
کیوں مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے درجے کا ذکر کیا۔ اور کیوں اس درجے

والی قیامت میں شریک ہونے کی اُمید کی ؟ پھر مردوں میں سے جی اُٹھنے
کا کیا مطلب ہے ؟ پھر اگر سب بھلے بُرے مُردے مِل کے ایک ساتھ قیامت
کے وقت اُٹھیں گے تو پولس کی یہ آرزو کہ میں کسی طرح مردوں کے جی اُٹھنے
کے درجے تک پہنچوں فضول ٹھہری ۔ پولس کی آرزو یہ تھی کہ جس وقت مسیح
فرشتوں اور مبارک مرحوموں کے ساتھ زمین پر اُترے تو میں مردوں
میں چھوڑا نہ جاؤں بلکہ اس لائق ٹھہروں کہ مردوں میں سے زندہ کیا جاؤں
اور یوں اُس پہلی مبارک قیامت کے درجے تک پہنچوں ۔ اُسنے جانا کہ جس
وقت مسیح آئیگا تو وہ ہزار سالہ زمانہ شروع ہوگا کہ جس میں نہ گناہ نہ غم
نہ موت کا نام و نشان رہیگا ۔ بلکہ برعکس اس کے خدا کے بندے اس دکھیا
خاکی - کمزور اور مرنے والے بدن کے بدلے میں جلالی بدن پائینگے
جیسا کہ لکھا ہے کہ " ہمارا وطن آسمان پر ہے - اور ہم ایک منجی - یعنے خداوند
یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے انتظار میں ہیں - وہ اپنی اس قوت کی
تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کر سکتا ہے ہماری
پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صورت پر
بنائیگا " (فلپی ۳ : ۲۰ و ۲۱) - اس وقت زمین باغِ عدن جیسی اور
جو لعنت بابا آدم کے سبب زمین پر آئی وہ جاتی رہیگی اس لئے کہ مسیح
جو خدا کا برّہ کہلاتا ہے وہ بنی آدم کے گناہ کے لئے قربان ہوا - اور پھر
خدا نے اُسے مردوں میں سے زندہ کرکے اپنی دہنی طرف بٹھایا جب
مسیح پھر آئیگا تو جتنے اُس کے ہیں وے بھی مردوں میں سے جی اُٹھینگے
اور مسیح کے ساتھ بادشاہی کرینگے ۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ " پھر اُس نے مجھے
بلّور کی طرح چمکتا ہوا آبِ حیات کا ایک دریا دکھایا ۔ جو خدا اور برّے کے تخت

سے نکل کر اُس سڑک کے بیچ میں بہتا تھا - اور دریا کے وار پار زندگی کا
درخت تھا - اُس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا
تھا - اور اُس درخت کے پتوں سے قوموں کو شفا ہوتی تھی - اور پھر لعنت
نہ ہوگی - اور خدا اور برّے کا تخت اُس شہر میں ہوگا اور اُس کے بندے
اس کی عبادت کرینگے - اور وہ اُس کا مُنہ دیکھیں گے - اور اُس کا نام
ان کے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا - اور پھر رات نہ ہوگی اور وہ چراغ اور سورج
کی روشنی کے محتاج نہ ہونگے - کیونکہ خداوند خدا اُن کو روشن کریگا -
اور وہ ابدالآباد بادشاہی کرینگے " مکاشفہ ۲۲ : ۱ - ۵ +

اسے پڑھنے والو - کیا پولس کی طرح تمہاری بھی یہ آرزو ہے کہ کاش
جس وقت مسیح پھر آوے میں کسی طرح سے مردوں میں سے زندہ کئے
جانے کے درجے تک پہنچوں ؟ کیا آپ اُس پہلی مبارک اور مقدس قیامت
میں شریک ہونے کی اُمید رکھتے ہیں ؟ کیا آپ یوحنا رسول کے ساتھ
یہ کہہ سکتے ہیں کہ " عزیزو ہم اِس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک
یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے - اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا
تو ہم بھی اُس کی مانند ہونگے - کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ
ہے - اور جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک
کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے " ۱ یوحنا ۳ : ۲ و ۳ +

جو مسیح کو نہیں مانتے اُن کی حالت نا اُمیدی کی ہے (دیکھو آیت
۱۳) - اُن کو کچھ اُمید نہیں کہ اُن کے خاندان کے عزیز آرام اور جلال
کی حالت میں پہنچے - اُن کو کوئی خیال نہیں کہ وے اُن کو پھر دیکھیں گے -
جو لوگ آواگون کے مسئلے کو مانتے ہیں اُن کو کیا اُمید ہو سکتی ہے - وہ

خود ہی مانتے ہیں کہ ہر ایک روح یا جان کو ۸۴ لاکھ جنم لینا پڑتے ہیں۔ کبھی مختلف جانوروں کی صورت میں۔ اور کبھی مختلف آدمیوں کی شکل میں۔ اور یوں جنم پر جنم لے کر وے آخرکار نروان کی حالت کو پہنچتے ہیں جس میں اُن کی شخصیت بالکل جاتی رہتی ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح مان لیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس وقت ہماری جان نکل جاتی ہے اُس وقت وہ کسی جانور یا انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور یوں اُس کی پہلی رشتے داری ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر وہ روح کسی حیوان کے جسم میں گھس گئی تو ہم میں اور اُس میں کیا رشتہ ہو سکتا ہے۔ اور جن کا یہ مسئلہ ہے اُن کو اپنے اور اپنے عزیزوں کے حق میں کیا اُمید ہو سکتی ہے؟ کیا وے اس مسئلے کے ماننے کے سبب سے خود ہی اپنے کو ناامیدوں میں شمار نہیں کرتے؟ کیا وے اس مسئلے کو مان کر ایک دوسرے کو تسلی دے سکتے ہیں؟ جو مسیح کو نہیں مانتے کیا وے اُس کے آنے کے وقت خوشی کرینگے یا کہ غم و رنج ظاہر کرینگے؟ مسیح نے خود اس سوال کا جواب یوں دیا ہے کہ "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے وہ اُسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے واسطے اپنی جان کھوئے وہی اُسے بچائیگا۔ اور آدمی اگر ساری دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کھوئے یا اُس کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ جو کوئی مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائیگا ابن آدم بھی جب اپنے اور اپنے باپ اور پاک فرشتوں کے جلال میں آئیگا تو اُس سے شرمائیگا" (دیکھو لوقا ۹: ۲۳-۲۶)۔ ہم ان باتوں پر غور کر کے مسیح کے نہ ماننے والوں کو کچھ تسلی نہیں دے سکتے کہ مسیح کے آنے کے وقت

اُن کا بھلا ہوگا۔ برعکس اس کے ہم پر فرض ہے کہ ان کو جتا دیں کہ جس وقت وے چھوڑے جاوینگے۔ کیونکہ مسیح نے خود اُن کی حالت کی بابت پیشینگوئی کی ہے "جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے تھے اور ان میں بیاہ شادی ہوتی تھی اُس دن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا۔ اور جب تک طوفان آکر اُن سب کو بہا نہ لے گیا ان کو خبر نہ ہوئی۔ اِسی طرح ابن آدم کا آنا ہوگا۔ اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہونگے۔ ایک لے لیا جائیگا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا۔ دو عورتیں چکی پیستی ہوں گی۔ ایک لے لی جائیگی اور دوسری چھوڑ دیجائیگی۔ پس جاگتے رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس دن تمہارا خداوند آئیگا۔ لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئیگا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب ہونے نہ دیتا۔ اِس لئے تم بھی تیار رہو۔ کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائیگا" (متی ۲۴: ۳۷-۴۴)۔ چاہئے کہ مسیح کے شاگرد اُس کی دوسری آمد کی پیشینگوئی اور آگاہی سے غافل اور لاپرواہ سننے والوں کو آگاہ کریں۔

۵۔ جن کو اپنے گذرے ہوئے عزیزوں کی مبارک حالی کا یقین ہے ان کا یہ یقین اور قوی اُمید خدا کے کلام کی بنیاد پر منحصر ہے (دیکھو آیت ۱۵ و ۱۸)۔ یہ اُمید عقل یا علم منطق یا علما یا فیلسوف افلاطون کے کہنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ تسلی بخش بات خدا کے کلام میں لکھی ہوئی ہے جتنے مسیح میں ہو کر گذر گئے ہیں وے سب خوشحال ہیں۔ مسیح نے ایک غمزدہ عورت بنام مرتھا سے کہا کہ "تیرا بھائی جی اُٹھیگا"۔ مرتھا نے اُس سے

کہا - میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اٹھیگا۔ یسوع نے اُس سے کہا - قیامت اور زندگی تو میں ہوں - جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے تو بھی زندہ رہیگا - اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا - کیا تو اس پر ایمان رکھتی ہے" (یوحنا ۱۱: ۲۳-۲۶) - پھر مسیح نے اپنے غمزدہ شاگردوں کو یہ تسلی بخش کلام سنایا "تمہارا دل نہ گھبرائے - تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو - میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں - اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا - کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں - اور اگر میں جاکر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لونگا - تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو" یوحنا ۱۴: ۱-۳+

پولس رسول نے تھسلنیکی کے اُن غمزدہ مسیحیوں کو ایسی ایسی باتوں سے تسلی بخشی کہ اُن کے عزیز مسیح پاس پہنچ گئے - وے زندہ ہیں - وے خوش ہیں - وے بیکار نہیں بیٹھتے - بلکہ کسی نہ کسی قسم کی پاک خدمت کرتے ہیں - وے مسیح کے ساتھ پاک فرشتوں کی بڑی گروہ کے ہمراہ لوٹ آئینگے - پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو" دیکھو آیت ۱۸+

پانچواں باب ۱-۱۱

(۱) مگر اے بھائیو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ وقتوں اور موقعوں کی بابت تم کو کچھ لکھا جائے (۲) اس واسطے

کہ تم آپ خوب جانتے ہو کہ خداوند کا دن اس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے - (۳) جس وقت لوگ کہتے ہونگے کہ سلامتی اور امن ہے - اُس وقت اُن پر اس طرح ناگہاں ہلاکت آئیگی جس طرح حاملہ کو درد لگتے ہیں اور وہ ہرگز نہ بچینگے - (۴) لیکن تم اے بھائیو تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دن چور کی طرح تم پر آپڑے - (۵) کیونکہ تم سب نور کے فرزند اور دن کے فرزند ہو - ہم نہ رات کے ہیں نہ تاریکی کے (۶) پس اوروں کی طرح سو نہ رہیں - بلکہ جاگتے اور ہوشیار رہیں - (۷) کیونکہ جو سوتے ہیں رات ہی کو سوتے ہیں - اور جو متوالے ہوتے ہیں رات ہی کو متوالے ہوتے ہیں - (۸) مگر ہم جو دن کے ہیں ایمان اور محبت کا بکتر لگا کر اور نجات کی اُمید کا خود پہن کر ہوشیار رہیں - (۹) کیونکہ خدا نے ہمیں غضب کے لئے نہیں بلکہ اس لئے مقرر کیا کہ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات حاصل کریں - (۱۰) وہ ہماری خاطر اس لئے موا کہ ہم جاگتے ہوں یا سوتے ہوں سب مل کے اسی کے ساتھ جئیں - (۱۱) پس تم ایک دوسرے کو تسلی دو - اور ایک دوسرے کی ترقی کے باعث ہو - چنانچہ تم ایسا کرتے بھی ہو+

میں سلا دیا۔ پس جیسا کہ پولس نے تھسلنیکا کے نومرید مسیحیوں کو آگاہ کیا اسی طرح سے ان دنوں میں مسیح کے خادم نومرید مسیحیوں کو آگاہ کر کے غفلت کی نیند سے جگا دیں۔ دیکھو آیات ۴-۶ +

۳۔ روحانی جنگ میں نومرید مسیحیوں کے لئے تین خاص اور کارگر ہتھیار ہیں جن کو انہیں باندھے رہنا چاہئے۔ یہ ہتھیار ایمان۔ محبت اور امید ہیں دیکھو آیت ۸ +

پہلا ہتھیار مسیح پر ایمان لانا ہے۔ مسیح پر ایمان لانے سے نومرید مسیحی مضبوط اور ثابت قدم رہیگا۔ عبرانیوں کے نام کے خط میں ایمان کی تفصیل کا بیان پایا جاتا ہے۔ اُس کے گیارھویں باب میں کتنے ہی ایمانداروں کا بیان لکھا ہے کہ جنہوں نے ایمان سے روحانی جنگ میں فتح پائی۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے ایمان کی تعریف یوں لکھی ہوئی ہے کہ "ایمان ہی سے موسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا۔ اس لئے کہ اس نے گناہ کا چند روزہ لطف اُٹھانے کی نسبت خدا کی اُمت کے ساتھ بدسلوکی کی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا۔ اور مسیح کے لئے لعن طعن اُٹھانے کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی۔ ایمان ہی سے اُس نے بادشاہ کے غصے کا خوف نہ کر کے مصر کو چھوڑ دیا اس لئے کہ وہ اندیکھے کو گویا دیکھ کر ثابت قدم رہا" پس جبکہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے اُلجھا لیتا ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔ اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لئے جو

اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروا نہ کر کے صلیب کا دکھ سہا۔ اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا" (دیکھو عبرانی ۱۱: ۲۴-۲۹ و ۱۲: ۱-۲)۔ جو مسیحی نومرید اس روحانی جنگ میں ایمان کی ڈھال باندھیگا وہ ضرور فتحیاب ہوگا +

پھر اس روحانی جنگ میں دوسرا ہتھیار محبت ہے۔ محبت بکتر کہلاتی ہے جس کو مسیح کے سپاہی کو باندھنا چاہئے۔ اس ہتھیار کے بغیر مسیحی ہار جائیگا۔ پولس اس روحانی لڑائی میں محبت کو سب سے کارگر اور مقدم ہتھیار بتلاتا ہے۔ دیکھو ا کرنتھی ۱۳: ۱-۱۳ +

اس روحانی جنگ میں تیسرا ہتھیار اُمید ہے۔ نومرید مسیحیوں کو چاہئے کہ وہ مسیح کے پھر آنے کی اُمید کو مثل خود کے پہنے۔ اس اُمید سے صبر اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ اُمید جڑ ہے اور اُس کے پھل صبر اور دلیری ہیں +

اے مسیحی بھائیو کاش کہ ہم ہر وقت یہ تین ہتھیار باندھ کر اپنے دلی دشمنوں سے لڑا کریں۔ ایمان کی ڈھال باندھو "وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔ دنیا کا مغلوب کرنے والا کون ہے سوا اُس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے" دیکھو ا یوحنا ۵: ۴ و ۵ +

اے مسیحی سپاہیو۔ محبت کا بکتر پہنو "محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اے عزیزو جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت کرنی فرض ہے"

دیکھو ۱ یوحنا ۴: ۱۰ و ۱۱ +

اُمید کا خود پہلو " عزیزو ہم اِسوقت خدا کے فرزند ہیں اور اب تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے - اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اُسکی مانند ہونگے کیونکہ اُسکو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے - اور جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے " دیکھو ۱ یوحنا ۳: ۲ و ۳ +

۴ - مسیح کا خادم اس بات پر زور دیا کرے کہ خداوند یسوع مسیح کی موت کے وسیلے سے گناہ کے غضبناک نتیجوں سے نجات ملی ہے (دیکھو آیت ۹ و ۱۰) - مسیح ہمارے گناہوں کے سبب سے قربان ہوا جیسا لکھا ہے " دیکھو خدا کا برّہ جو دنیا کا گناہ اُٹھالے جاتا ہے " (یوحنا ۱: ۲۹) وہ ہم گنہگاروں کا عیوضی ٹھہرا اس لئے اُس کو ہمارے گناہوں کی سزا اُٹھانی پڑی - (۲ کرنتھی ۵: ۲۱) مسیح بنی آدم کی برادری میں اس قدر مل گیا کہ ہمارے گناہوں کے سبب سے وہ گنہگاروں میں شمار کیا گیا " وہ ہمارے قصوروں کے لئے حوالے کر دیا گیا - اور ہمارے راستباز ٹھہرانے کے لئے جلایا گیا - کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر مُوا " (رومی ۴: ۲۵ و ۶: ۶-۱۰) +

اے مسیح کے خادمو - ایمان کی اِن بنیادی باتوں کو کہ مسیح ہمارے گناہوں کے سبب سے قربان ہوا - اور تین روز کے بعد خدا کی قدرت سے زندہ کیا گیا - اور یوں ہمارا منجی اور شافع بن گیا مت چھپاؤ - اِن باتوں کو سب سے مقدم سمجھو - انہیں باتوں کو نجات اور زندگی بخش پیغام کر سنایا کرو - ان باتوں کے سنانے سے مت شرماؤ بلکہ مقدور

بھر داناؤں اور نادانوں کو پڑھے اور ان پڑھوں کو یہ تعلیم دو کہ مسیح جو گناہوں کے لئے قربان ہوا اور پھر مردوں میں سے جی اُٹھا - اور آسمان پر چڑھ گیا - وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے چاہے وہ کسی ملک اور قوم کا کیوں نہ ہو نجات کے لئے تیار اور قادر ہے - پس اے مسیح کے خادمو اپنے کو مسیح کے ایلچی جان کر اُس کی طرف سے ایک ایک شخص سے منت کرو کہ وہ مسیح کو اپنے گناہوں کا کفارہ جان کر دل و جان سے قبول کرے اور اُسکا پیرو ہو کر علانیہ اُس کا شکریہ ادا کرے +

۵ - آخری نصیحت یہ ہے کہ مسیح کے پیرو ایک دوسرے کی تسلی اور ترقی کے باعث بنیں - (دیکھو آیت ۱۱) - اگر پوچھا جائے کہ مسیحی کیسے ایک دوسرے کو تسلی دیں اور ایک دوسرے کی ترقی کے باعث بنیں تو اِس کا ایک جواب یہ ہے کہ جیسے ہم نے خود مسیح کے کلام سے اور اُس کے بندوں کی تعلیم و نصیحت سے فائدہ اُٹھایا ہے ویسے ہم یہ تسلی بخش کلام اور ترقی پذیر باتیں اوروں کو پہنچائیں - جس وقت موقع ملے ہم اِن باتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے گفتگو کریں - ہم نے کتاب مقدس سے مسیح کی دوسری آمد کے بارے میں بہت کچھ سیکھ لیا ہے - کیا ہم آپس میں اِن باتوں کا ذکر کیا کرتے ہیں ؟ مسیح کی دوسری آمد کی خبر کیوں ہم کو دی گئی ؟ کیا اس لئے کہ ہم چپ چاپ اُسے اپنے دل میں چھپاویں یا کہ اوروں کو سُنا سُنا کر اُنہیں جگا دیں کہ وے اُس کے آنے کے لئے تیار رہیں ؟ تاکہ ہم اِن باتوں پر غور کر کے اور آپس میں اُنکی بابت گفتگو کر کے ایک دوسرے کی ترقی اور تسلی کے باعث بنیں +

باب پانچواں ۱۲-۲۲

(۱۲) اور اے بھائیو۔ ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ جو تم میں محنت کرتے اور خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں اور تم کو نصیحت کرتے ہیں۔ انہیں مانو۔ (۱۳) اور ان کے کام کے سبب محبت سے انکی بڑی عزت کرو۔ آپس میں میل ملاپ رکھو۔ (۱۴) اور اے بھائیو۔ ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ۔ کم ہمتوں کو دلاسا دو۔ کمزوروں کو سنبھالو سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ۔ (۱۵) خبردار کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کرنے کے درپے رہو۔ آپس میں بھی اور سب سے (۱۶) ہر وقت خوش رہو۔ (۱۷) بلاناغہ دعا مانگو۔ (۱۸) ہر ایک بات میں شکرگذاری کرو۔ کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے۔ (۱۹) روح کو نہ بجھاؤ۔ (۲۰) نبوتوں کی حقارت نہ کرو۔ (۲۱) ساری باتوں کو آزماؤ۔ جو اچھی ہو اُسے پکڑے رہو۔ (۲۲) ہر قسم کی بدی سے بچے رہو +

سرنامہ

نومرید مسیحیوں کو طرح طرح کی نصیحتیں

خط کی ان آخری آیات میں پولس رسول تھسلنیکی مسیحیوں کو طرح طرح کی نصیحتیں دیتا ہے۔ پہلی نصیحت یہ ہے کہ جو مسیحی اپنے مسیحی بھائیوں کی بہتری کے لئے یا مسیحی جماعت اور برادری کی ترقی و پاکیزگی کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ کل برادری کی طرف سے عزت اور تعریف کے لائق ہیں +

بارہویں آیت کے لفظ **محنت** کے معنے یہ ہیں کہ جو کوشش یا خدمت کسی مسیحی بھائی کے فائدے کے لئے یا کل مسیحی برادری کی بہتری اور ترقی کے لئے کی جائے وہ محنت عزت کے لائق سمجھی جائے اور اس کی تعریف بھی کی جائے۔ مثلاً جو بھائی اپنے ان پڑھ مسیحی بھائیوں کو انجیل کی باتیں سکھا دے یا پڑھا دے یا منیجی یا سبت کے دن کسی محلے یا گاؤں میں گھر گھر جا کر نومرید مسیحیوں کو اکٹھا کر کے ان کے ساتھ دعا بندگی کرے تو اس قسم کی خدمت اس آیت میں **محنت** کہلاتی ہے۔ پھر اس آیت میں اس طرح کی خدمت کی طرف بھی اشارہ ہے جیسے کہ کوئی مسیحی بھائی کلیسیا کی غریب بیواؤں یا یتیموں کی پرورش کے لئے گھر گھر جا کر اور بھائیوں کو ترغیب دیکر چندہ جمع کرے۔ پولس رسول کرنتھیوں کے پہلے خط کے سولہویں باب میں ایسی خدمت یا محنت کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ۔

ہفتے کے پہلے دن تم میں سے ہر شخص اپنی آمدنی کے موافق کچھ اپنے پاس رکھ چھوڑا کرے۔ تاکہ میرے آنے پر چندے نہ کرنے پڑیں۔ اور جب میں آؤنگا تو جنہیں تم منظور کرو گے اُنکو میں خط دیکر بھیجدوں گا کہ تمہاری خیرات یروشلیم کو پہنچا دیں۔ اور اگر میرا جانا بھی مناسب ہوا تو وے میرے ساتھ ہی جائینگے" (۱کرنتھی ۱۶: ۲-۴)۔ جن کرنتھی مسیحی بھائیوں نے غریب مسیحیوں کی مدد کے لئے چندہ کرنے میں محنت کی تھی پولس نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے جیسا کہ لکھا ہے: "اے بھائیو۔ تم ستفناس کے خاندان کو جانتے ہو کہ وہ اخیہ کے پہلے پھل ہیں۔ اور مقدسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ پس میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے تابع رہو بلکہ ہر ایک کے جو اس کام اور محنت میں شریک ہے" (۱کرنتھی ۱۶: ۱۵ و ۱۶)۔ الغرض پولس کی نصیحت کے معنے یہ ہیں کہ جو مسیحی کلیسیا کی بہتری کے لئے کسی طرح سے کوشش کرے تو چاہئے کہ اس کے مسیحی بھائی اس کی محنت کو یاد کیا کریں اور مناسب موقعوں پر اسکا شکریہ بھی ادا کیا کریں۔ آیات ۱۲ و ۱۳ کو دیکھو۔

کیسے شرم کی بات ہے کہ کلیسیا کے کتنے ممبر بجائے اس کے کہ کلیسیا کی ترقی کے لئے کچھ کرتے یا اُن غریب مسیحیوں کی بھلائی کے لئے کچھ تجویز نکالتے وے سوائے نکتہ چینی کے اور کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ جو تجویز کلیسیا کی ترقی کے لئے پیش کی جاتی ہے وے اس کے خلاف بیجا اعتراض نکالتے ہیں مگر خود کوئی تجویز نہیں نکالتے ورنہ اس کی کچھ فکر کرتے ہیں۔ وے کبھی کبھی ان تجویزوں کا مذاق کرتے ہیں جو کلیسیا کی ترقی کے لئے نکالی جاتی ہیں

اِن باتوں میں وے نحمیاہ کے مخالفوں کے قائم مقام ہیں۔ جب نحمیاہ اور بنی اسرائیل یروشلیم کی گری ہوئی دیواریں اُٹھا رہے تھے تو سنبلط اور طوبیاہ نے ان کی محنت کی نکتہ چینی کرکے اور ان پر ٹھٹھا کرکے اُنہیں دیواروں کے اٹھانے سے روکنا چاہا جیسے کہ لکھا ہے: "اور ایسا ہوا کہ جب سنبلط نے سنا کہ ہم شہر پناہ بنا رہے ہیں تو وہ رنجیدہ اور بہت غصہ ہوا اور یہودیوں کو ٹھٹھے میں اُڑایا۔ اور اس نے اپنے بھائیوں اور سامریہ کے لشکر کے آگے کہا کہ یہ ضعیف یہودی کیا کرتے ہیں؟ کیا انکو اجازت دیجیگی؟ کیا وے قربانی کرینگے؟ کیا وے ایک ہی دن میں سب کچھ کر چکیں گے؟ کیا وے جلے ہوئے پتھروں کو کوڑے کے ڈھیروں میں سے چن چن کے پھر نیا کرینگے؟ اور طوبیاہ عمونی نے جو اس کے پاس کھڑا تھا کہا کہ یہ جو انہوں نے بنایا ہے اگر ایک لومڑی بھی چڑھ جائے تو وہ اُنکی پتھر کی شہر پناہ کو توڑ دیگی۔ غرض ہم لوگ دیوار بناتے رہے اور ساری دیوار آدھی اونچائی تک جڑ گئی کیونکہ لوگ دل لگا کر کام کرتے تھے" (نحمیاہ ۴: ۱-۶)۔

اے پڑھنے والو خبردار ایسا نہ ہو کہ ان دنوں میں کلیسیا کی ٹوٹی ہوئی دیواروں کی مرمت کرنے والوں کی محنت پر ٹھٹھا کر کے تم خدا کی نظر میں مخالف گنے جاؤ جیسے کہ اگلے زمانے میں سنبلط اور طوبیاہ گنے گئے۔

جو خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں اُنکو مانو (آیت ۱۳ کو دیکھو)۔ یہ نہیں لکھا ہے کہ شیخ کی بات مانو لیکن جن کو خداوند نے تمہارا پیشوا مقرر کیا ہے ان کو مانو۔ یہاں ایک ہی پیشوا کا ذکر نہیں ہے بلکہ کتنوں کا۔ گمان غالب ہے کہ جیسے یہودیوں کے عبادت خانوں کے کل معاملات کے فیصلے کے لئے کتنے بزرگ مقرر ہوتے تھے۔ ویسے ہی تھسلنیکی کے نومرید مسیحیوں کی عبادت کے انتظام کے اور کلیسیا کے کل معاملات کے فیصلے کے لئے چند لائق اور معتبر مسیحی مقرر کئے گئے تھے۔ یہ پیشوا جتنے بھی ہوں وے سب گویا پنچایت کے طور پر اپنی مسیحی برادری کی طرف سے چنے گئے تھے

اور ان کے ہاتھ میں برادری کے کل معاملات اور مقدمات سونپ
دئے گئے تھے۔ مثلاً غریبوں۔ بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کے لئے
چندہ جمع کیا جانا اور خرچ کیا جانا ان کے ہاتھ میں تھا۔ اُن پیشواؤں
پر یہ بھی فرض تھا کہ برادری میں سے جو کوئی مسیح کی تعلیم کے خلاف چلے
یا کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے برادری کی بدنامی ہو۔ یا بھائیوں میں
جھگڑا ہو۔ یا کسی گھرانے میں پھوٹ پڑے تو یہ پیشوا اُن کو نصیحت
کریں۔ اور اگر وے نہ مانیں تو انکو گواہوں یا برادری کے سامنے ملامت
کریں۔ ان پیشواؤں کے ہاتھ میں کلیسیا کی برادری کی پاکیزگی اور ناموری
سونپ دی گئی تھی۔ گویا کہ وے کلیسیا کی بہتری اور بہبودی اور ہر ایک
نیک بات میں ترقی پانے کے جوابدہ تھے۔ اس لئے مسیحی برادری کو یہ
حکم دیا گیا تھا کہ اپنے پیشواؤں کے فرمانبردار اور تابع رہو کیونکہ وے
تمہاری روحوں کے فائدے کے لئے اُن کی طرح جاگتے رہتے ہیں جنہیں
حساب دینا پڑیگا۔ تاکہ وے خوشی سے یہ کام کریں۔ نہ رنج سے" عبرانی
۱۳: ۱۷- یہ بھی لکھا ہے کہ کلیسیا کے ممبر اپنے پیشواؤں کو نہ صرف
مانیں بلکہ انکو پیار بھی کریں۔ وہ خوشی سے ملامت نہیں کرتے۔ وے لالچ
سے یا کسی بُری غرض سے نصیحت نہیں کرتے۔ وے اپنی عزت کے
ڈھونڈنے والے نہیں ہیں۔ وے کلیسیا کی پاکیزگی اور بھائیوں کی بہتری
کے لئے یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ لہذا ان کے کاموں کے سبب سے ان سے
محبت رکھو اور ان کی بڑی عزت کرو۔ دیکھو آیت ۱۳+

تیرھویں آیت کے آخری جملے سے کہ "آپس میں میل ملاپ رکھو"
یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کسی سبب سے تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں میں

جھگڑا ہوا تھا۔ شاید پیشواؤں نے کسی بھائی کو نصیحت دینے یا سمجھانے
یا تنبیہ اور ملامت کرنے میں نرمی سے کام نہیں لیا تھا۔ یا کہ ایسی محبت
سے پیش نہیں آئے تھے جیسا کہ چاہئے تھا۔ اس سبب سے بہتوں کے
دلوں میں رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ اور اگر رنجش جلد دل سے دور نہ کی
جائے تو اس سے جلن پیدا ہو جاتی ہے اور جلن سے بدگوئی اور بھلا بُرا
کہنے کی نوبت آجاتی ہے۔ اس لئے پولس اس رنجش کو دور کرنے کے لئے
جو پیشواؤں اور نو مریدوں کے درمیان ہو گئی تھی کہتا ہے کہ "آپس میں
میل ملاپ رکھو" (آیت ۱۳)۔ پھر وہ کل برادری کو نصیحت کرتا ہے
کہ کلیسیا کے سب پیشوا اور ممبر کاہلے بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھائیں
(آیت ۱۴)۔ مسیحی کلیسیا میں بے قاعدہ چلنے والوں کی مثال ایسی
ہے جیسے کہ فوج میں سپاہی بے قاعدہ چلیں۔ جب کوئی سپاہی
قاعدہ کے خلاف قدم اُٹھاتا یا قاعدے کے موافق آگے پیچھے نہیں چلتا تو
کیا اُس کے ایسا کرنے سے کل فوج کی بدنامی اور شرمندگی نہیں ہوتی؟
اور کیا مناسب نہیں کہ اس بے قاعدہ چلنے والے سپاہی کے ساتھی اسکو
سمجھائیں کہ وہ باقاعدہ چلے؟ اسی طرح سے ہر مسیحی پر فرض ہے کہ وہ
اپنے بے قاعدہ چلنے والے بھائی کو سمجھائے تا ایسا نہ ہو کہ کل کلیسیا کی
بدنامی ہو۔ ایسی حالت میں خاموش رہنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس
حالت میں خاموشی سے کلیسیا اور اس بھائی کا نقصان ہوتا ہے۔
افسوس کی بات ہے کہ جس وقت کوئی بھائی بے قاعدہ چلتا ہے مثلاً
عبادت میں شریک نہیں ہوتا۔ یا برادری کے پیشواؤں کی عزت نہیں کرتا۔
یا کسی کا حق مار لیتا ہے۔ یہ کام کلام میں شکست رہتا ہے جہاں تک کہ اسکے

گھروالوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ وے ایسی چال چلنے والے بھائی کو سمجھانے بالکل خاموش رہتے یا اُس بھائی کی پیٹھ پیچھے اُس کے خلاف بہت کچھ کہتے پھرتے ہیں۔ کیا اُس کو تنہائی میں محبت کے ساتھ سمجھانا اس سے بہتر نہیں ہے کہ اس کی غیرحاضری میں اس کی نسبت لوگوں میں طرح طرح کی باتیں کہہ کے اس کی بدنامی کرنا؟

"کم ہمتوں کو دلاسا دو" (آیت ۱۴)۔ تھسلنیکا کے مسیحیوں میں سے بعض کم ہمت ہو گئے تھے اس لئے کہ اُن کے کتنے پیارے گذر گئے تھے جن کے غم میں وے بیدل ہو گئے تھے (دیکھو ۴: ۱۳-۱۸) اور بعضوں کے دل اس لئے کم ہمت ہو گئے تھے کہ اُن کا مال ضبط کر لیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنے پرانے مذہب کی رسومات و رسوم کو ترک کر دیا تھا۔ شاید انہیں سے بعض اپنی جان اور مال کو بچانے کی خاطر مسیح سے منکر بھی ہو گئے تھے جیسے کہ پطرس نے ڈر کے مارے یہودیوں کے سامنے مسیح سے انکار کر دیا تھا۔ اس انکار کی وجہ سے بیدل ہو کر اب وے خدا کی طرف آنکھ نہیں اُٹھا سکتے تھے بلکہ زار زار رو کر کہتے تھے کہ ہائے ہائے ہم مسیح سے منکر ہو گئے۔ پولس ایسے بیدل اور کمزور گرے ہوئے مسیحیوں کا خیال کر کے کہتا ہے کہ "کم ہمتوں کو دلاسا دو۔ کمزوروں کو سنبھالو" چاہئے کہ کمزور نو مرید کلیسیا کے زور آور مسیحیوں سے سنبھالے جائیں نہ کہ وے کلیسیا سے نکالے جائیں۔ خدا نے زور آوروں کو کیوں طاقت دی؟ کیا اس لئے نہیں کہ وے کمزوروں کو گرنے سے بچا دیں اور گرے ہوؤں کو اُٹھا دیں؟ (دیکھو آیت ۶)۔

"سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ" (آیت ۱۴) پولس اس لئے یہ نصیحت دیتا ہے کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھانے۔ اور کم ہمتوں کو دلاسا دینے۔ اور کمزوروں کو سنبھالنے کے لئے تحمل کی بڑی ضرورت ہے۔ مثلاً جس وقت ہم کسی بے قاعدہ چلنے والے کو سمجھائیں اور وہ غصہ ہو کر ہم پر بکے اور یہ کہے کہ تم کون ہو کہ مجھے سمجھاتے ہو۔ جاؤ اپنے گھر والوں کو سمجھاؤ۔ تو کیا اُس وقت تحمل کی بڑی ضرورت نہیں ہے؟ یا جب ہم کتنے ان پڑھ نو مرید مسیحیوں کو انجیل کی تعلیم سکھلانا چاہیں۔ اور مہینوں تک محنت کرنے کے بعد آخر کو ہماری ساری محنت ایسی بے تاثیر اور بے پھل معلوم ہو جیسی کہ سڑک پر بیج بونا تو کیا اُس وقت تحمل کی ضرورت نہیں ہے؟ اور کیا ایسے وقت ہم پولس کے اس کلام سے تسلی حاصل نہ کریں کہ "ہم نیک کام کرنے میں ہمت نہ ہاریں۔ کیونکہ اگر بیدل نہ ہوں گے تو عین وقت پر کاٹیں گے" گلتی ۶: ۹۔

اگر ہمارے تحمل کا کچھ اثر نہ ہو بلکہ برعکس اس کے ہم سے بدی کی جائے تو ہم بیدل نہ ہوں۔ اور ہم بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کریں (آیت ۱۵)۔ مسیح نے اپنے شاگردوں کو انتقام لینے سے منع کیا ہے۔

دیکھو متی ۵: ۴۳-۴۸۔

۱۶-۱۸ آیات میں پولس تھسلنیکا کے نو مرید مسیحیوں کو نصیحت دیتا ہے۔ یعنی ہر وقت خوش رہو۔ بلاناغہ دعا مانگو۔ ہر ایک بات میں شکرگذاری کرو۔ پہلی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کا شاگرد ستایا جائے یا نہ ستایا جائے۔ وہ دوستوں سے گھرا ہو چاہے دشمنوں سے۔ دیس میں ہو یا پردیس میں سب باتیں چاہے موافق ہوں یا خلاف۔ وہ بیدل اور تنگ دل نہ ہو۔

بلکہ ہر وقت اپنے دل کو یاد دلایا اور سمجھایا کرے کہ انجیل میں یہ خوشی
کی خبر درج ہے کہ خدا میرا آسمانی باپ ہے۔ اُس نے مجھ نالائق
اور کمزور نادان کو ایسا پیار کیا کہ ہمارے لئے اپنے پیارے بیٹے کو دنیا
میں بھیجا کہ اُس کے وسیلے سے میں اپنے گناہوں کی سزا اور غلامی سے
چھٹکارا پاؤں اور اسی دنیا میں آنے والے زمانے کی برکتوں کا پہلا
پھل حاصل کروں۔ کیا مناسب ہے کہ خدا کا فرزند اور جنت کا وارث
ناراضی اور ترش مزاجی دکھائے؟ کیا اُس کے دل کے اندر خوشی کا
چشمہ ہمیشہ تازہ نہ رہے؟ کیا مناسب ہے کہ مسیح کا شاگرد کڑوا کرنے
والا ہو؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض مسیحی بجائے خوش رہنے کے
ہر وقت ایسے [illegible] اور ترش رو اور بد مزاج رہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ
بات کرنے میں خوف لگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی بات کے
سبب سے اُن کا غصہ بھڑک اُٹھے۔ اے نو مرید مسیحیو مسیح کی یہ بات
سنو کہ "خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر
بڑا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے
اسی طرح ستایا تھا" متی ۵: ۱۲۔

نو مرید مسیحی کے لئے پولُس کی دوسری نصیحت یہ ہے کہ "بلا ناغہ
دعا مانگو" (آیت ۱۷)۔ دعا مانگنا سچے مسیحی ہونے کا نشان اور ثبوت ہے
مثلاً شہر دمشق میں مسیح کا ایک شاگرد حننیاہ نام یہ بات سُن کر کہ ساؤل
(پولس) ترسی دمشق کو آ رہا ہے بہت گھبرا گیا تھا۔ کیونکہ یہ ساؤل مسیح
کا دشمن تھا اور دمشق کے نو مرید مسیحیوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت ستانے
اور قید میں ڈلوانے کی غرض سے دمشق کو آ رہا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد

خداوند نے حننیاہ کو یہ کہہ کے تسلی دی کہ دیکھ وہ دعا مانگ رہا ہے
(اعمال ۹: ۱-۱۱)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دل سے مسیح کا
نام لیکر دعا مانگتا ہے وہ اس کا شاگرد ہے۔ پس یہ بات مسیح کے شاگرد
ہونے کا نشان اور ثبوت ہے۔ مسیحی کی اندرونی زندگی اسی بات پر منحصر
ہے کہ وہ نت دعا مانگے۔ دعا اُس کی زندگی کی سانس ہے۔ اس
طریقے سے وہ خدا کے ساتھ پاک صحبت و رفاقت رکھتا ہے۔ اور
خدا سے دانائی و دلیری۔ دلاسا۔ تحمل۔ تسلی۔ طاقت اور تازگی حاصل
کیا کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو بلا ناغہ دعا مانگنا چاہئے نہیں تو اُس کی محبت
خدا کی طرف ٹھنڈی پڑ جائے گی اور اس کی روحانی طاقت کم ہوتی
جائے گی۔ تب آخر کو وہ شیطان کے بس میں آ جائیگا۔ چاہئے کہ
صبح سے شام تک ہر کام میں دعا کی جائے۔ اے مسیحیو تم جو کچھ کرتے ہو
چاہے کھاتے پیتے ہو یا کوئی اور کام کرتے ہو اُس میں یسوع مسیح کا نام لیکے
دعا مانگو اور اُس کی مدد طلب کرو۔ اگر ہر ایک کام کے لئے کچھ وقت دعا
میں صرف کیا جائے تو وہ وقت ضائع نہ ہوگا بلکہ اس سے ایسا فائدہ
ہوگا جیسا کہ گاڑی کے پہیوں میں تیل ڈالنے سے ہوتا ہے۔ پولس
کی نصیحت یہ نہیں ہے کہ مسیحی اپنا روزمرہ کا کام کاج چھوڑ کر اپنا
سارا وقت دعا میں لگائے کیونکہ اُس نے خود ایسا نہیں کیا جیسا کہ لکھا
ہے "کیونکہ تم آپ جانتے ہو کہ ہماری مانند کس طرح بننا چاہئے۔ اسلئے
کہ ہم تم میں بے قاعدہ نہ چلتے تھے۔ اور کسی کی روٹی مفت نہ کھاتے تھے۔
بلکہ محنت مشقت سے رات دن کام کرتے تھے تاکہ تم میں سے کسی پر بوجھ
نہ ڈالیں" (۲ تھسلنیکیوں ۳: ۷-۹)۔ اُس کی نصیحت کے معنے یہ ہیں کہ

اگرچہ مسیحی اپنے کام کاج میں لگا ہوا ہو پھر بھی دعا میں مشغول اور
مستعد رہے۔ رومی ۱۲: ۱۲ +

۱۸ ویں آیت میں پولس کی تیسری نصیحت درج ہے یعنے "ہر ایک
بات میں شکر گذاری کرو"۔ کس لئے؟ اس لئے کہ یہ خدا کی مرضی ہے اور
اُسکو پسندیدہ ہے۔ جب پولس اور سیلاس آسیہ کو چھوڑ کر یورپ
کے شہر فلپی میں آ پہنچے تاکہ جس طرح اُنہوں نے آسیہ میں مسیح کی انجیل
کی نجات کی خوشخبری سنائی تھی ویسے ہی یورپ میں بھی سناویں
اُس وقت وہاں کتنے آدمیوں نے یہ دیکھ کر پولس اور سیلاس کی
تعلیم کے سبب سے ہماری کمائی کی اُمید جاتی رہی ہے تو انہوں نے
ہنگامہ کیا اور ان کو پکڑ کے حاکموں کے پاس کھینچ لے گئے اور ان پر یہ
الزام لگایا کہ یہ آدمی جو یہودی ہیں ہمارے شہر میں بڑی گڑبڑ ڈالتے
ہیں۔ اور ایسی رسمیں بتاتے ہیں کہ جنکا قبول کرنا اور عمل میں لانا ہم
رومیوں کو روا نہیں۔ اور عام لوگ بھی متفق ہو کر اُن کی مخالفت
پر آمادہ ہوئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجداری کے حاکموں نے بید
مارنے کا حکم دیا۔ اور بہت سے بید لگوا کر انہیں قید خانے میں ڈالا
اور داروغہ کو تاکید کی کہ بڑی ہوشیاری سے اُن کی نگہبانی کرے
اُس نے ایسا حکم پاکر انہیں اندر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اُن کے
پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دیئے۔ آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس
دعا مانگ رہے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے اور قیدی سن رہے
تھے۔ (اعمال ۱۶: ۲۰ تا ۲۵) کیا اُس قید خانے کے اندر ان
دو مسیحیوں کی دعا اور حمد کے گیت خدا کو پسند نہیں آئے؟ خوشحالی

میں خدا کی تعریف اور شکر گذاری کچھ مشکل نہیں مگر دکھ اور مصیبت
اور ستائے جانے کے وقت یہ مشکل ہے۔ تو بھی نصیحت یہ ہے کہ "ہر ایک
بات میں شکر گذاری کرو"۔ پولس بھول نہیں گیا تھا کہ تھسلنیکا کے
نومرید مسیحی دکھ میں تھے۔ وے ستائے گئے تھے۔ اُنکے کتنے عزیز
گذر گئے تھے۔ کتنوں کا مال ضبط کر لیا گیا تھا۔ تو بھی وہ کہتا ہے "ہر ایک
بات میں شکر گذاری کرو"۔ اور وہ اس کے دو سبب بتاتا ہے۔ پہلے یہ کہ تمہاری
بابت خدا کی یہ مرضی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ خداوند یسوع مسیح میں لگا رہنے سے
یہ ممکن ہے۔ مسیح کے پیرو پولس کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ "اگر خدا ہماری طرف
ہے تو کون ہمارا مخالف ہے؟ کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کرے گا؟
مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ ان سب حالتوں
میں اُس کے وسیلے سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھکر غلبہ
حاصل ہوتا ہے۔ (رومی ۸: ۳۱-۳۹) اے ستائے اور غم کے بوجھ سے
دبے ہوئے بیدل مسیحیو ہر وقت خوش رہو۔ ہر وقت دعا مانگو۔ ہر ایک
بات میں شکر گذاری کرو۔ کیونکہ یسوع مسیح میں تمہاری بابت خدا کی
یہی مرضی ہے +

"روح کو نہ بجھاؤ" (آیت ۱۹) جس کے دل میں روح القدس
سکونت اور سلطنت کرتا ہے۔ وہ خاموش نہیں رہ سکتا۔ جس کے گناہوں
کو مسیح نے معاف کیا کیا وہ شکر گذاری سے بھرے ہوئے دل سے مسیح
کی تعریف نہ کریگا؟ ہاں وہ خاموش نہیں رہ سکتا اور اگر کوئی اس کو چپ
کرانا چاہے تو یہی روح کو بجھانا ہے۔ پولس رسول کے زمانے میں بھی جماعت
میں نومرید مسیحیوں کو بولنے کی اجازت تھی۔ اس لئے جہاں روح ہے

وہاں آزادگی ہے۔ ہر مسیحی کو سوال کرنے یا گیت گانے یا مسیح کی
تعلیم کے معنے بتلانے یا دعا کرنے یا گواہی دینے کی اجازت اور دستور
تھا۔ کبھی کبھی نومرید مسیحی کی دعا یا نصیحت یا شکرگذاری کا طریقہ ایسا تھا
کہ بعض تعلیم یافتہ یا عمر رسیدہ اور تجربہ کار مسیحی اس کو چپ کرانا چاہتے
تھے۔ وے سرگرم اور جوشیلے نومریدوں سے کہتے تھے کہ بھائی ایسی
سرگرمی سے یا اونچی آواز سے یا ایسے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں خدا کا شکریہ
ادا کرنا نازیبا ہے۔ تمہارا طرز ہم تعلیم یافتوں کو ناگوار خاطر ہے۔ تم اپنی
روح کو ضبط میں لاؤ۔ خدا کی بندگی کا تمہارا طریقہ ہم بڑے لوگوں کے
لایق نہیں ہے۔ تم عبادت کے وقت چپ رہو۔ ہم تجربہ کار مسیحیوں کو تمہاری
گواہی یا دعا یا گانا سے فائدہ نہیں ہے۔ جو شکرگذاری اور محبت کی آگ
روح القدس نے ان نومریدوں کے دلوں میں ڈالی تھی اُس کو یہ بڑے
لوگ بجھانا چاہتے تھے۔ جب لکڑی میں آگ لگائی جاتی ہے تو پہلے
اس میں سے کچھ دھواں نکلتا ہے جس سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی
ہے۔ مگر اُس آگ پر پانی ڈالنا اچھا نہیں۔ کیونکہ اس طور سے تو
وہ بالکل بجھ جائے گی۔ یہ بڑے درجے کے نکتہ چین مسیحی روح کی
آگ پر پانی ڈالنے والے تھے۔ اس لئے پولس انکو سمجھاتا ہے کہ
اے بھائیو خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ تم چھوٹے بھائیوں کے دلوں
کو چوٹ لگا کر خدا کی روح کو بجھاؤ۔ آگ پر پانی ڈال کر اسکو بجھانا
بہت آسان ہے پر اس طرح کرنا لڑکوں کا کھیل ہے نہ کہ تجربہ کاروں
کا طریقہ۔ آگ جلانے والا تھوڑی دیر تک دھوئیں کی برداشت
کرتا ہے۔ وہ گھٹنے ٹیک کر اسکو پھونکتا ہے۔ وہ امید سے کہ سوکھی

لکڑیاں اچھی طرح سے لگتا ہے۔ تب نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر
میں آگ جلنے لگتی ہے جس سے گھر کے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی
طرح سے چاہئے کہ کلیسیا کے بزرگ اور تجربہ کار مسیحی ناتجربہ کار اور
نومرید مسیحیوں سے سلوک کریں۔ وے ان کی دعاؤں یا منادی یا
گواہی یا گانے یا عبادت کے طریقے کی نکتہ چینی نہ کریں۔ کیونکہ یہ آگ کے
دھوئیں پر پانی ڈالنا ہے۔ ہاں اس طرح سے دھواں تو بند ہو جائیگا
مگر آگ بھی بجھ جائے گی۔ کبھی کبھی دیکھنے میں آتا ہے کہ مسیحی جماعت
میں بندگی کا کل کام ایک ہی شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس کے سوا
کوئی دوسرا نہیں بولتا۔ اور نہ کسی اور کو اپنے دل کی شکرگذاری کی
خاص وجہ بتانے کا موقع دیا جاتا ہے۔ کسی وقت پاک نوشتوں کی
تعلیموں کی بابت کچھ دریافت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ عبادت کے
شروع سے آخر تک خاموش رہنے کا حکم ہے۔ نتیجہ اسکا یہ ہوتا ہے کہ
روح کی آگ جو دلوں میں ہوتی ہے وہ بجھ جاتی ہے۔ اے کلیسیا کے
بزرگو آگ کے دھوئیں سے مت ڈرو۔ اُسکو نکلنے دو۔ اُس کے اندر آگ
ہے۔ اُس کے لئے خدا کا شکر کرو۔ گھٹنے ٹیک کر اسپر پھونکو اور آخر کو
اُس سے کلیسیا کے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔

جس کلیسیا کے ممبروں میں جھگڑا ہو۔ وہاں خدا کی روح بجھائی جاتی
ہے۔ جس خاندان میں میاں بیوی یا بھائی بہن میں جھگڑا ہو تو وہاں بھی
پاک روح کی آگ بجھائی جاتی ہے۔ جو مسیحی اپنے کسی فرض کو ادا نہیں کرتا
یا کسی طرح کے گناہ کی غلامی میں گرفتار ہوتا ہے۔ وہ پاک روح کی آگ
کو بجھاتا ہے۔ جو مسیحی دعا مانگتے ہیں یا پاک نوشتوں کے پڑھنے میں غافل

اور بے پرواہ ہوتا ہے وہ پاک روح کو بجھاتا ہے۔ جھوٹ بولنا۔
بیجا غصہ کرنا۔ گندی باتیں کہنا۔ تلخ مزاجی۔ شوروغل۔ بدگوئی۔ سخت
دلی۔ بدخواہی۔ کنجوسی۔ ایسی ایسی باتوں سے خدا کی پاک روح رنجیدہ
کی جاتی ہے۔ دیکھو افسیوں ۴: ۲۵ - ۳۲۔
"نبوتوں کی حقارت نہ کرو"۔ (آیت ۲۰)۔ نبوتوں کی حقارت کرنا
کیوں اچھا نہیں ہے؟ اس لئے کہ روحانی نعمتوں میں نبوت کی نعمت افضل
ہے۔ جس کو خدا کی طرف سے یہ نعمت ملی ہے وہ اپنے مسیحی بھائیوں
اور کل کلیسیا کے لوگوں کی ترقی کا وسیلہ بنتا ہے۔ جو نبوت کرتا ہے وہ
آدمیوں سے ترقی اور نصیحت اور تسلی کی باتیں کرتا ہے۔ پولس کہتا
ہے۔ کہ نبوت کی تو نعمت طرح طرح کی زبانیں بولنے کی نسبت اعلیٰ ہے۔
اور اسی سبب سے تو مسیحیوں کو ترغیب دیتا ہے کہ "روحانی نعمتوں
کی آرزو رکھو خصوصاً اس کی کہ نبوت کرو"۔ (۱کرنتھی ۱۴: ۱)۔ انجیل
کے محاورے میں نبوت کا خاص مطلب یا اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی
آئندہ کی باتوں کی خبر دے۔ البتہ نبوت کے ایک معنے تو یہ ہیں مگر اس
آیت میں اس کے معنے دوسرے ہیں یعنے یہ کہ جس وقت کوئی مسیحی
بھائی یا اُستاد یا مناد یا پاسبان خدا کی روح سے کسی طرح کا تازہ
اور تسلی بخش اور ترقی پذیر پیغام پاکر اُسے سنادے تو ہم اس کی
باتوں کی حقارت نہ کریں۔ بلکہ ادب اور شکرگذاری کے ساتھ
سنیں۔ ہاں یہ تو سچ ہے کہ کبھی کبھی مناد یا اُستاد نے خود ہی
دھوکا کھایا ہو کہ جس پیغام کو اس نے خدا کی روح کی طرف سے
سمجھ کر سنایا ہو وہ درحقیقت اس کی ناقص عقل سے نکلا ہو۔ اسلئے

پولس نے سننے والوں کو یہ نصیحت اور آگاہی دی کہ "ساری باتوں کو آزماؤ۔
جو اچھی ہو اُسے پکڑے رہو"۔ (آیت ۲۱)۔ سچا مسیحی مناد یا اُستاد یا پاسبان
چاہتا ہے کہ اُسکا پیغام یا تعلیم یا نصیحت جانچی جائے۔ کہ آیا وہ پاک نوشتوں
کی تعلیم کے موافق ہے یا نہیں۔ وہ ایسی جانچ سے ڈرتا نہیں کیونکہ وہ یہ جانتا
ہے کہ میری تعلیم یا نبوت کی باتیں سچ اور برحق اور خدا کے کلام کے موافق ہیں
اور کہ روح القدس ان باتوں کی سچائی پر سب مسیحیوں کے دلوں میں گواہی دیگا۔
سب سننے والے۔ مسیحیوں کو یہ نصیحت ہے کہ ہر اُستاد اور مناد اور پاسبان کی تعلیم
اور پیغام کی باتوں کو آزماؤ کہ صحیح ہے یا کہ غلط اور جب یقین ہوا کہ اُسکا پیغام صحیح
ہے تو اُسے پکڑے رہو۔ اس کی تعلیم کو یوں آزماؤ اور پرکھو جیسا کہ صراف روپیوں
اور اشرفیوں کو پرکھتا ہے۔ وہ کھوٹے کو پھینک دیتا اور کھرے کو پکڑے رہتا ہے۔
پس تم بھی روحانی تعلیم کی نسبت کہ آیا وہ سچ ہے یا جھوٹ ہوشیار صراف بنو۔
ہر قسم کی تعلیم سننے میں آتی ہے اور پاک نوشتوں کے مختلف معنے بتلائے جاتے ہیں
انہیں بعض صحیح ہیں اور بعض غلط۔ اے مسیحی سننے والو۔ اس تعلیم کو پاک نوشتوں کی کسوٹی
پر کسو اور دھوکا نہ کھاؤ۔ جو صراف کھرے اور کھوٹے روپے یا اشرفی میں فرق کرنا
نہیں جانتا وہ دھوکا کھا کھا کر کیا آخرکو بالکل کنگال نہ ہو جائیگا؟ اسی طرح جو مسیحی
بے سوچے سمجھے ہر قسم کی تعلیم کو خدا کی طرف سے سمجھے اس لئے کہ کوئی اُستاد یا مناد وہ
تعلیم دیتا ہے وہ مسیحی نادان اور ناتجربہ کار صراف کی مانند بڑا نقصان اُٹھاویگا۔
اگر کوئی اُستاد یا مناد یسوع مسیح کی تعریف نہیں کرتا کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا ہے
اور کہ وہ ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے گنہگاروں میں شمار کیا گیا۔ اور اپنی
جان ہمارے بدلے میں دی اور کہ خدا نے اس کو زندہ کرکے کل جہان کے لوگوں
کا نجات دہندہ ٹھہرایا۔ تو سمجھو کہ اس اُستاد کی تعلیم خالص نہیں ہے اور اسمیں

بڑی کمی بھی ہے۔ اس لئے ہوشیار روحانی صراف کی مانند اُس تعلیم کو قبول نہ کرو بلکہ اس سے بچے رہو۔ آیات ۲۲ و ۲۳ کے خاص معنے یہی ہیں۔ جس تعلیم پر یہ مہر ہو کہ مسیح نے گنہگاروں کے بدلے میں اپنی جان دی اور پھر زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گیا تاکہ ہماری سفارش کرے اور اپنے ایمانداروں کو نجات بخشے اس تعلیم کو خوشی کے ساتھ قبول کرو۔ لیکن جس تعلیم پر یہ مہر نہ ہو اس کو رد کرکے اُس سے بچے رہو۔

حاصل کلام

۱۔ جو مسیحی کلیسیا کی بہتری اور ترقی کے لئے کسی قسم کی محنت کرتے ہیں وے عزت کے لائق ہیں۔ (دیکھو آیات ۱۲ و ۱۳)۔ کلیسیا کے ممبر انکو یاد کریں اور کسی نہ کسی طرح سے اُن کی طرف اپنی شکر گذاری ظاہر کریں۔ جو کلیسیا کے پیشوا اور افسر ہیں وے مانے جائیں اس لئے کہ خدا نے الگ الگ شخص کلیسیا کے فائدے اور مدد کے لئے مقرر کئے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے پیشوا اور مددگار کلیسیا کو بطور انعام کے دئے ہیں۔ یعنے اُس نے بعض آدمیوں کو رسول کی نعمتیں دے کر اور انہیں رسول بنا کر کلیسیا کو دیدیا۔ اور بعض کو نبی کی نعمتیں اور بعض کو اُستاد کی نعمتیں دے کر اُن کو نبی یا مبشر یا چرواہا یا اُستاد بنا کر دے دیا ہے تاکہ مقدس لوگ کامل بنیں اور خدمتگذاری کا کام کیا جاوے اور مسیح کا بدن ترقی پاوے۔ ہم آگے کو بچے نہ رہیں۔ اور آدمیوں کی بازیگری اور مکاری کے سبب اُن کے گمراہ کرنے والے منصوبوں کی طرف ہر ایک تعلیم کے جھوکے سے موجوں کی طرح اُچھلتے بہتے نہ پھریں۔ بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر

قایم رہ کر اور اس کے ساتھ جو سر ہے یعنے مسیح کے ساتھ پیوستہ ہوکر ہر طرح سے بڑھتے جائیں"۔ دیکھو افسی ۴: ۱۲-۱۵۔

۲۔ بے قاعدہ چلنے والے مسیحی کو نصیحت دینا اور اُسکو واجب طور سے سمجھانا بہت مشکل اور نازک کام ہے۔ خوف یہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے قاعدہ چلنے والا ناراض ہوکر سمجھانے والے کا دشمن ہو جائے۔ اس لئے بڑے سوچ سمجھ اور دعا کے ساتھ بگڑے ہوئے بھائی کو سمجھانا چاہئے نہیں تو بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے گمراہ اور بے قاعدہ چلنے والے کو سمجھانا مشکل کام ہے مگر اس مشکل کے سبب سے خاموش یا لاپرواہ رہنا اچھا نہیں ہے۔ جن طریقوں سے مسیح نے اپنے شاگردوں کو سمجھایا اُن پر غور کرکے اُس کے نمونے پر چلو۔ مثلاً جب اُس کے شاگرد آپس میں جھگڑتے تھے کہ ہم میں سے بڑا کون ہے تو اس نے ایک بچے کو پاس بلا کر اُسے اُن کے بیچ میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نہ پھرو اور بچوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی مانند چھوٹا بنائیگا وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہوگا (دیکھو متی ۱۸: ۲-۴)۔ پھر جب پطرس نے مسیح سے انکار کیا تو اُس کے سمجھانے سے پہلے مسیح نے اُس کے اور دوسرے شاگردوں کے لئے جس وقت وے تھکے ماندے تھے کھانا تیار کرکے ان کو کھلایا اور جب ان کی بھوک جاتی رہی اور وے سیر ہوگئے تب مسیح نے پطرس کو سمجھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پطرس قایل ہوا اور شاگردوں میں بحال کیا گیا۔ "اے میرے بھائیو اگر تم میں کوئی راہ حق سے گمراہ ہو جاوے اور کوئی اس کو پھیر

لائے تو وہ جان لے کہ جو کوئی کسی گنہگار کو اس کی گمراہی سے پھیر لائیگا
وہ ایک جان کو موت سے بچائیگا اور بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالیگا"۔
یعقوب ۵: ۱۹ و ۲۰۔

۳۔ مسیحی برادری کے لئے تین پائیدار اور بے تبدیل حکم ہیں یعنے
اس برادری کے ہر ایک شخص کو ہر وقت خوش رہنا چاہئے۔ اور بلاناغہ
دعا مانگنا اور ہر ایک بات میں شکر گذاری کرنا چاہئے۔ (آیات ۱۶-۱۸)۔
جس دل یا خاندان یا جماعت یا کلیسیا یا برادری میں یہ تین باتیں پائی
جاتی ہیں اس میں بہشت کا پہلا پھل نظر آتا ہے۔ وہاں خدا اپنی برکت بخشیگا
اور روح القدس کی حضوری اور قدرت کا اظہار ہوگا۔ مسیح کے شاگردوں کو
خوش مزاج ہونا چاہئے کیونکہ ان کی خوش مزاجی سے جو لوگ مسیحی
برادری سے باہر ہیں وہ اس کے اندر کھینچے جائیں گے۔ جیسے کہ کسی تاریک
اور سرد کمرے میں سورج کی روشنی چمکنا مفید ہے کیونکہ اس سے اس کمرے
کی تاریکی اور سردی نکل جاتی ہے۔ اسی طرح سے مسیحی برادری میں خوش
مزاجی ایسی کارگر ہے کہ اس سے کل جماعت کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اے
مسیحیو اپنے خاندان اور کلیسیا کے اندر خوش مزاجی دکھلاؤ۔ اپنی برکتوں
کو گنو۔ اپنی میراث کو یاد کرو۔ اپنے دلگیر بھائیوں کو دلاسا دو۔ اپنی فکروں
اور اداسی سے اُن کے دلوں کو بوجھل نہ کرو۔ دعا مانگنے میں لگے رہو۔ یاد رکھو
کہ دعا مانگنے میں سستی اور غفلت کے پھل بد مزاجی۔ بیدلی۔ تھکاوٹ۔ اداسی
خفگی۔ سخت دلی۔ ناتوانی اور ناکامیابی ہیں۔ جس حالت میں تم ہو اس میں
شکر گذاری کرو۔ ہاں اگر دکھ درد اور موت بھی درپیش ہو تو بھی شکر گذاری
کرو۔ سیدنا مسیح نے جس وقت وہ پکڑوایا گیا اپنے ہاتھ میں پیالہ لیکر شکر کیا

کیا اس نے یہ نہیں کہا کہ "جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اُسے
نہ پیوں؟ یوحنا ۱۸: ۱۱۔

"خداوند میں ہر وقت خوش رہو۔ پھر کہتا ہوں کہ خوش رہو۔ تمہاری
نرم مزاجی سب آدمیوں پر ظاہر ہو۔ خداوند قریب ہے۔ کسی بات کا فکر
نہ کرو۔ بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دعا اور منت کے وسیلے
سے شکرگذاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں۔ تو خدا کا اطمینان
جو سمجھ سے بالکل باہر ہے۔ تمہارے دلوں اور خیالوں کو مسیح یسوع میں
محفوظ رکھیگا"۔ فلپی ۴: ۴-۷۔

۴۔ مسیحی جماعت کی بندگی میں اتنی آزادگی ہو کہ جس کسی بھائی نے
خدا کی طرف سے کوئی پیغام پایا ہو۔ یا خدا کی مہربانی سے کوئی خاص برکت
پائی ہو۔ یا خدا کی روح سے اُسے کچھ خاص تسلی ملی ہو تو اس کو کسی وقت
پیغام سنانے یا اپنی برکت یا تجربہ بتلانے کے لئے موقع دیا جائے۔ اگر
اس کو اپنے دل کی باتیں بتلانے اور ظاہر کرنے کا کسی وقت موقع نہ دیا جا
تو کیا جماعت خدا کی روح کی باتیں سننے سے انکار کرکے روح کو نہیں بجھاتی؟
اور نہ سننا کیا یہ نبوت کی حقارت نہیں ہے؟ اگر پیغام سنانے والا یا تجربہ
بتلانے والا یا کسی خاص برکت کے لئے شکرگذاری ظاہر کرنے والا نو مرید
اور ناتجربہ کار جوان ہی ہو تو بھی اس کو جماعت کے سامنے کسی مقررہ وقت
پر کہنے کا موقع دیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو روح کے بجھ جانیکا اندیشہ
ہے۔ اگر کلیسیا کے بزرگ اور پیشوا ایسی تدبیر نکالیں کہ کلیسیا کے ممبر کا
مقررہ وقت پر اپنے دل کی بات اور تجربہ بتلاویں تو ان کو اور کل جماعت
کو فائدہ ہوگا۔ خلیفت پولس نے اس امر میں کرنتھی مسیحیوں کو دی وہ

پر مطلب ہے۔ "نبیوں میں سے دو یا تین بولیں اور باقی ان کے کلام کو پرکھیں۔ لیکن اگر دوسرے پاس بیٹھنے والے پر وحی اُترے تو پہلا خاموش ہو جائے۔ کیونکہ تم سب کے سب ایک ایک کرکے نبوت کرسکتے ہو تاکہ سب سیکھیں اور سب کو نصیحت ہو۔ اور نبیوں کی روحیں نبیوں کے تابع ہیں کیونکہ خدا ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے۔ پس اے بھائیو نبوت کرنے کی آرزو رکھو اور زبانیں بولنے سے منع نہ کرو۔ مگر ساری باتیں شایستگی اور قرینے کے ساتھ عمل میں آئیں" دیکھو ۱-کرنتھی ۱۴: ۲۹-۳۳ و ۳۹ و ۴۰+

پانچواں باب ۲۳-۲۸

(۲۳) خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے۔ اور تمہاری روح و جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں۔ (۲۴) تمہارا بلانے والا سچا ہے۔ وہ ایسا ہی کریگا۔ (۲۵) اے بھائیو ہمارے واسطے دعا مانگو۔ (۲۶) پاک بوسے کے ساتھ سارے بھائیوں کو سلام کرو۔ (۲۷) میں تمہیں خداوند کی قسم دیتا ہوں کہ یہ خط سارے بھائیوں کو سنایا جائے+

(۲۸) ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے+

سرنامہ

دعا اور سلام

اس خط میں شروع سے آخر تک پولس رسول نے مسیحی کلیسیا کی تصویر کھینچی ہے۔ اس نے بتلایا ہے کہ مسیحی کا خیال اور چال چلن کیسا ہونا چاہیئے یعنے (۱) کہ کلیسیا کے خداوند مسیح کی دوسری آمد کے منتظر اور مشتاق ہوں۔ (۲) وے ہر قسم کی بدی سے بچے رہنے اور پاک بننے کی کوشش کریں۔ (۳) وے اس روحانی جنگ میں اپنی کمزوری اور لاچاری مان کے خدا سے مدد مانگا کریں۔ ۲۳ویں آیت میں ان تین باتوں کا خلاصہ مطلب درج ہے سوا خدا کے کوئی ہم کو پاک نہیں بنا سکتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہم اُس سے دعا مانگتے رہیں کہ جب تک مسیح پھر نہ آوے وہ ہم کو پورے طور سے بچاوے اور بے عیب محفوظ رکھے۔ ۲۳ویں آیت میں روح و جان و بدن سے پورا انسان مراد ہے۔ روح و جان کے معنے قریب ایک ہی ہیں۔ روح سے انسان کی زندگی کا وہ حصہ مراد ہے جو خدا کی روح سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ اور جان سے زندگی کی کل قوتیں مراد ہیں۔ اور بدن سے وہ خاص قوتیں اور حرکتیں مراد ہیں جو جسم سے پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے وسیلے سے آدمی کی اندرونی حالت ظاہر کی جاتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ عدالت کے دن ہم سب کا حال ظاہر کیا جائیگا۔ اور اُس وقت ہر شخص اپنے ان کاموں کا بدلا پائیگا جو اُس نے بدن کے وسیلے سے کئے ہوں خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے (۲-کرنتھی ۵: ۱۰)

نتیجہ یہ ہے کہ روح بدن کے وسیلے سے اپنی حالت ظاہر کرتی ہے
خواہ بھلی ہو یا بُری۔ بدن کے اعضا روح وجان کے اوزار ہیں۔ اگر
یہ سوال کیا جائے کہ اس روحانی جنگ میں خدا کیوں "اطمینان کا خدا"
یا "اطمینان کا چشمہ" کہلاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک
ہم میں اور خدا میں اطمینان یعنی میل نہ ہو تو اس روحانی جنگ میں ہم خدا
کی مدد سے محروم رہیں گے اور یوں ہار جائیں گے۔ مثلاً اگر ہم بغیر خدا
کی مدد کے بدمزاجی یا حسد یا ڈاہ یا غصہ یا نشے بازی یا جھگڑا یا کسی
قسم کی ناپاکی سے اپنے کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ تو
نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کامیاب نہ ہونگے۔ ہمارے سارے نیک ارادے اور
عقلی تجویزیں ناقص اور بیکار ٹھہرینگی جب تک کہ ہم اس جنگ میں اپنی
بالکل لاچاری مان کے خدا سے منت نہ کریں کہ وہ ہمیں ان سب بُری
عادتوں کی غلامی سے چھڑا کر اطمینان اور آرام دے۔ اگر ہم اس کی
پاک نظر سے چھپ کر ناپاک اور بُری عادتوں سے لڑیں تو ہم انکو
جیت نہ سکینگے۔ جب تک کہ ہماری روح وجان و بدن میں جھگڑا
ہو یہاں تک کہ بدن روح کو بالکل نہیں مانتا تو روح میں اطمینان
کیسے ہو سکتا ہے؟ جس حال کہ بدن تیز و جوان گھوڑے کی مانند
روح کی لگام کو توڑ ڈالتا ہے تو کیا روح وجان کو اطمینان ہو سکتا
ہے؟ کیا دونوں بے چین نہ رہیں گے؟ کیا روح کو جو ایسے
بے لگام بدن میں رہتی ہے کچھ چین ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب
تک کہ بدن بالکل روح کے بس میں نہ ہو۔ اور جب تک کہ خدا انہیں
میل نہ کرادے تب تک کسی کو دلی اور سچے اور پائیدار اطمینان

کی کچھ امید نہیں ہے۔ اس لئے پولس خدا کو یہ پُرمطلب اور تسلی بخش نام دیتا ہے
یعنی "اطمینان کا خدا"۔ آپ تم کو بالکل پاک کرے۔ جب وہ آدمی کے بدن کو اپنی پاک
روح کی ہیکل بنا دے تب وہ آدمی ہر طرح کے گناہوں سے نفرت کرکے ان سے
باز رہیں گے تاکہ ان کی روح وجان اور بدن پورے پورے اور بےعیب محفوظ
رہیں۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ میں نے فلاں فلاں بدعادت کی غلامی سے
چھٹکارا پانے کی بہت کوشش کی مگر بار بار پھر اسی میں گرفتار ہو گیا۔ ہائے
میں کیسا کمبخت آدمی ہوں۔ اس گناہ کے بدن سے مجھے کون چھڑائیگا؟
جواب یہ ہے کہ نہ تمہارے نیک ارادے اور نہ تمہاری کوئی اور تدبیر اور
کوشش تم کو گناہ اور بدعادتوں کی غلامی سے چھٹکارا اور آرام دے سکتے
ہیں۔ اطمینان کی ایک ہی راہ ہے یعنی اطمینان کے خدا سے مدد طلب کرو۔
اپنی لاچاری کو مانو مسیح کی صلیبی موت کو یاد کیا کرو۔ اسکو سپر سمجھو کہ جس سے تم
شیطان کے سارے جلتے ہوئے تیروں کو بجھا سکو۔ (دیکھو افسی ۶: ۱۰-
۱۷)۔ اسی طرح تم شیطان اور اس کی حرکتوں اور ہر بُری عادت کی
غلامی سے چھوٹ سکتے ہو اور اپنے بدن اور روح اور جان میں اطمینان
پا سکتے ہو +

۲۴ ویں آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہم کو
بالکل پاک کرے تو ہمارا یقین یہ ہو کہ اس نے ہم کو پاک بننے کیلئے بلایا
اور وہ ہماری پاکیزگی چاہتا ہے لہٰذا وہ ہماری مدد کریگا۔ وہ ناپاکی سے
لڑنے کے لئے جنگ میں ہمارا مددگار ہوگا اور وہ یہاں تک ہماری مدد کو
تیار اور مستعد ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔ ہاں وہ اس جنگ میں مدد کریگا
کہ ہم اپنی کوشش یا تدبیر کا کچھ خیال نہ کرینگے بلکہ یقین کہ پاک کرنیوالا وہی ہے

جس نے اپنے پیارے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ گناہ سے بچانے کے لئے
ہم سب کے بدلے اُسے صلیبی موت کے حوالے کر دیا کیا وہ اُس کے ساتھ
پاک روح نہ بخشیگا کہ اُس کے وسیلے سے ہم پاک بنتے جائیں؟

پولس تھسلنیکا کے نومرید مسیحیوں کو بھائی جان کر اُن سے یہ عرض
کرتا ہے کہ اے بھائیو ہمارے واسطے دعا مانگو۔ (آیت ۲۵) پولس بار
بار اپنے مسیحی بھائیوں سے یہی عرض کرتا تھا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ وہ
اپنے مسیحی بھائیوں کی دعاؤں کے ذریعہ سے کون سی چیزیں یا کون سی
برکتیں پانے کی اُمید کرتا تھا تو اُس کے خطوں میں اسکا جواب ملتا ہے۔
مثلاً اُس نے اپنے تھسلنیکی بھائیوں سے اپنے لئے دعا کی یہ درخواست
کی کہ اے بھائیو ہمارے حق میں دعا کرو کہ خداوند کا کلام ایسا جلد پھیل
جائے اور جلال پائے جیسا کہ تم میں۔ اور کجرو اور بُرے آدمیوں سے ہم
بچے رہیں۔ کیونکہ سب میں ایمان نہیں۔ (۲ تھسلنیکیوں ۳: ۱-۲)۔ پھر اُسے
افسس شہر کے اپنے مسیحی بھائیوں سے یہ درخواست کی کہ میرے لئے دعا
اور منت کرتے رہو تاکہ بولنے کے وقت مجھے کلام کرنے کی توفیق ہو۔ (دیکھو
افسی ۶: ۱۸ اور ۱۹)۔ پھر اُس نے کلسّی شہر کے اپنے مسیحی بھائیوں سے یہ درخواست
کی کہ دعا مانگنے میں مشغول اور شکرگذاری کے ساتھ اس میں بیدار رہو۔ اور
ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی دعا مانگا کرو کہ خدا ہم پر کلام کا دروازہ کھولے
تاکہ میں مسیح کے اُس بھید کو بیان کر سکوں جس کے سبب قید بھی ہوں۔
(کلسّی ۴: ۲-۳)۔ پھر اُس نے شہر روم کے اپنے مسیحی بھائیوں سے
درخواست کی کہ میرے لئے خدا سے دعا مانگنے میں میرے ساتھ مل کر جانفشانی
کرو کہ میں یہودیہ کے نافرمانوں سے بچا رہوں۔ اور میری وہ خدمت جو یروشلیم

کے لئے ہے مقدسوں کو پسند آئے اور خدا کی مرضی سے تمہارے پاس خوشی
کے ساتھ آ کر تمہارے ساتھ آرام پاؤں۔ دیکھو رومی ۱۵: ۳۰ و فلپی ۱: ۱۹
و ۲ کرنتھی ۱: ۱۱ و فلیمون ۲۲۔

پولس اپنے مسیحی بھائیوں کے لئے دعا مانگا کرتا تھا۔ دیکھو رومی ۱:
۹ و ۱۰ و افسی ۱: ۱۶ و ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۲ و ۳: ۱۰ و فلیمون ۴ و فلپی ۱: ۴
و کلسّی ۱: ۳ و ۴ و ۹۔ اس لئے وہ اُن سے یہ درخواست کر سکتا تھا کہ اے
بھائیو میرے لئے دعا کرو۔ اگر ہم اوروں کے لئے خدا سے برکتیں نہیں
مانگا کرتے ہیں تو کیا واجب ہے کہ ہم ان سے یہ درخواست کریں کہ مجھے اپنی
دعاؤں میں یاد کیا کرو؟

"پاک بوسے کے ساتھ سارے بھائیوں کو سلام کرو"۔ (آیت ۲۶)
پاک بوسہ محبت کا نشان ہے۔ ان دنوں میں خاندان کے شریکوں میں ایک
دوسرے کو بوسہ دینا رشتہ داری کا نشان تھا۔ جب بھائی بہن ملتے تھے
تو وے ایک دوسرے کو بوسہ دیتے تھے۔ اور دوستوں میں بھی یہ دستور تھا کہ
جب وے بہت دنوں کے بعد ملتے تھے تو آپس میں ایک دوسرے کو بوسہ دیتے
تھے۔ دوستوں میں یہی انکا معمولی سلام تھا۔ جیسا کہ ہندوستانی برادری
میں بغلگیر ہونا محبت کا نشان ہے سو ان دنوں میں ایک دوسرے کو بوسہ
دینا برادری اور دوستی کا نشان تھا۔ بوسہ دینے اور لینے سے وے اپنے
بھائی بندی کا رشتہ ظاہر کرتے تھے۔ لہٰذا اُن دنوں میں جتنے کلیسیا کے
شریک تھے وے ایک دوسرے کو بوسہ دے کے اپنی برادری اور بھائی
بندی اور یگانگت ظاہر کرتے تھے۔ رسول کلیسیا کا دستور یہ تھا کہ جس وقت
کوئی شخص بپتسمہ پاکر مسیحی برادری میں شریک ہوتا تھا تو کلیسیا کا ہر شخص اُسکو

بوسہ دیکے اس نشان سے اُس کی طرف اپنی منظوری اور محبت ظاہر کرتا تھا۔ جیسا آجکل انگریزوں میں ہاتھ ملانے سے سلام ہوتا ہے اسی طرح اس وقت پولس کے زمانے میں پاک بوسہ لینے سے سلام ہوتا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "اس کے پکڑنے والے نے انہیں یہ کہکے پتہ دیا تھا کہ جسکا میں بوسہ لوں وہی ہے" متی ۲۶: ۴۸ و ۴۹ و لوقا ۷: ۴۵ و ۲۲: ۴۸ و رومی ۱۶: ۱۶ و ۲ کرنتھی ۱۳: ۱۲ و اعمال ۵: ۲۵ و ۱ پطرس ۵: ۱۴۔ تیرہویں صدی تک کلیسیا میں سلام کرنیکا یہی طریقہ قائم رہا۔ لیکن اس کے بعد یہ دستور بند کیا گیا۔ اس لئے کہ اس سے کئی ایک خرابیاں پیدا ہوئیں۔ اُس زمانے میں جب بھائیوں کے درمیان کچھ نا اتفاقی ہوتی تھی تو وے ایک دوسرے کو بوسہ دے کے میل کرتے تھے۔ (دیکھو کرنتھیوں کے پہلے خط پر میری تفسیر باب ۱۰ کی آیت ۲۰ کو)۔ غرض ہر ملک اور ہر قوم میں جس طریقے سے برادری اور محبت کا نشان ظاہر ہوتا ہے وہ بغلگیر ہونے سے ہو یا ہاتھ ملانے سے۔ یا ہاتھ جوڑ کر یا ہاتھ اُٹھاکر سلام کرنے سے ہو یا سر جھکانے سے یا کسی اور طرح سے ہو۔ مسیحیوں کو وہ طریقہ استعمال میں لانا چاہئے۔

۲۷ویں آیت میں پولس بڑی سنجیدگی کے ساتھ حکم دیتا ہے کہ یہ خط سارے بھائیوں کو سنایا جائے چاہے وے کیسے غریب اور ان پڑھ کیوں نہ ہوں۔ اُنکو بھی سنایا جائے جو خط کے پہنچتے وقت غیر حاضر ہوں یا کلیسیا کے پیشواؤں یا کسی افسر سے ناخوش ہوکے عبادت میں نہ آتے ہوں۔ غرض جو کچھ بھی ہو یہ خط تھسلنیکی کی کلیسیا کے ہر ایک بھائی کو سنایا جائے۔ پولس کا سنجیدہ حکم یہی ہے۔ اُس نے

ایک ایک بھائی کا خیال کرکے یہ خط لکھا تھا۔ اُس نے نہ صرف تجربہ کار اور سمجھدار اور فرمانبردار اور پاک چال چلنے والے بھائیوں ہی کا خیال کرکے یہ خط لکھا تھا۔ بلکہ کمزوروں اور کم ہمتوں اور بے قاعدہ چلنے والوں کا خیال کرکے اُس نے چاہا کہ اس خط کے ذریعہ سے وے تعلیم و تربیت پاکر فائدہ اٹھاویں۔ اس لئے جن کے پاس اُسنے یہ خط بھیجا اُن کو تاکیداً یہ حکم دیا کہ خبردار کوئی بھائی کیوں نہ ہو وہ اس خط کے پڑھنے یا سننے سے محروم نہ رہ جائے۔ شاید پولس نے کچھ خبر سنی ہو کہ کلیسیا کے کتنے پیشوا اور بزرگ چند بھائیوں سے ناراض ہوگئے اس سبب سے اُسکو یہ شک پیدا ہوا ہو کہ شاید وے ان بھائیوں کو یہ خط نہ دکھائیں گے۔ یا کچھ کچھ نکال کے پورا خط اُنکو نہ سنائیں گے۔ اس لئے وہ صاف اور سنجیدہ حکم دیتا ہے کہ "میں تمہیں خداوند کی قسم دیتا ہوں کہ یہ خط سارے بھائیوں کو سنایا جائے"۔ آیت ۲۷۔

خط کی آخری بات دعائے خیر ہے "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے"۔ (آیت ۲۸) خط کے شروع میں یہ دعائے خیر ہے "فضل اور اطمینان خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں حاصل ہوتا رہے" (۱: ۱)۔ ہاں خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے فضل اور اطمینان یوں نکلتے ہیں جیسے کہ چشمے سے جیتے پانی کی ندیاں بہتی رہتی ہیں۔ جس کے وسیلے سے پیاسا آدمی جیتے پانی کی ندی کے پاس پہنچے وہ اس کو اپنا سب سے بڑا دوست سمجھیگا۔ پولس کے وسیلے سے تھسلنیکا کے لوگوں کے پاس نجات کی ندی کا پانی پہنچا۔ اس سے بڑی اور کون سی برکت ہوسکتی ہے؟ کوئی نہیں۔ اس لئے پولس کی آخری

برکت اور دعا سے غیر ہے "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم پر ہوتا رہے"۔ آیت ۲۸+

حاصل کلام

۱- خدا چاہتا ہے کہ آدمی بالکل پاک ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ آدمی کا دل اور بدن دونوں پورے پورے پاک اور بے عیب ہوں۔ اگر ذرا سی بھی ناپاکی کسی کے دل یا بدن میں رہے تو وہ اس سے ناخوش ہے۔ ہر قسم کی ناپاکی سے چاہے دل میں ہو یا بدن میں اُس کو نفرت ہے۔ اُس نے بابا آدم کو پاک پیدا کیا اور صاف حکم دیا کہ جس دن تو میرے حکم کو توڑیگا تو مریگا۔ یعنے میرے حضور سے نکالا جائیگا۔ ہر طرح کی نافرمانی یا ناپاکی خدا کی نظر میں ایسی گھنونی ہے جیسے کہ بادشاہ کے دربار میں کوئی گندی دھجی یا چیتھڑے پہنے ہوئے آوے۔ اس یقین سے کہ خدا ہماری پاکیزگی چاہتا ہے۔ اور یہاں تک چاہتا ہے کہ ہم بالکل پاک بنیں اور ہمارا دل اور بدن دونوں پورے پورے بے عیب رہیں۔ ہم کو یہ تسلی اور اُمید ملتی ہے کہ جیسا وہ چاہتا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے وہ ضرور تدبیریں بھی نکالیگا اور طاقت بھی بخشیگا۔ اور وہ ہم کو نہ چھوڑیگا جب تک کہ ہم اُس کی مرضی کے مطابق پاک اور بے عیب نہ ہوں۔ "جو ہم کو بالکل پاک ہونے کے لئے بلاتا ہے" وہ سچا ہے اور وہ ایسا ہی کریگا۔ (آیت ۲۴) خدا نے یہ مصمم ارادہ کیا ہے کہ بنی آدم میں سے

جتنے اس سے محبت رکھنے والے ہیں کسی قوم کے کیوں نہوں سب اُس کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔ (رومی ۸ : ۲۸ و ۲۹)۔ اس کا بیٹا بالکل پاک اور بے عیب تھا۔ سو جتنے اُس کے ہیں وہ رفتہ رفتہ پاک بنتے جائینگے اور آخر کو اُن میں کسی طرح کی کسر یا کمی یا عیب نہ ہوگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کرکے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا تھا تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دیکر اور صاف کرکے مقدس بنائے"۔ افسی ۵ : ۲۵ و ۲۶+

۲- اپنے مسیحی بھائیوں کے لئے دعا مانگنا۔ خاص کر اپنے پاسبانوں اُستادوں اور کلیسیا کے پیشواؤں اور انجیل کے مبشروں کیلئے خاص دعا کرنا ہر مسیحی پر فرض ہے۔ اسی طرح سے ہم ایک دوسرے کو برکت پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے پولس اپنے مسیحی بھائیوں سے درخواست کیا کرتا تھا کہ "اے بھائیو ہمارے واسطے دعا مانگو" (آیت ۲۵)۔ کون بتلا سکتا ہے کہ پولس کو کتنی بڑی سے بڑی برکتیں مسیحی بھائیوں کی دعاؤں کے جواب میں ملیں۔ اے پڑھنے والے کلیسیا کا ہر پاسبان۔ اور انجیل کا ہر مبشر۔ اور مدرسہ کا ہر اُستاد اور جماعت کی پنچایت کا ہر شریک پولس کے الفاظ میں تم سے بھی درخواست کرتا ہے کہ اے بھائی میرے لئے دعا مانگو۔ کیا آپ روز مرہ اپنی دعاؤں میں کلیسیا کے کل خادموں کو نام بنام خدا کے سامنے یاد نہ کرینگے؟

۳- خدا کا کلام جس کو مسیح کے شاگرد پاک نوشتے کہتے ہیں وہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے تعلیم سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ کلام ہر ایک قوم

کے لوگوں کو دیا جائے۔ (آیت ۲۷)۔ یہ خوب سوچنا چاہیئے کہ پاک خدا
کا کلام سب لوگوں کے لئے تو ہے مگر اس میں کتنی جگہوں پر ایسی گہری اور
مشکل باتیں پائی جاتی ہیں جو کہ سمجھ سے باہر ہیں۔ اور جب تک کہ اُستاد
اُن باتوں کو نہ کھولیں اُن کا پڑھنا بے فائدہ ہے۔ اور اس مشکل کا لحاظ
کر کے خدا کا کلام عام لوگوں میں نہ بانٹا جائے۔ یہ خیال غلط ہے اسلئے
کہ خدا کا کلام آپ ہی عقل اور دل کو روشن کرتا ہے۔ اور جیسے روشنی خود ہی
تاریکی کو مٹا دیتی ہے ویسے ہی خدا کا کلام دل کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔
کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بغیر پاک کلام کی روشنی کے دل صاف کیا جا سکتا ہے
یہ ہو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو خاص وسیلہ خدا کی پہچان حاصل کرنے کے
لئے مقرر ہے وہ خدا کا کلام ہے۔ اِس کو چھوڑ کر کسی اور طرح سے خدا کی
پہچان یا حق شناسی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ خدا کے
کلام میں چند حصے عالموں کے لئے اور چند عام لوگوں کے لئے ہیں۔ جیسے
روشنی اور پانی سب لوگوں کے لئے ضروری ہیں چاہے بڑے ہوں یا چھوٹے
اور خواہ کسی دیس کے کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح سے خدا کا کلام سب
قوموں کے لئے ضروری ہے لہذا وہ کسی سے دریغ نہ کیا جائے بلکہ سبھوں
کو دیا جائے۔ خدا کا کلام "ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے
جب تک پو نہ پھٹے اور صبح کا ستارا تمہارے دلوں میں نہ چمکے" ۲ پطرس
۱ : ۱۹۔ مسیح کی سچی کلیسیا کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ اپنے ہر شریک
کو خدا کا کلام سناتی اور سکھلاتی اور سمجھاتی ہے۔ خدا کے کلام میں پولس
کا یہ خط ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ اس میں ہر مسیحی کے لئے ایسی تعلیم اور تسلی بخش
باتیں پائی جاتی ہیں کہ کوئی اُس کے پڑھنے اور سننے سے محروم نہ رکھا جائے

اور اس امید اور مراد سے کہ میرے مسیحی بھائی اس کے معنی اچھی طرح
سمجھ سکیں اور روحانی فائدہ اٹھاویں میں نے اس کی یہ تفسیر لکھی ہے۔
"اب میں تمہیں خدا اور اس کے فضل کے کلام کے سپرد کرتا ہوں جو تمہاری
ترقی کر سکتا ہے۔ اور سارے مقدسوں میں شریک کر کے میراث دے سکتا
ہے" اعمال ۲۰ : ۳۲۔

تمام شد

مطبوعہ مشن پریس الہ آباد